

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله

میلوان وقت

غلام محی الدین مخاطب عازم لایق خان وقت
مشتعل برغریات و بعضی قصیدیں مع دین باچہ و تذکرہ مصنف

مرتبه
عبدالباسط موہنی قائل

۱۳۳۲ھ

میں صبح و شام پڑھا کرتا ہوں

لیکھ کر الیہ عز الہی

وہیاب

اس زمانہ میں جیکے شعراء کا بازار بالکل سر دھڑ گیا ہے، اور جدید تمدن اور نئی روشنی نے پرانی شاعری پر پانی پھیر دیا ہے، کسی دیوان کو (اور وہ بھی فارسی کے جوہرستان میں مثل مرود زبان کے ہو سکتی ہے) شائع کر کے مدیر امید رکھنا ایک ہلک کی جانب سے اس کا خیر مقدم کیا جائیگا؛ اور شاعر کے کلام کی قدر کی جائیگی، اور اس کے شائع کرنے کے لئے سخت اور عرق ریزی کی داد دی جائیگی؛ بالکل فصول ہے اور اگر کوئی ایسا خیال رکھے تو اس کی نیت کہا جاسکتا ہے کہ وہ باغ بہبود و نعت و خیال باطل بہت ۔

دور عالمگیری سے فارسی شاعری اس قدر متزلزل کر گئی ہے کہ اگر اب اس کو مردہ سمجھا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔ اس عہد سے لیکر آج تک کوئی ایسی نظر نہیں ملتی کہ فارسی زبان کے کسی شاعر نے اپنے فن میں کمال پیدا کر لیا ہے بعد محض شعر و سخن کی بدولت، مال و دولت کے اعتبار سے وہ فتوحات حاصل کئے ہوں جو ان کے پیشرووں نے کئے تھے۔ اب تو شعر کو اس کی بھی توقع نہیں ہے کہ کوئی بچے دل سے ان کے کلام کی قدر کرے، اور ان کی دماغ سوزی اور جگر کاوی کی داد دیگا، اس زمانہ کے ایک مشہور شاعر نے اپنا زمانہ کی ناقدر دانہ اور اپنے کمال سخن دانی کی تصویر یہ بل کے اشعار میں نہایت عمدہ کھینچی ہے وہ کہتا ہے۔

خدا شوق را ہی ساس کنم
شاد بر طبع روشناس کنم
بغیر از چہ التماس کنم

لایق مع در زمانہ چو نیست
بجہ امید در زمانہ کور
کس زبان مرا نمی فهمد

اس مضمون کو رد و نفی اپنے ایک مقطع میں اس طرح ادا کرتے ہیں۔
شعر را قدر سے نباشد اندر عہد گر
خویش را رونق بنا دانی غر خوان کر
جبکہ خود اہل کمال کو زمانہ سے قدر دانی کی توقع نہیں ہے تو ان کے کلام کے شائع کرنے والے کو یہ امید ہو سکتی ہے کہ اس کا کام بغیر وقت دیکھا جائیگا اور ہلک کی نگاہوں میں قابل ستائش ٹھہریگا۔
پس جو چاہے تو ہم نے اس دیوان کو اس غرض سے شائع نہیں کیا کہ اس کے حلقہ میں چین و آفرین کی صدائیں ہوں اور اپنی جد و کاوش کی راہیں اس دیوان کی اشاعت سے محض یہ مقصود ہے کہ اسلاف کا زمانہ زندگی حوالہ ملے و تبصرہ اور انقلابات عالم کے ہاتھوں کا غور رہوئے سچ جائے اور جس فن کے کھٹے ہیں انھوں نے عمریں نکال دیں اور جس فن کو انھوں نے معراج کمال پر پہنچا یا وہ اپنا زمانہ کی ناقدری اور کم التفاتی کی وجہ سے بن نہ ہوئے پائے۔

گو موجودہ زمانہ میں شعر فہمی اور سخن سنجی کی ایسی ہی حالت ہے کہ جو اہر زرد اور خرف میں کوئی تمیز کر نہ سکا

لیکن ہنوز زمانہ گزشتہ کی کچھ بھی یادگاریں ایسی موجود ہیں جنکو فارسی شعر و سخن کے
پرکھنے والے ہیں اس لئے ہم کو کلام روق کے قدر دانوں کے فقدان پر افسوس بھی نہیں سکتا۔

اس دیوان کی اشاعت کو طغیانِ رودوسی کی کرامات سے سمجھنا چاہئے۔ اگرچہ مصنف کے خاندان میں ایک عرصہ
یہ دیوان چلا آتا ہے لیکن ادون کے اخلاف میں سے کسی کو اسکی طبع و اشاعت کا شوق پیدا نہیں ہوا جس کی وجہ شاید یہ ہو کہ
وہ اس کو اپنے سلاف کا ایک ادون و امون کا زمانہ سمجھتے ہوں اور اس کو ان کے دل و دماغ کا ایک کترین کثرہ خیال کرتے
ہوں، لیکن طغیانِ رودوسی کی زد سے جب یہ سمجھ صحیح و سالم کل آیا تو میں نے سوچا کہ جس نقطہ خیال سے چارے بزرگوں نے اس
دیوان کی اشاعت کی طرف متناہیں کی گو وہ بجائے خود صحیح ہو لیکن زمانہ کے حوادث و انقلابات سے انکی یادگاروں کو خوا
وہ چھوٹی ہوں یا بڑی محفوظ رکھنا نہایت ضروری امر ہے۔ اسی بنا پر میں نے اپنے حکم کرم قبلہ کا بھی مولوی عبدالقادر صاحب
و طیفیاب صاحبہ وارنگر اور برادر محترم مولوی عبدالرب صاحب قبلہ کی خدمت میں تحریک کی اس کو طبع کر دیا جا
سیر کی تحریک پذیر اجہوئی اور میری نگرانی میں دیوان طبع ہونے لگا مگر آٹھ سال طبع میں پچھ ایسے گونا گوں غیر مترب تعویض
پر میں اس کی جانب سے پیش آتے رہے کہ اشاعتِ دیوان میں غیر معمولی تاخیر ہو گئی اور جس مدت میں اسکو شائع ہو جانا چاہئے
ٹھکا اس کے بہت بعد وہ شائع ہوا۔ لیکن اس تعویض و تاخیر کو بھی میں اس مصلحتِ ایزدی پر چول کہ تاہوں جس نے
طغیانِ رودوسی کے ظاہری نقصانات کی تہ میں بہت سے عظیم الشان فوائد و جلیل القدر سود مند نتائج کو مضمر و مستتر کیا
اور جسکا ایک نمونہ طبع و اشاعتِ دیوان کی شکل میں ہمارے پیش نظر ہے۔ اس تعویض سے یہ فائدہ ہوا کہ ان کا وہ کلام جو
بعد میں دستیاب ہوا تھا اخیر میں مضمر کر دیا جاسکا۔ جو بصورت دیگر بحالتِ میفض ہی رہتا اور شاید ہی اسکی طبع کی ہوتا۔
دیوان کا اصل نسخہ مصنف کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے لیکن بالکل غیر ہروف حالت میں تھا طبع کے وقت تمام غریب
حروف تہجی کے لحاظ سے از سر نو ترتیب دی گئی ہیں۔ یہ نسخہ والدہ مرحوم کے کتب خانہ میں موجود تھا مابوجودیکہ طغیانِ رودوسی
میں اس کتب خانہ کی قلمی کتابیں اکثر و بیشتر کان کے بلے کیے گئے جو کہ خراب دستہ اور ارکار رفتہ ہو گئی تھیں لیکن عجیب
ہے کہ اس نسخہ کی رسم کی بچ نہیں آئی۔ میں اپنے ناموں مولوی عبدالواحد صاحب قبلہ فرزند مولوی
عبدالعلی صاحب والدہ مرحوم کا نہایت سنون ہوں کہ انھوں نے دیوان کا اصل نسخہ بغرض طبع عنایت فرمایا
اور برائی بیاضوں میں سے روق کا کلام جس قدر دل سکانہا ہے مجھے تلاش سے فراہم کیا کہ کہ حرمت فرمایا۔ ایک
خاندانی تصنیفات کے ساتھ جو اہتمام و اعتنا ہے وہ نہایت قابلِ تعریف ہے۔ خاندانی کتب کے ساتھ اگر آپ کو
شوق و مصنف نہ ہوتا تو بہت کم امید تھی کہ دیوان کا نسخہ موجودہ حالت میں ملتا اور بعض خاندانی تصنیفات کا کچھ
ہم کو نصیب ہوتا۔

بھکر کیف شکر ہے کہ دکن کے ایک مشہور و معروف شاعر کا کلام شائع ہو گیا اور ہر صر حادث سے پریشان
اور تلف ہونے سے بچ گیا۔ ہم کو قوی امید ہے کہ آئندہ اگر شعرائے دکن کا تذکرہ لکھا جائے تو روق کے کلام
کے متعلق رائے قائم کرنے کیلئے یہ دیوان بطور بہر کے کام دیگا۔ ناظرین کی آگاہی کے لئے مصنف کا تذکرہ اور
ان کے کلام کے متعلق مختصر سا تبصرہ بھی لکھ دیا گیا ہے جس کا مطالعہ غالباً خالی از پرچی نہ ہو گا۔

عبدالباسط۔ مولوی ضل

رونق کے حالات اور کلام تبصرہ

خاندانی حال

غلام محی الدین المخاطب بہ عارف الدین خاں المتخلص بہ رونق کی پیدائش ۱۹۱۱ء میں بمقام مدراس ہوئی اور وہیں انھوں نے چوش سنبھا لانکے والدہ حافظہ محمد معروف سلطان پور کے باشندہ تھے، فواب والا جاہ کے عہد میں وارد مدراس ہوئے تھے۔ انھیں سے نواب محمد جی نے قرآن مجید کی تعلیم پائی اور تجویذ بھی تھی۔ رونق نے ایک مجمع میں اپنے والد اور دو اویسٹا تھا پانا نام اس طرح نظم کیا ہے

عج معروف زلف ست و شذران عارف۔ اکا سلسلہ نسب حضرت ابو بکر الصدیق سے ملتا ہے۔ تاجی کتا بوس
اسکا کوئی تہ نہیں لگتا کہ اجداد کہاں سے اور کس تقریب سے ہندوستان آئے لیکن خاندانی روایات سے اس قدر ضرور ثابت ہے کہ اس خاندان کے مورث اعلیٰ نے ہندوستان کی طرف جس پہلے پہل ہجرت کی تھی وہ محل تھا۔

ہمارے شہر کے مشہور مورخ مولوی عبد الجبار خان صاحب نے اصرار فرماتے ہیں کہ تاریخ شاخ برہان پور کے مصنف سید ابراہیم ہندوی نے لکھا ہے کہ شیخ محمد معروف برہانپوری کے بزرگان سلف شادی آباد عرف ماندو ملک مالوہ سے برہانپور شریف لائے اور وہیں بود و باش اختیار کی اور شیخ محمد معروف و شیخ عارف کی ولادت شہر برہانپور ہی میں ہوئی۔

غلام محی الدین نے چھپن میں مولوی محمد اسماعیل اور مولوی حاجی محمد تقی صاحب سے درسیہ کتابیں طبی نگ کالیں، اور فارسی کی تندر لکھا کہ میں غلام محی الدین مجاز سے پڑھیں جو اس زمانہ میں فارسی کے بہت بڑے محقق مانے جاتے تھے۔ لیکن درحقیقت فارسی زبان کی انہما یہ تعلیم انھوں نے سیر باقر گاہ اور دیگر فضلاء اہل ایران سے حاصل کی تھی جیسا کہ آگے بیان ہوگا۔

یہ وہ زمانہ تھا کہ مدراس شعر اسے نازک خیال، اور بہرن اور بر علم کے اہل کمال کا چرچے اور رونق کا شعر مجمع بنا ہوا تھا؛ اخلاط اربعہ کی طرح شاعری بھی ایک ضروری غلطی جاتی تھی اسے ضروریہ کی طرح شعر گوئی بھی ایک ضروری چیز خیال کی جاتی تھی، اس لیے نیکو غریب تک شعر کہتے تھے، یا کم از کم اس کو نثریج طبع کا ایک عمدہ شغل سمجھ کر اس میں پھنسی بیٹھتے تھے، اور خاص اپنے اہتمام سے شاعرہ کی مجلسیں منعقد کراتے تھے، اور بہ شوق و رغبت اس میں شرکت فرماتے تھے۔ مذکورہ گلزار اعظم ان شعر و غزل کا ایک عمدہ موقع ہے جس میں ان بزرگوں کی حسی جاگتی، بولتی جاتی، تصور میں دکھائی دیتی ہیں اور اس دور کی یاد تازہ کرتی ہیں جس میں زندہ دلی اور خوش طبعی کے ساتھ فضل و کمال بھی دروش بدوش نظر آتا ہے۔

صوماسی کے اس رجحان کو دیکھ کر ایک نامزد و طبع شخص کے دل میں بھی شعر گوئی کا ولولہ پیدا ہوا ہے

۱۔ انوس ہے کہ یہ کتاب غفیانہ رودوسی میں صاحب موصوف کتب خانہ مختلف ہوئی سلیجی فصل در فصل کی ضرورت پڑتی ہے

بغیر نہیں رہ سکتا، ایسی حالت میں وہ دل جس میں شاعری کے جذبات موج زن ہوں، اور وہ دماغ جس میں ان جذبات کے ادا کرنے کی قابلیت ہو کس طرح خاموش رہ سکتے تھے۔ رونق نے شاعری سے خداداد نسبت پائی تھی جس کے باعث سیلانِ طبع نے انھیں فارسی عربی کی درسیہ کتب کی تحصیل کے ساتھ ہی بالکل ابتدائی عمر میں شعر گوئی کی طبع متوجہ کر دیا گو اس زمانہ میں ریختہ گوئی کا رواج ہو چلا تھا اور اکثر شعرا اردو میں شعر کہتے تھے۔ انھری جو عالمگیر کے پوتوں میں ہوتے تھے اور خاص قلعہ کے رہنے والے تھے۔ ان دنوں مدارس میں شیعہ تھے۔ اور ریختہ گوئی میں مکمل رکھتے تھے انکی وجہ سے مدارس میں اکثر اصحاب کو ریختہ گوئی کا شوق پیدا ہو گیا تھا نیز میر باقر آگاہ کے اردو منظومات نے ریختہ کو بہت کچھ دینے بنا دیا تھا۔ تاہم اردو کو وہ عروج و اعتبار نہیں حاصل ہوا تھا جو فارسی کو تھا، اردو میں اگر اگر لوگ شعر کہتے تھے تو اس کو کوئی فن سمجھا نہیں بلکہ محض تھفن کے طور پر اس لئے رونق نے زمانہ کے عام رواج کے مطابق فارسی زبان میں شعر کہنا شروع کیا، اور میر بھر فارسی ہی میں شعر کہتے رہے۔ سنا ہے کہ اپنے پوتے محمد علی مالک حکیم علی اسطاعت کو اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں شعر کہتے ہوئے دیکھا، فرمایا کرتے تھے۔ با سنا کسی یا ایک زبان میں شعر کہو ورنہ دونوں میں کچھ رہ جاؤ گے یا یکا یکا ہو کر رہا ہے۔“

رونق ابتدا ابتدا میں میر باقر آگاہ کو اپنا کلام دکھانے رہے، لیکن بعد میں فصاحت و فصیح کے متبع اور ذوقِ سلیم کی بنیاد پر میر بھر دوسرے رکھا۔ آگاہ کے علاوہ انھوں نے مستند اہل زبان مثلاً مرزا صادق کو کتب شریازی وغیرہ کی صحبت ایک مدت تک اٹھائی تھی جو اس زمانہ میں مدراس میں مقیم تھے۔ گلزارِ اعظم میں لکھا ہے کہ ان کو اہل زبان کے روزمرہ اور محاورات کا اثر خیال تھا، اور انکی تقلید و ترویج کے نہایت پابند تھے نہ کہ مقلد محض میں لکھا ہے کہ شعراے مسافرین کے تقریباً ایک لاکھ شعر انھوں نے اپنے ہاتھ سے لکھے تھے، جو جوانی میں مطالعہ کا اس قدر شوق تھا کہ وقت کی قید نہ تھی رات دن مطالعہ میں مشغول و مہلک رہتے تھے۔ جس پر خود انکا یہ شعر

۱۔ دکن کے مشہور عالم اور باکمال شاعر خلیفہ طارحات میر غلام علی آزاد کے ساتھ مشہور ہیں۔ ورنہ میں دکن کو خیر علیاً و فضلاً چھوڑ کر رہے ہیں وہ سب آپ ہی کے فیضانِ کمال سے بہرہ ور اور مستفید ہوئے ہیں باوجود علم و فضل کو زندہ و اتفاق میں بھی مشہور تھے، اور صاحبِ اہل بھی جاتے تھے۔ مولوی محمد رفیع صاحب نے نہایت قابلیت ساتھ اپنی سوانح اردو میں لکھ کر صحیفہ کوذریعہ و شائع کی ہے۔ ولادت ۱۲۷۵ھ میں اور وفات ۱۳۵۵ھ میں ہوئی تھے نمونہ از خروید ہاں اپنی صرف ایک رباعی لکھی جاتی ہے ایران بقیاس ہر شقیم الا نکار، بوجھان دار و بھنہ جنت آمار، پوشیند کہ بر طبق احادیث آدم، و در بند فرو آمد و در ایران مار،

۲۔ مرزا صادق کو کتب شریازی ایک فاضل شخص تھا، جو بلاشبہ روزگارِ ملائمت میں پھرتے تھے مدراس پہنچ گیا تھا، تو مدراس نے ازراہ تمدن و ادبی سائنس میں سور و پیر شاہ پر خیریت اقتباس کر لی، لیکن قاضی القضاہ مستعد خاں سے بوجہ مخالفت مذہبی طرح لگتی ہو کر نہ تنگ آنکر نوکری چھوڑ دی اور وطن کو واپس چلا گیا، ملائمت میں سہال کبیدی کے عارفانہ سے انتقال کیا۔ شفیق علی اور فیضیہ صاحب جھانکھتا تھا، کبھی کبھی شعر بھی کہا کرتا تھا۔ رونق کی زبانی اس کا ایک شعر منقول ہے جس سے اسکی اصابت فکر اور فیصلت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ وہو غدا۔

شکر ت را خطا غبار او دو دار و اندکے خوب خلوا نیست اما دو دار و اندکے

شاہد ہے ۵ زینچ گردش لیل و نہار یافت نجات، پوچھو رونق آنکہ بدل انست از کتاب گرفت
اس کا اثر ابتدا میں تو کچھ محسوس نہیں ہوا لیکن پایاں عمر میں، دماغی عوارضات میں مبتلا ہو گئے تھے۔

ملازمت و دیگر حالات | بیس سال کی عمر میں، نواب محمدۃ الامر کی سرکاری میں، ملازم ہوئے، اس عمر میں
نے فارسی زبان میں کمال حاصل کر لیا اور شاعری میں اس قدر شوق پیدا ہوا کہ
کہ نواب محمد رفیع نے کمال قدر دانی، امیر الملک تاج الامرا بہادر نواب محمد علی حسین خاں باجوہ کی مصاحبت
اور اتالیقی پر مامور فرمایا، ماجد مدراس کے امرا اور نواب زادوں میں، نہایت خوش فکر، ذہین اور طبائع
نوجوان گزر رہے ہیں، ان کی طبیعت اور ذہن کا آدمی، خاندان والا جاہی میں کوئی نہیں ہوا، شاعر شاعری میں وہ روز
کے جھلکے تھے، ماجد کی استقامت طبع اور سلیقہ شاعری کے عہدہ ہونے کی ایک بڑی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ
ان کی مصاحبت میں، رونق کا ساسیلم الفکار و مستقیم الطبع شخص تھا۔

ماجد، رونق کو بوجہ فن شعر میں ان کی غیر معمولی قابلیت اور خداداد لیاقت کے بھرپور رکھتے تھے،
گھڑی بھر اپنی مصاحبت سے جدا ہونے نہیں دیتے تھے، اور ہمیشہ الطاف و عنایات اور خاص التفات فرمایا
کرتے تھے۔ رونق کبھی ان کے ساتھ بے انتہاد لبتنگی بلکہ الفت و محبت ہو گئی تھی، جب عین غصہ ان شباب
میں ماجد کا انتقال ہو گیا، اور عنان ریاست ماجد کے حلیفوں کے ہاتھ میں چلی گئی، تو رونق کو اس کا
اس قدر صدمہ ہوا کہ وہ اپنے وطن مالون کو چھوڑ کر، ٹھٹھا، اہلہاری، چٹور، وغیرہ مصافحات مدراس کی
طرف چلے گئے۔ اور ایک زمانہ تک وہیں رہے۔

ان کے فرزند مولوی اہمدی و اصطفیٰ لکھتے ہیں کہ ترک وطن کرنے کے بعد وہ اس صیغہ میں ملازم ہو گئے
جو پوربھن افسروں کو فارسی زبان کی تعلیم دینے کیلئے قائم ہوا تھا۔ ان سے تعلیم پائے ہوئے افسروں میں
سے ایک سرٹاس منہر و بھی ہیں جو مدراس کے مشہور گورنر گزر رہے ہیں، اس خدمت کے بعد گورنمنٹ کا سینڈ
انشانہ کے سپرد ہوا، گورنر مدراس کی جانب سے نوابوں اور امرا کو جو خطوط بھیجے جاتے تھے وہ رونق
ہی کے قلم سے نکلتے تھے۔

سنہر حیدر آباد | مدت مدید تک ماہر رہنے کے بعد وہ دوبار ایک بار مدراس آئے۔ یہاں
آکر انھوں نے دیکھا کہ تختہ بدل گیا ہے، اور وہ اگلا سا نقشہ ہی نہیں

رہا، بعض قدیم دوست اب بھی موجود تھے اس کے کبریا مبارک اللہ خاں راغب صاحب فراق نامہ رونق
کے اوائل عہد کے دوست تھے، وہ بڑے تپاک سے ملے، اور جب تک رونق مدراس میں مقیم رہا
و مدارات کرتے رہے، اور قدیم مراسم میں، استدراذ زمانہ کی وجہ سے سب موزن ہیں آنے دیا۔ تاہم مدراس
رونق کیلئے انقلاب سلطنت و راجن سلطنت کے باعث بالکل اجنبی ٹھہر گیا، اس لئے انھوں نے
حیدر آباد کا رخ کیا، اور اپنے بڑے فرزند مولوی غلام زین العابدین صاحب کے پاس چلے گئے،
اور عرصہ دراز تک وہیں عزت گزیر رہے۔ اُس وقت ان کی عمر ستر سال کی تھی۔

معا و دوست بدراس | اقامت حیدر آباد کے زمانہ میں وہ دو تین بار، دوستوں کی ملاقات کے لئے
مدراس آئے اور اُسے ملا لکھیں جبکہ ان کا سن شریف چوڑا بہتر سال کا تھا،

بعض اجاب کے امر اسے وہ پھر ایک بار مدرسہ کے۔ یہ زمانہ غلام غوث خاں اعظم کا تھا۔ نواب موصوف شعرائے سی خاص پکسی رکھتے تھے، اُن کے دربار میں شعرا کی بڑی آوی بھگت ہوتی تھی؛ نیا نیا شوق تھا، مشاعرہ اعظم کے نام سے ایک مجلس قائم کی تھی جس میں نامی گرامی کہنے شوق شعرا کی باریابی ہوتی تھی، موصوف کو اس مجلس میں جگہ نہیں دی جاتی تھی۔ رونق اس دفعہ مدرسہ کے نواب فضل الشعرانیہ میں سخن خاں راقم میر مشاعرہ نے، اُنکی تقریب کی اور وہ مشاعرہ اعظم میں داخل ہو گئے اور ان کے خواہ بھی مقرر ہو گئی، تذکرہ گلزارِ حکم کی تصنیف کے وقت جس کو نواب موصوف کا نام ہے، راقم نے ایف کیا ہے، رونق سے بہت مدد لی گئی ہے۔ کئی شعرا کے حالات رونق کی زبانی موصوف میں۔ اُن کے مدرسہ سے جانی ایک بڑی وجہ بھی بتائی جاتی ہے کہ تذکرہ کے لکھنے میں اُن مدد لی جائے، کیونکہ موصوف نے باعث، بہت سے حالات ان کو ختم دید معلوم تھے

وفات اس زمانہ میں رونق نے، پیرانہ سری اور دماغی عوارضات کی وجہ سے شعرائے سی سخت ترک کر دی تھی، اور دنیاوی تعلقات بھی منقطع ہو گئے تھے، چہنچہ گوشہ نشین اور یادابی میں مصروف رہتے تھے، چنانچہ اسی حال میں، چند سال گزرنے کے بعد مدرسہ میں، انتقال فرمایا۔ سن وفات ٹھیک معلوم نہیں ہو سکا۔

شغل و شام نہایت سنجیدہ، وجہ، متوسط اقامت اور بھاری بھر کم تھے، عمامہ باندھتے اور شام پیتے تھے، شوق کے نہایت دلدادہ تھے؛ جب کبھی کھیلنے بیٹھ جاتے تو دنیا و مافیہ کی خبر نہیں رہتی تھی۔ نہ ریا کرتے تھے کہ اس کا شوق میری اولاد میں بھی منتقل ہو گا چنانچہ ایسا ہی ہوا خط شفیعاً شکستہ آئین تھا طبیعت حق گو اور آزادی پسند واقع ہوئی تھی جیسا کہ اپنے ایک شعر میں بیان فرما رہے ہیں

حرف حق گویم و اندیشہ ندارم از کس
و انصاف و خلافت بے در و مراد

نال دولت اور جاہ دنیوی کو ہمیشہ پرہیز سمجھا اور کبھی اس کے حامل کرنے کیلئے خود داری اور حریت کو ہاتھ سے نہیں دیا۔

اولاد اُنکی لڑکیاں اور چار لڑکے یا دو گار چھوڑے۔ لڑکوں میں خلف اکبر نواب غلام زین العابدین خان مرحوم ریاست حیدرآباد میں مناصب جلیلہ پر فائز رہے اور جاہ دنیوی کے اعتبار سے خاص شہرت رکھتے ہیں، جنگی باقیات الصالحات کے بخند ان ایک پوتے مولوی محی الدین علیخان صاحب بی۔ اے بیرسٹر ایٹ لا اس وقت ضلع پرکھنی کے اولیٰ تعلقہ امر ہیں۔

دوسرے فرزند مولوی امجدی واصف جو تبحر علمی اور کثرت تصانیف اور السنہ مختلفہ کے زباناں ہونے کے لحاظ سے نہایت ممتاز ہیں، ان ہی افراد میں احقر کے والد ملا عبد القیوم صاحب مرحوم ہوتے ہیں جنگی ملکی اور اسلامی خدمات سے ہندوستان کی سبکداری اچھی طرح واقف ہے۔ اب وہ کی زندہ یا دو گاروں میں جو خاص خصوصیات سے ممتاز ہیں۔ ایک میرے حقیقی تایا مولوی عبدالحی صاحب وصف و خلیفہ اب دوم تعلقہ امر ہیں جو فارسی شاعری میں اس خاندان کی بہترین نشانی ہیں اور فنِ تاریخ گوئی میں اپنی آپ نظیر ہیں؛ دوسرے میرے چچا مولوی عبدالحق صاحب سابق صوبہ دار گنیرہ

ہیں جنکو خدا نے خاص بولچیکل دماغ عطا کیا ہے اور جنہوں نے شخص اپنی قابلیت سے ابتدائی مداح طے کرتے ہوئے اعلیٰ ترین خدمات تک عروج حاصل کیا۔ خدا ان بزرگواروں کو سلامت و بالکرامت رکھے۔ تیسرے فرزند مولوی حمید الدین صاحب مرحوم جو خوش نویس تھے ان کے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ جو تھے حافظ رشید الدین صاحب یہ بھی لا ولد فوت ہوئے۔

اصناف کلام میں
مہارت اور مختلف
تذکرہ نگاری کے
انکی شاعری کی نسبت

رواق کے حالات زندگی میں، سوائے فارسی شاعری کے کوئی جہتم با نشان کارنامہ نہیں ملتا، سوائے ایک دیوان کے، انھوں نے تصنیف و تالیف فرماتے تھے کہ عجب العجب مولفہ متا اور نگار آبادی میں لکھا ہے کہ رونی نے ایک مختصر تذکرہ الشعر ابھی تصنیف کیا تھا۔ پہلے زمانہ میں رواج تھا کہ ہر ایک نچھتہ شق شاعر دیوان کی ترتیب کے ساتھ ہی ایک تذکرہ بھی مرتب کیا کرتا تھا جس میں شعرائے متقدمین کا کلام، اور معاصرین کے حالات اور ان کے اشعار اپنی پسند اور نرا کے بموجب انتخاب کئے جاتے تھے۔ لیکن ہے کہ رونی نے بھی کوئی تذکرہ لکھا ہو اگر مگر کانیہ کہ او تذکرہ میں نہیں پایا گیا اور نہ عجب العجب میری نظر سے گزری تا حتم بیگ اور سر فرانجین خاں قاری دیکھائی تھے جن سے رونی کو دی محبت تھی۔ یہ دونوں دریا میں ڈوب کر فوت ہوئے تھے۔ رونی نے اول الذکر کے مرتبہ میں سہلاب غم اور تانی الذکر کے مرتبہ میں گرداب غم نامی دو مثنویاں لکھی تھیں۔ اب یہ مثنویاں نوذکر کیا ان کے اشعار بھی کہیں دیکھنے میں نہیں آتے۔ ان کی نسبت محدث الجواہر میں یہ ریا رک ہے: "فیض طبع روان خیلے پر سوز گھٹتہ"۔

رونی کو انواع سخن میں، دستگاہ کامل حاصل تھی، ہر صنف کو استادانہ کہتے تھے، افسوس ہے کہ ان کے تصانیف دوسے زیادہ دستیاب نہیں ہو سکے مگر غالباً ان کے تصانیف کا ذخیرہ عزلیات سے کچھ کم ہو گا مولوی محمد الدین حسن صاحب افضل مرحوم اپنے والد شیریں سخن خاں راقم سے نقل فرماتے تھے کہ رونی نے اکثر جلسوں میں زور و شور کے قہقہے اترتے لائے تھے۔ اس قول کی تصدیق گلزار اعظم سے بھی ہوتی ہے چنانچہ اس میں لکھا ہے: "بار بار در محفل کثیرہ شعر بدیہی میگفت و گو بہر سخن بشتب قلم ثباتی رقم می سرفت"۔

گلزار اعظم میں ان کے کلام کی نسبت لکھا ہے: "در انواع سخن قدرت تامہ می داشت و ہر یکے را کمال خوبی می داشت محدث الجواہر میں مولوی حمیدی واضح لکھتے ہیں: "رونی قہقہہ و غزل و مثنوی پاکیزہ می گوید و ہر فصاحت و خوبی بیان خود و ناز شہداشت، حقیر ہم نہ از دوسے فرزند ہی بلکہ از دوسے انصاف برائیں امر شاہد عادل، بنیث لکھتے ہیں: "شعرش سادہ و پرکار و از زواہل انصاف ہلک الشعرانی ستر دار"۔

ملک الشعرانی کا خطاب میں نے اپنے والد الما عبد القیوم صاحب مرحوم اور نیز دوسرے بزرگوں کی زبانی سنا ہے کہ رونی کو، نواب کی طرف سے، ملک الشعرانی کا خطاب بھی ملا تھا، اور وہ شہر استاد تسلیم کئے جاتے تھے، لیکن تذکرہ گلزار اعظم اور صبح وطن میں اسے کوئی

ذکر نہیں ہے۔ البتہ تذکرہ پیش میں اُن کی شاعری کی نسبت جو ریمارک کیا گیا ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عموماً اپنے منصف مزاج جمعہوں کے نزدیک خطاب ملک الشعرائی کے سزاوار و اہل سمجھے جاتے تھے۔ ممکن ہے کہ نواب حمد اللہ امر کی سرکار سے انھیں ملک الشعرائی کا خطاب ملا ہو، چونکہ بہت جلد نواب محمد علی کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور اُن کے فرزند اجمندار جی عین عالم جوانی میں انتقال کر گئے اور رونق بھی دربار سے علیحدگی اختیار کر کے مصافحات مدراس میں چلے گئے۔ اور بعد میں جو لوگ تخت کے وارث ہوئے وہ باجہ کے خاندان سے چٹنگ رکھتے تھے، اور ان کے وابستگوں اور پورا خواہوں کو بھی نظر سے نہیں دیکھتے تھے؛ اس لئے یہ امر بالکل قریں قیاس ہے کہ رونق کا یہ خطاب بعد میں تسلیم نہ کیا گیا ہو۔ چونکہ رونق کی شاعری اور ان کے فرزند مولوی محمد علی واصف کا ذوق سخن عموماً شعرائے مدراس کے برخلاف تھا اور نواب غلام غوث خاں اعظم اور ان کے استادوں کے کلام پر واصف نے نہایت دلیری اور بیباکی سے نکتہ چینی کی تھیں؛ بنا بریں اگر منصف صبح وطن و گلزار اعظم نے رونق کے خطاب کو تسلیم اور اس کا ذکر اپنے تذکرہ میں نہ کیا ہو تو کوئی تعجب خیز امر نہیں ہے۔

کلام نریمان

حالات مذکورۃ الصدر سے، واضح ہے کہ رونق کو مثل اُن کے فرزند مولوی محمد علی واصف کے، تالیف و تصنیف کا شوق نہیں تھا؛ اور غالباً انکی عربی استعداد بھی معمولی تھی لیکن فارسی زبان اور فارسی شاعری میں وہ اپنے زمانہ کے محقق اور شہر استاد تسلیم کئے جاتے تھے، ایک زمانہ تک انھوں نے اہل زبان کی صحبت اٹھائی تھی؛ اور محاورات فارسی کی تحقیق میں، ان کے تجربہ اور کمال فیضیت کی شہادت، مدراس کے اکثر تذکرے دیتے ہیں۔ اُن کے کلام سے خود اس امر کا پتہ لگتا ہے کہ فارسی لطیف میں انکی معلومات نہایت وسیع تھی، اور اہل زبان کے روزمرہ اور محاورہ پر ان کو پورا عبور تھا۔ چنانچہ غزلیات میں، حاجی، انھوں نے اپنے کلام کی خشکی، اور مضمون آفرینی کے ساتھ، سلاست اور روانی اور بیباکی پر فخر کیا ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں: *بیختگی کلامت نمی رسد فکر سے*؛ معاصران تو رونق خیال خام کنند، ایک اور جگہ فرماتے ہیں: *مدہ شعر کئے نسبت مرا رونق*، کلام زمانہ سرسوی کی یہ اس میں شک نہیں کہ ایک ایسے زمانہ میں، جبکہ فارسی شاعری، سوائے لفاظی اور خیال بندی کے کچھ نہیں رہی تھی؛ اور دور از کار استعارات، نابافوس تراکیب، منطوق و پر از تصدیق اسالیب، کو پایا نہیں سمجھا جاتا تھا، اور نام علی اور بیدل کی تقلید کو، سرمائے افتخار اور معراج کمال خیال کیا جاتا تھا، ایک شخص کا ایسی سوسائٹی کے برخلاف آداب کا ملنا، اور ان کے عام رجحان کے خلاف ایک الگ روش اختیار کرنی، اور اُس گروہ کی مخالفت کرنی جس میں انکو سیر و روی اور بلند نامی، حاصل کرنی تھی، بالکل تعجب انگیز بات ہے، اور اس کی سلاستی طبع کا پتہ دیتی ہے، اور اس امر کو ظاہر کرتی ہے کہ فطرت نے اس کا سلیقہ درست اور صحیح بنایا تھا اور اسکی طبیعت کا سانچہ استقامت و رستی پر ڈالا گیا تھا۔

شاعری اور مصوری دونوں، ایک سے قبل سے ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ مصوری میں کسی شے کی تصویر رنگ و روغن سے کھینچی جاتی ہے اور شاعری میں، الفاظ کے ذریعہ سے جس طرح ہزاروں لوگوں کو تصور کھینچتے ہیں لیکن جو تصویر کی جان ہے وہ ان کے قلم میں ماہر ہو جاتی ہے۔ اسی طرح ہتیرے کو شعر کہتے ہیں مگر شعر کی روح و رواں ان کے کلام میں مفقود ہوتی ہے۔ فارسی شاعری کے اخیر دور میں یا تو شاعری کی حقیقت کو نہ سمجھ سکے یا اس وجہ سے کہ ترقی میں تمام نچرل اسالیب برت چکے تھے اور اپنے پیچھے آنے والوں کے لئے کوئی ایسا اسلوب باقی نہیں رکھا تھا جس سے کوئی کیفیت اور حالت نچرل طور سے اسے اسلوب اور نئے پیرایہ میں، ظاہر کی جاسکے۔ متاخرین نے ایک ایسا طریق اختیار کیا جو اگرچہ نظر پر حدت نکلتا، لیکن اصول شاعری کو بالکل برخلاف بلکہ انکار کا کوئی نہ دیکھ کر والا تھا۔ یہ دور ناصر علی اس طرز کے مکمل کرنے اور ترقی دینے والے تھے جتنے پہلے ہی طرز ہندوستان میں بوجہ اپنی جدید عموماً مقبول ہو گیا۔ علی العموم تمام شعراء ہند (اللہ ہا شاعاء اللہ) جلد بیداریاں سے ذوق سلیم عطا ہوا تھا، ایسی ڈگر پر چلنے لگے جیسا کہ مشہور ہے کہ جب کوئی فن اپنے موضوع پر قائم نہیں رہتا تو اس کی ترقی رک جاتی اور وہ زوال پذیر ہو جاتا ہے۔ اس طرز کو اختیار کرنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ فارسی شاعری کی ترقی رک گئی اور اس رویہ چلنے والوں نے اس میں کوئی مفید اضافہ تو درکنار، اس کو اپنے مرکز پر بھی قائم نہیں دیا جس کی وجہ سے شاعری جو فنون لطیفہ میں شمار کی جاتی تھی، ڈھکوسلہ سازی اور تنگ بندی ہو گئی۔ بیدل اور ناصر علی نے اپنی روش خاص میں جو شعر کہے ہیں۔ وہ بوجہ کثرت تشابہ اور استعارہ دراستعارہ ہونے کے اس قدر غفلت اور مغفل ہیں کہ ان کا کوئی نئے معین کیا جاسکتا، اور سننے اور سمجھنے والے کو یہ اطمینان ہو سکتا ہے کہ شعر کے وہی معنی ہیں جو اس نے سمجھے ہیں یہی وجہ ہے کہ اہل زبان بیدل اور ناصر علی کی شاعری کو نہیں مانتے صاحب تشکدہ اور سی ناصر علی کی نسبت لکھتا ہے کہ ان بزرگوار کا لہجہ بوجہ کثرت تشابہ کے کوئی معنی معین نہیں کیا جاسکتا۔ سوم کی ناک ہے کہ جدھر جایا موڑ دی۔ ایک اور دو شاعر نے اس طرز کے شعر کا

شعار ذیل میں خوب خاکہ اڑایا ہے۔

اگر اپنا کہتا تم آپ ہی تھے تو کیا تھے | فرما کہنے کا جب ہے اک کہے اور دوسرا سمجھے
کلام میر سمجھے یا زبان میرزا سمجھے | لگے انکا کہنا یہ آپ سمجھیں یا خدا سمجھے

قرب عہد کی وجہ سے مدراس کے اکثر شعراء نے بیدل اور ناصر علی کا رنگ اختیار کر رکھا تھا۔ اس لئے سعد و سہ خند اہل سخن کے عموماً نام کے خیالات میں وہی بیدلیت، طرز بیان میں وہی اخلاق اور اسالیب کلام میں وہی غفلت نظر آتی ہے جو خیال ہندوں کا خاصہ ہے۔

لیکن رونق نے اپنے ہمعصروں کی طرح یہ روش اختیار نہیں کی جس کا محرک یا تو محض ان کا ذوق سلیم تھا۔ جو تہ ما کے کلام کو مطالعہ کرنے سے انکی طبیعت میں راسخ ہوا تھا۔ یا ان فضلاء کے ایران کی صحبت کا نتیجہ تھا جو حسن اتفاق سے ان دنوں، مدراس میں، اقامت گزیر تھے رونق ہی کی تربیت و تعلیم کا اثر تھا کہ جدیدی و اصصف بھی اس رنگ میں شعر کہنے سے بچتے تھے اور اس طرز کو نام دھرتے تھے۔ باب لہی کے خیالات کا پرتو تھا کہ ریٹے نے اپنے تذکرہ میں جا بجا ناصر علی کے کلام پر نہایت ازاد سی سے محکمہ جینی وغیرہ لکیری کی ہے، اور معاصرین کو دہرہ اور محاورہ کی پابندی، اور بجائے بیدل و ناصر علی کے اہل زبان

کے تتبع کا مشورہ دیا ہے اسی بنا پر ان میں اور ان کے معاصرین میں نوک جھوک ہوتی رہی اور ایراد و عیوب کا معرکہ کم رہا جسکی تفصیل گلزارِ اعظم سے واضح ہوگی۔

دیوانِ رولق میں ایک غزل ہے جس میں رولق نے خیال بندوں کے طرز کی خدمت کی ہے بنیابست مقامِ ہم اس غزل کو انجامِ بیخ ذیل کرتے ہیں جس سے ناظرین طرزِ سخن گوئی کو متعلق ان کے خیالات کا بخوبی اندازہ کیسکیں گے:

خاک بر فرقِ وقت گفتار
میکند بد و بدین گو انہما
ور نہ زان گفتگوست لازم عار
در کلامِ زلالی جو انسا
گشت تلخیصِ معنیش دشوار
کرد ماجد مرا ازین بسندار
چہ ضرورست این قدر انکار

صاف بندی ست نجوبی اشعار
دین صاف و دُر دومی این رفر
لیک آن را طافے باید
کن نگاہے دقیقہ بند سخن
فہم مضمونِ اوست بس مشکل
وقت شعر بودہ مرغوبم
مختلف شد مزاجا رولق

اس غزل کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدا ابتدا میں یہ بھی وقت و اشکال کو پسند کرتے تھے اور ناصر علی اور پیدل کے مہنڈاؤں پر مصفیہ تھے، لیکن محمد علی حسین خاں ماجد کی طرزِ شاعری اور زوئی سنگھ کوئی نے، انکو اس روش کے چھوڑنے پر مجبور کیا، مگر اس سے یہ خیال نہیں کیا جاسکتا کہ ماجد کا رتبہ شاعری میں رولق سے بڑھا ہوا تھا، یا انھوں نے رولق سے فنِ شعر میں کوئی استفادہ نہیں کیا۔ گو نام تذکرہ میں ماجد میر باقر آگاہ کے شاگرد بتائے جاتے ہیں، لیکن یہ بخوبی ثابت ہے کہ آگاہ نے جب ناراض ہو کر ماجد کی اصلاح موثوف کر دی تھی تو وہ رولق ہی سے مشورہ لیا کرتے تھے اور ان ہی کو اپنا کلام بتاتے تھے۔ چنانچہ گلزارِ اعظم میں لکھا ہے: ”نوک سخن ہم بر طرزِ ایشان (یعنی سابقین) عارف الدین خاں رولق اختیار فرمود،“ محمد علی اجماع میں لکھا ہے: ”و باقی توفیق فیضی انصاف لفظی و امام الشعر انوار تاج الاحرار ہوا و مرحوم ماور گشتہ بسبب کمانے کہ میں فن داشت، مقبول خاطر دریا مفاطر انوار مجروح گردید و با او علی الدوام منکامہ صحبت و مجلس شاعرہ کریم سیداشت۔“ واضح ہے اسی تذکرہ میں ماجد کی شاعری کے اسباب ترقی بیان کرنے ہوئے لکھتے ہیں: ”پدیر گوارا غنی عارف الدین خاں رولق کے سراجِ فیروزِ سخنوری ست دریافت و ذکر فرماتے ترقی نمایاں کرد،“ اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ استاد اپنے لائق شاگردوں کے مشورہ سے مستفید ہوتا ہے اور ان کے ساتھ مساوات کا برتاؤ کرتا ہے۔ اس سے اسکی استاد کی اور کمال پر حرف نہیں آسکتا بلکہ اسکی نصف ترقی اور تواضع و انکسار کا ثبوت ملتا ہے۔ بشمول یہ کہ فواصیلِ حقائق شیعہ فقہ، غالب و مرحوم سے اصلاح لیا کرتے تھے اور مومن خان کے بعد ان ہی کو اپنا کلام بتاتے تھے، لیکن غالب انکی شان میں فرماتے ہیں:

نہ نوشتہ در دیوان غزل مصطفیٰ خاں خوش نواز

غالب لکھنؤ شاگرد ہیں از شہ کہ او

حرز غالب کے بعض تصانیف میں غلطی نے الفاظ بدل دئے تھے، چونکہ اصلاح صحیح تھی اس کو حرز راکی سلامتی طبع نے اس کو تسلیم کر لیا یہی حال رونق اور ماجد کا سمجھنا چاہیے۔

ان کے دیوان میں ایک اور غزل ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ نری صاف گوئی کو کوئی خیال نہیں کرتے بلکہ کلام کی عمدگی اور برتری کے لئے ضروری سمجھتے ہیں کہ بے تکلفی اور برہنگی کے ساتھ شعر میں کچھ نہ کچھ بات بھی پیدا کی جائے۔ درحقیقت جس شعر میں صفائی بیان کے ساتھ لطف مضمون بھی ہو اس کو شعر نہیں سمجھنا چاہئے جس معنی اور خوبی اور اے علاوہ الفاظ کی روانی اور سلاست بھی اگرچہ ہوگا تو اس میں کوئی شک نہیں کہ شعر میں جان بڑھاتی ہے؛ اور دراصل ایسے ہی کلام پر شعر کا اطلاق صحیح ہو سکتا ہے؛ اور ایسے ہی کلام کی نسبت کہا گیا ہے ان من البیان لیسکرا ایسا شعر جس سے سوائے ذہن تو جملہ درد ماند کے اور کچھ مفہوم نہ ہو کلام منظوم سے زیادہ وقوت نہیں رکھ سکتا غزل مذکور شعر نہایت تمام کچ جا رہی۔

پیش ارباب سخن باشد جہاں جان تلاش
منے برجہ نامے سخن جان تلاش
از بہار فکر تم غم گلستان تلاش
گلک گوہر با ریں گردید نیماں تلاش
کردہ ہر تہم نہاں در خویش دیوان تلاش

بے تکلف گو بود در شعر سامان تلاش
بر فصاحت ہا شعر ماست ایمان تلاش
بسکہ دارم جستجو سے معنی رنگیں بدل
جیب دو اماں نگہ پر ز گوہر میکند
بسکہ در شعر بود رونق لطافت بیشا

موجودہ دیوان عالم والہ مرحوم کی زبانی منقول ہے کہ یہ دیوان ان کے ابتدائی زمانہ کا کلام جوانی کا کلام ہے۔ بایان عمر کا کلام یا تو جمع نہیں ہوا یا تلف ہو گیا، یہ روایت ایک حد تک صحیح معلوم ہوتی ہے کیونکہ تذکرہ صبح وطن سے جس قدر غزلیں نقل کی گئی ہیں، ان میں کوئی بھی دیوان میں موجود نہ تھی اور گلزارِ اعظم اور معدن الجواہر میں بہت سے ایسے شعر نظر آئے جو اس نسخہ میں درج نہ تھے۔ تذکرہ صبح وطن کی منقولہ غزلوں کو دیکھنے سے معلوم ہوتا کہ انکے بایان عمر کا کلام میں ایک خاص رنگی اور روانی اور صفائی ہے جو موجودہ دیوان میں کم نظر آتی ہے۔ ان تمام غزلوں اکثر بیشتر اخلاق و تصوف اور غلط نصیحت کے مضامین باندھتے تھے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ چہرہ پیری کا کلام ہے جبکہ دنیاوی تعلقات منقطع ہو گئے تھے اور گوشہ نشینی اور عزلت گزینی کی وجہ سے مضامین کی تراویں کی ایک خاص انداز میں موزون تھی اور کہنہ شقی کے سبب سے کلام نہایت صاف اور دیوار ہو گیا تھا۔ ان کے قصیدہ کے ایک شعر سے بھی یہ مفہوم ہوتا ہے کہ انکا بہت سا کلام ضائع ہو گیا اور اسکو جمع کر کے کیوں تو بہت نہیں آئی چنانچہ لکھتے ہیں۔

از دست جو ز فلک جملہ خود بینی شد

بفن نظم نمودہ ست گر چہ عمرے صرف

مولوی عبدالعلی صاحب والہ فرزند مولوی جہدی و اصحف جو اس زمانہ میں فارسی زبان کے بہت بڑی محقق و باکمال شاعر گذرے۔ آپ کا کلیات نظم و نثر چھپرک شائع ہو چکا ہے۔

کلام کی خصوصیات

ان کے کلام کی جہتم بالشان خصوصیت تفصیل اور بیان کی جا چکی ہے، اس لئے یہاں اس پر زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ آئندہ جن خصوصیات پر بحث کی جائیگی اور مثلاً جس قدر اشعار پیش کئے جائیں گے وہ ان صفائی اور سلاست بیان کے لحاظ سے بھی نظر ڈالنی چاہئے کہ وہ ان کے کلام سے اسی طرح جدا نہیں ہو سکتی جیسا کہ ناخن گوشت سے۔

اس ویلوان میں جہد غزلیں ہیں وہ بالکثر شاعروں کی طرح غزلیں ہیں۔ شاعر ہو یا مصنف از خود کسی عنوان پر جس عہدگی اور خوبی سے لکھے گا وہ فرمائش پر نہیں لکھتا۔ اپنی خواہش اور ارادے سے وہ جو کچھ لکھنا چاہے اس میں خوش اور مضامین کی آمد اس کی مدد کرتی ہے۔ لوگوں کی فرمائش کی تعمیل میں جو کچھ لکھا جاتا ہے اس میں آرد اور بناوٹ اور تکلف اور نقص سمجھ لیا جاتا ہے، جس طرح بن چڑے کام کو ٹالا جاتا ہے اس لئے اکثر دیکھا گیا ہے کہ شاعروں کی غزلوں میں وہ بات نہیں رہتی جو شاعر کی اپنی طبیعت سے لکھی ہوئی غزلوں میں ہوتی ہے۔ بسا اوقات کوٹنے والوں کے خوش کرنے اور اُن کی واہ و اسنے کے لئے اپنے چادہ سے ہٹ کر چلنا پڑتا ہے۔ لہذا کسی مصنف یا شاعر کے کلام کا اصلی ذور، اس کی طبیعت کا انداز، اس کی تعلیم کی جولانی دیکھنی ہوتی اور جمل تصانیف میں ایسے میدان میں دیکھنی چاہئے جہاں اُس کا شہب قلم بالکل مطلق العنان ہو، اور اس کی طبیعت کسی فرمائش کرنے والے کی قید اور کسی ستائش کرنے والے کی ستائش کی پابند نہ ہو۔ یہ بات ویلوان روفی میں مشکل سے نظر آئیگی کیونکہ اس میں اکثر وہی غزلیں ہیں جو شاعروں کے لئے لکھی گئی ہیں۔ علاوہ بریں ایک اور خرابی یہ ہے کہ ان کی زمینیں ایسی مشکل ایسی سنگدل اور دشوار گزار ہیں ان کو طے کرتے ہوئے اچھے سے اچھے بختہ شق اور بہن سال شاعر دکاندار بھی دنگا کر بغیر نہیں رہ سکتا اور ان میں کوئی چھتا جو اشعار نکالنا اور کسی دلکش و دلنشین مضمون کا نظم کرنا ایسا بھی کچھ جیسا کہ مثیلی پر مسروں جمانا پتھر میں سے درخت اگانا۔ ایسی زمینوں میں ایک بڑے سے بڑے استاد کا کیا کام ہے کہ قافیہ اچھی طرح بندھ جائے اور مضمون ردیف کے ساتھ بندھ جائے، ایسے شعر جن کی بہت صاحب تشکرہ اور سی بدل نشتر زندہ کہتا ہے اس قسم کی طرحوں میں نکالنا نہ صرف دشوار بلکہ قریب بحال ہے۔

روفتی کی وہ غزلیں جو پہل اور آسان زمینوں میں لکھی گئی۔ غزلیت کے لحاظ سے بہت اُن غزلوں کے جو سنگدل مینو نہیں لکھی گئی ہیں زیادہ بلند پایہ ہیں۔ ایک روفی پر کیا مومنوں ہے وہ تمام شعرا جنہوں نے زمین شاعر کو آسان پر پہنچا دیا دشوار اور دور از کار قوافی سے جیشہ احتراز کر کے رہے اور بھی اس خار و اجھار میں پتے دامن لکر کو نہیں اچھا یا۔

تثبیہ و تعارہ اگرچہ کہ روفی اپنے کلام میں تثبیہ و استعارہ کو نہایت کثرت اور عہدگی کے ساتھ استعمال کا استعمال کیا ہے اور اس کے ذریعہ سے سخت اور دشوار گزار زمینوں میں فرمایش شاعری کو، بہت خوبی سے انجام دیا ہے اس لئے ان کے کلام میں، قلت مضامین کی شکایت نہیں کی جاسکتی۔ شاعر کا بہت بڑا ہتیار جس سے وہ اعلیٰ شاعری فتح کر سکتا ہے تثبیہ و استعارہ ہے؛ اس کی قوت تخیل اور پرواز فکر کا ثبوت

جس قدر تشبیہات کے استعمال سے مل سکتا ہے ویسا کسی اور چیز سے نہیں مل سکتا؛ جذبات اور حالات کی گہرائی
 کھینچنے میں جس قدر یہ انداز کام دیکھتا ویسا کوئی اور شی نہیں دے سکتی۔ دیوان رونق میں ایک کثرت
 سے نظریں ملیں گی جن فوانی میں خیال جو ملے کہ ردیف کے ساتھ ان کا نباہ نہیں ہو سکتا۔ وہ ان کو
 ایک پیش پا افتادہ تشبیہ سے ایسا دلکش و دلآویز بنا دیتے ہیں کہ شعر میں جان بڑھ جاتی ہے۔ دیوان میں
 ایک غزل ہے نزار زار گر یہ کیم بے اختیار گرہ کیم، اس زمین میں ظاہر ہے کہ سوار، خیرار، بخار کے فوانی
 ایسے نہیں ہیں کہ ہر شخص شاعرانہ اسلوب کو مد نظر رکھ کر، صفائی سے باندھ سکے مگر رونق نے انکو جس طرح
 نظم کیا ہے وہ قابل ملاحظہ ہے:

اگر بھرت آن نیو ار گر یہ کیم
 لسان شیشہ آتش شہ ار گر یہ کیم
 برنگ شیشہ خالی خار گر یہ کیم

گرہ شود جو تباہ شہ ار گرہ ام
 بعشق شعلہ ردیش ز بسک لہر نیم
 ز شوق نرگس محو رسائی گل فام

ایک اندر زمین ہے خار آتشناک بہار آتشناک، اس میں بعض شعر لکھے ہیں۔
 دریں جن بنو دلا زار آتشناک
 شب فراق تو اسباب عیش آزارست
 بغیر سیل سرسکے کہ دارد آتش آہ

سپردہ اندول داغ دار آتشناک
 بدیدہ شمع بود مثل خار آتشناک
 ندیدہ ایم دگر آبشار آتشناک

ان ہی زمینوں پر موتوں نہیں ہے، ان کے دیوان میں ہر جگہ اس صنف کا استعمال نہایت کثرت
 کے ساتھ، نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ، اور نہایت صفائی اور غریب کے ساتھ کیا گیا ہے بعض لطیف
 و بلیغ تشبیہیں جو عام شعرا کے ہاں کمتر دیکھنے میں آتی ہیں مثلاً دیخ ذیل کی جاتی ہیں جن سے شاعر کی قوت
 مدد کی رسائی اور اسیا جنشن کی بلند پروازی کا ثبوت ملے گا۔ مثلاً

اے دل نزار جوں جس بغیاں ہم آواز کردہ مارا

جس گھٹنا اسکا وجود کچھ ہم آواز ہے در بعض لوہے کا ٹکڑا جس نہیں ہو سکتا۔ شاعر کہتا ہے کہ مجھ میں
 اس دل خانہ خراب کی وجہ سے کچھ باقی نہیں رہا ہے۔ فریاد و فغاں کی وجہ سے صرف آواز ہی آواز آتی
 ہے۔ اگر آواز نہیں تو سمجھو کہ کچھ بھی نہیں۔ مثال کیلئے جس کو دیکھو کہ انکی کائنات جو کچھ ہے محض آواز سے
 ہے ورنہ وہ لاشیٰ محض ہے۔ دل کی طرف خطاب کرنے سے ایک خاص لطف پیدا ہو گیا ہے اور جس کیساتھ
 تشبیہ نام حاصل ہو گئی ہے اور یہ بھی مترشح ہے کہ فریاد و فغاں جو کچھ نکلتی ہے دل سے نکلتی ہے۔

مرحبا حسن بے نقاب ازل پردہ راز کردہ مارا

ایک نہایت وسیع مضمون کو چند مختصر الفاظ میں سمیٹا گیا ہے اور اس خوبی سے کہ شعر میں اس کی تشریح کا
 از وقت نہیں۔ عارفانہ شعر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دنیا و مافیہا ذات باری کے لئے حاجب ذات بھی ہے
 اور کاشف ذات بھی۔ یہ عالم کو ایک پردہ ہے کہ اگر اسکو الٹ دیا جائے تو تجلیات الہی کا تماشا
 نظر آئے لگتا ہے اور اگر نہ الٹے تو کچھ نہیں۔ ذات باری و حقیقت مراتب خفا و ظہور سے برتر و بالاتر ہے جو
 کچھ کشف و حجاب ہے وہ ہمارے اعتبار سے ہے۔ شاعر نے دو حسن بے نقاب، اور پردہ راز، صرف

دلفظوں سے بیان میں جو کیفیت پیدا کی ہے وہ تشبیح و تمثیل سے ہرگز حاصل نہیں ہو سکتی۔ قریب قریب اسی مضمون کو مفرزا غالب نے استفسار و احتجاج کے پیرایہ میں یوں ادا کیا ہے کہ جب وہ جمال و لغز و صورت و خبر و زب و آپ ہی ہوں نظارہ سوز بردہ میں منہ چھپائے کیوں۔ اسی مضمون کو ایک دوسری غزل میں رونق نے اس طرح نظم کیا ہے کہ ہر جارت بے نقاب رخ شاہد ازل پوزار چشم دل حجاب تو بردار اندکے۔

فراہم کردہ حسرت ہائے یک خلق بھین ایں چین گل نام کہہ دند
اس شعر میں مسئلہ تناسخ کی طرف اشارہ ہے۔ خیام وغیرہ نے یہ مضمون پیدا کیا ہے کہ پھول جو زمیں سے اگتا ہے وہ درحقیقت کسی برجیس کی شکل ہے جو انقلاب زمانہ کی وجہ سے اس طرح قابل بدگر نمودار ہوئی ہے۔ مزا غالب فرماتے ہیں کہ سب کہاں کچھ لالہ و گل میں غایاں ہو گئیں پو خاک میں کیا صورتیں ہو گئی کہ کچھ ایں ہو گئیں۔ لیکن غالب کسی شاعر نے انسان کی حسرتوں کے مجموعہ کو پھول نہیں قرار دیا، دراصل پھول کی تشبیہ پھول کی تعریف و توصیف اس سے بہتر نہیں ہو سکتی پھر جس صفائی اور خوبی سے یہ مضمون ادا کیا گیا ہے اس کے لحاظ سے اسکو نوادراںکار میں شمار کرنا مبالغہ نہ ہوگا۔

شہر آسائے فرصت ندارم کہ آغاز مرا انجام کر دند
انسان کی بے ثباتی اور کم فرصتی کے مضمون کو اس بڑھکر زوردار الفاظ میں ادا کر کیا بیان کیا جاسکتا ہے شاعر کے تعلق شعرائے سیکڑوں ہزاروں مضمون باندھے ہیں اور بڑی بڑی تراکیب پیدا کی ہیں۔ لیکن جہاں تک میرا خیال ہے شہر آسائے آغاز و انجام کے ایک ہونے کا ثبوت کسی شاعر نے نہیں دیا۔ یہ شعر بھی باعتبار قدرت تشبیہ کے نوادراںکار میں سے ہے۔

گریاں را عجیب تسخیر و لباس خط و دست احسان و ام کو دند
ہاتھ کے خطوط کو دام سے تشبیہ دینی اور پھر ہاتھ کو احسان کی طرف مضاف کر کے ثابت کرنا کہ معمولی اور ہر ہاتھ کے خطوط دام نہیں ہو سکتے اور دست و دام کی مناسبت، ان تمام باتوں نے شعر کو اعلیٰ مراتب بلاغت پر پہنچا دیا ہے۔

یک نفس باشد بقالب عاشق و عشوق در حقیقت نالہ بالبلماں جان گل ست
شاعر عاشق و عشوق کے یک نفس و دو قالب ہونے کا ثبوت دیتا ہے اور کہتا ہے کہ دلیل کے بل درحقیقت گل کی جان میں کیونکہ پھولوں کا کہلنا اور بیللوں کا پھلنا ایک دوسرے کے لازم و ملزوم ہیں بل کے نالے اگر کم ہونگے تو گلچل لینا چاہیے کہ دوسرے ہار ختم ہو گیا۔ چونکہ آواز روح کی طرح غیر مرئی شے ہے اور جاندار کی زندگی کی ایک علامت اسلئے نالہ کی تشبیہ روح کے ساتھ نہایت موزوں تشبیہ ہے۔ یہاں نفس کا لفظ جو لطیف دے رہا ہے وہ ظاہر ہے۔ یہ غزل کی غزل لطیف و دلچزناں سے مرع ہے۔

زوق امیری از عہد آورده ایم آہ از خلق ہائے دام بود آشیان ما
در گلشن دنیا طرب و عیش غم افزا است خندیدن گل بر سر داریت بر عیند
گل اگر دیدہ بہ لب ہائے تو و ایسا زد برگ را بر لب خود دست چایا میازد

غبار رانہو دین قدر رسائی با _____ نگاہ قیں بد نبال محل افتاد دست
گفتگو سے واعظ بیہودہ شنو زینہار _____ عالمی رامی فریبدار صد اکوسالہ
رہے جو گوہرست مرا اگر لیستن _____ ہستی من چرا شک بود تاگر لیستن
زادہ ملاط بیش کہ چون گنبد فلک _____ عمامہ تراست ہمہ عذر در بغل

اس شعر کے قافیہ دروہیت قابل ملاحظہ ہیں۔ اس زمین ایسا شعر نکالنا پختہ شوق شاعر ہی کا کام ہے
مکر و عذریں گنبد فلک کے ساتھ عمامہ زادہ کی تشبیہ نہایت پر لطف واقع ہوئی ہے۔ ملاط کا لفظ ظاہر کرتا ہے
کہ گنبد کی طرح صرف صدا ہی صد آتی ہے ورنہ حقیقت و واقعیت سے زادہ ان ریاکار کو کوئی سروکار نہیں۔
بغل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ زادہ اپنے مکر و عذر کو عمامہ کی تہ میں چھپائے ہوئے ہے۔

بھجیو آئینہ تصویر کہ بر دو شش برید _____ شذر پائے دگر ایں صورت رفتارا
تقیل _____ تشبیہ و امتعارہ کی ایک اور قسم ہے جس کا نام علمائے ملاغت نے تقیل رکھا ہے۔ ہر تقدیر کے
ہاں یہ صنف اگرچہ خال خال نظر آتی ہے؛ لیکن متاخرین نے اسکو بحد روح ویا اور ہر اسہ ایک علیحدہ
صنف قرار دی اس صنف کا خاتمہ صائب اور غنی کشمیری پر سمجھا جاتا ہے۔ دور اخیر میں جس قدر شعر
گزرے ہیں انھوں نے کم و بیش اس صنف میں کچھ نہ کچھ ضرور کرنا ہے۔ ویوان رونق میں اس صنف کے
اشعار کثرت سے نظر آئیں گے۔ چند منتخب اشعار ذیل میں درج کئے جاتے ہیں جس سے اس طرز میں ان کے رو
طبعیت کا اندازہ ہو سکے گا۔

بآتش نفس نتواں ہزباں شدن _____ گرم میک درخلی خود ماہ در سحر
اکسیر اعظم ست برنگ سپید صبح _____ بنمگر زشب زیا و شود باہ در سحر
رنگ دیوئے دگر سے سید بدت نفس تھا _____ شہرہ شد گل بچس نخت چوشت ز خویش
گر یہ چون آید ترا ز ناکہ با بہر ہیز کن _____ بدست و ضبط نفس عواص را بہر در آب
ہر کہ پاس آبر و دار دنیا میزد بکس _____ غرق گردیدست ازین باعث مگر گوہر آب
بود قطع علاقی عشرت افزائے دل ساک _____ آہی گشتن ز رے شد باعث خندیدن مینا
ہت از چارہ کہی دوری رحمت ضمیر _____ منع فیض ست اثر پردہ بارانی را
بنی ہمیشہ برخ زہر و در دکان خویش _____ دل چاک دیشو و ز جفا کج رنگ رنگ
برنجی با شد نصیب مردم صاحب مال _____ چھٹکی پا و وقف با مالی نماید و نہ را
وضع تعلیم از جا و آموز دخی عش و اں _____ چوں سرش در زینت یکدین بادام رقص

بادام کا قافیہ اس زمین میں اس سے بہتر کیا یا بدھھا جاسکتا ہے۔ بادام جاوا سے ہے کہ سوکھنے کے بعد
اس میں قوت نامید باقی نہیں رہتی طلب یہ کہ غوسے تسلیم جاوے سے سکھو اور سختی و تکلیف کو عیش و آرام سمجھو جیسا
بادام جبکہ اس کا سر پہرے کھلا جاتا ہے تو مارے خوشی کے رقص کرنے لگتا ہے (بادام بھوڑنے کے وقت
بوجہ سخت اور نام ہونے کے اڑتا اور تڑپ کر کھل جاتا ہے۔ اس کو شاعر نے رقص مسرت سے تعبیر کیا ہے)
مجاورہ گوئی | چونکہ ایک مدت تک اہل زبان کی صحبت اٹھا چکے تھے، اور روزمرہ اور محاورات

کی تحقیق و تفحص میں عمر صرف کر چکے تھے۔ اسلئے جا بجا محاورہ کی چاشنی اور خوبی ادا اور لطف زبان کا چٹکارہ کلام کو نہایت با مزہ بنا دیتا ہے اسکی کچھ مثالیں ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

حرفے از دست خویش کن تکلے غیبت جمعیت از زبانہا

دست از لطف نہ بردیم کہاز کار افتاد

یار بآں ماریہ راجہ قدر باشد زہر
مصرغ ثانی میں بالکل واقعہ کی تصویر کھینچ دی ہے۔

سحاب راعرق خجلتش در آب گرفت

کہ فضل اشک بد نبال او شب گرفت

عشوہ در کار کرد و پند برینا گذشت

آں نگار ناز میں راحض آرا کردنی ست

خندہ زد گل باد ایک شہرام امتداد

بعد ازین دست من و چاک گریبان نرا

یہ طرز بیان ہندی شاعر کے کلام میں کثرت پایا جائیگا۔ اس اسٹائل کو وہی شخص استعمال کر سکتا ہے جس نے اہل زمانہ کے تتبع و تقلید میں عمر گزار دی۔

میکند نرواز دوش برق و شاد خلق

و قوع گوئی

از پے کارے اگر ہر دوس رو از خانہ ما

چونکہ وہ تنبیہات کو کثرت سے استعمال کرتے ہیں اور صفائی زبان و سادگی بیان کا خاص خیال رکھتے ہیں اسلئے اس کا لازمی نتیجہ ہونا چاہئے تھا کہ انکی طبیعت و قیاس گوئی کی طرف زیادہ مائل ہوتی غزل میں کسی مسلسل مضمون کو بہت کم شعرا نے نظم کیا ہے مگر رولین کی کئی خوبیاں

ہیں جس میں شروع سے اخیر تک ایک ہی مضمون نظم کیا گیا ہے۔ دیوان میں ایک غزل ہے "دوش خلق، دوش خلق، اس تمام غزل میں، باد و باران کی کثرت اور لوگوں کی پریشانی کا فوٹو اٹا رہا ہے۔

نواب غلام غوث خان اعظم کی تسمیہ خوانی کی تقریب میں جو قصیدہ کہا ہے اس میں شروع سے لیکر

اخیر تک حالات جشن کا نقشہ کھینچا ہے، متعلقین کو جوڑوں کا تقسیم ہونا، بناسوں کا ٹپنا، رنگبازی کی

کیفیت، آتش بازی کا منظر، رزمی کی جگہ گانٹ، دعو توں کی دھوم دھام، عطر، پان اور پھولوں کی

بہنات اور پھر طوائف کے ناچ رنگ کا دل فریبہ دلہا بظاہر نہایت وفادارت و فصاحت کے ساتھ

قصیدہ میں بیان کیا ہے اور کہیں شاعری کے سرشتہ کو با تھ سے نہیں جانے دیا۔ انکی غزلیات میں

بھی ایسے بہت سے شعر نظر آتے ہیں جن میں معاملہ اور واقعہ کو نظم کیا گیا ہے بعض ممتاز اشعار ذیل میں

انتظارت چہ قدر خوں بدل مانی کرد

نزد و ریم و با ششم بر آستان محفوظ

عرض امر و زمین بیتاب بر فردا گذشت

کویدم دور کہ کار سے دارم

شبکہ گردید ہیا بچن شیشہ و جام

بوجھل تو گرم رہ نہ شد ملائے نیست

دیگاں را کام فردا و احوال روزا گرم

بے دماغانہ چورائش گیسرم

معاہدہ کا شعر ہے اور جس اسلوب میں باندھا گیا ہے وہ سوائے اہل زبان و ہنر زبانوں کو دوسرے کا حصہ نہیں معنوق جا رہا ہے عاشق بخیر و مہربان ہو کر اس کا راستہ روکتا ہے وہ چٹک کر کہتا ہے ہٹ دور ہو مجھے اس وقت کام ہے۔ اس مختصر بحر میں اور اس قافیہ و ردیف میں یہ مضمون اس خوبی سے ادا کیا گیا ہے کہ اچکے کے لئے دوسرا اسلوب خیال میں نہیں آ سکتا۔

تغزل

اغزل کی بنیاد اس پر پڑی ہے کہ اس میں وہ حالات و واقعات بیان کئے جائیں جو راہ عشق میں عشاق کو پیش آیا کرتے ہیں۔ یہ حالات جس قدر واقفیت پر مبنی ہوں گے اسی قدر دلوں پر اثر کریں گے جذبات کا اظہار نہایت مشکل کام ہے، عربی کی شہرہ ور شکل ہے کہ ”الکیفیات لا یقتان“ انسان نہایت کسی کیفیتیں گذرتی ہیں مگر وہ ان کو نہیں بیان کر سکتا، بہت سے جذبات طاری ہوتے ہیں مگر وہ ان کا اظہار نہیں کر سکتا بلکہ ان کو سمجھ بھی نہیں سکتا۔ ان حالات و کیفیات کو وہی شخص بیان کر سکتا ہے جو روز عشق سے واقف ہوا اور اچکے ساتھ ہی اسکی قوت بیانہ اعلیٰ درجہ کی ہو، اس کا شکل نہایت بلند پر واز اور اسکی قوت نظریہ نہایت تیز ہو ایسا ہی شاعر سچا اغزل گو ہو سکتا ہے اور ایسے ہی شاعر کا کلام دلوں پر اثر کر سکتا ہے۔ سعدی، خسر و، حافظ اور نظیری جو اغزل کے استاد مانے گئے ہیں ان کے کلام کے دلوں پر اثر کرنے کی بڑی وجہ یہی ہے۔ میر، جرات، غالب اور داغ پر اردو کی دنیا لوٹ ہے اسکا اصلی سبب یہی ہے۔ درحقیقت ان لوگوں نے عاشقانہ جذبات و حالات و کیفیات کی تصویر جس خوبی سے کھینچی ہے اور راہ محبت میں جو معاملات پیش آتے ہیں انکو جس عمدگی سے بیان کیا ہے اس کے لحاظ سے ان کے کلام کی جس قدر بھی قدر رک جائے کم ہے۔ میر تو خیال یہ ہے کہ مذکورہ بالا قابلیت جس شخص میں نہ ہو انکو اغزل نہیں کہنی چاہئے۔ جاری شاعری کے زوال کی وجہ اگر دریافت کی جائے تو غالباً یہی نکلے گی کہ اس میں غیر واقفیت اور تفسیر اور بناوٹ کو دخل دیدیا گیا اور ایسی باتیں کہی جانے لگیں جنکی کوئی حلیت نہیں تھی اسکا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ کلام میں انہیں ربا، کلام اگرچہ ہر قسم کے محسنات سے مرصع بنا لیا گیا اور حلیات لفظی و نحوی میں سچید ترقی ہوئی مگر شاعری جس قدر بے روح ہو گئی۔ غرض یہ کہ اغزل کی فصیح تعریف یہی ہے کہ وہ عاشقانہ جذبات و حالات کی تصویر ہو لیکن بعد میں اس شعر میں وسعت دی گئی اور اغزل میں اور ادنیٰ میں بھی نظم کے جانے لگے۔ تاہم تغزل کا اطلاق کسی ایسے شعر پر نہیں کیا جا سکتا جو ترجان محبت نہ ہو۔

اس میں شک نہیں کہ روفیق کے دیوان میں تغزل کم ہے جسکی وجہ جیسا کہ ہم اوپر تفصیل بیان کر چکے ہیں یہی ہے کہ اکثر و بیشتر غزلیات مشاعروں کی طرحی مصرعوں پر لکھی گئی ہیں جنکی زمین بوجہ سنگلاخ ہونے کے اس قابل نہیں ہے کہ اس میں کوئی عاشقانہ مضمون سرسبز و بار آور ہو سکے لیکن کم پیش میں قدر انداز بھی عاشقانہ رنگ کے دیوان روفیق میں پائے جاتے ہیں وہ اس امر کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں کہ شاعر کی طبیعت بلحاظ تغزل کے بہت واضح نہیں ہوتی ہے۔ بعض تعریضوں میں ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

درفن عشق تعطل نمی باید رست
دلبرے گر بنو دل شکستے درکار رست

اسی مضمون کے قریب قریب مرزا غالب کا یہ شعر ہے سے قطع کیجئے نہ تعلق ہم سے، کچھ نہیں ہر توجہ دات ہی رہی، یار سے چھوڑ علی جائے اسد، مگر نہیں وصل تو حسرت ہی رہی۔ اس شعر میں اس طرف

اشارہ ہے کہ جس بات کی چٹک انسان کے دل میں ہو، اس کے جاہل کرنے کے لئے وہ کبھی بخلا نہیں بیٹھ سکتا۔ نفع ہو یا ضرر اس کے لئے وہ ہاتھ پر مارے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ہر وقت اس سے لوگ رکتا ہے کبھی بیکار نہیں رہتا۔

الفت صیادی آرومر اور دام او بار ہا ہر خیدار اغاض بنداز پاگزاشت
اس شعر میں محبت والفت کی وہ کیفیت بیان کی گئی ہے جس میں مصیبت و تکلیف آرام و راحت سے مراد جاتا ہے اور محبوب کے جو رجحان میں بھی غرا ملنے لگتا ہے۔ ایسی حالت میں اگر محبوب ظلم و ستم سے ہاتھ کھینچ لیتا ہے تو پتھرا نہیں مٹو ہوتا، اور اگر وہ دائم محقق سے رہا کرنا چاہتا ہے تو رہا نہیں ہوا جاتا۔ اگرچہ یہ انوکھا مضمون نہیں ہے۔ مختلف شعرا نے اس مضمون کو مختلف پیرائے باندھا ہے۔ چنانچہ مرزا غالب فرماتے ہیں:-
واحرتر اگہ یار نے کھینچا ستم سے ہاتھ پر چلو حریص لذت آزار دیکھ کر۔ اور نظیری کہتا ہے سہ نالہ از ہر ہا
شکر مرغ اسیر پر خور و افوس زمانے کہ گرفتار نبود۔ لیکن رونقی نے بھی اس مضمون میں کچھ کم داد و لاغت نہیں کی
اگرچہ یہ نینوں شعر طرزیان کے لحاظ سے بہت کچھ اختلاف رکھتے ہیں لیکن ان میں معنادار سترک بھی ہے
لہذا اس وجہ سے موازنہ ہو سکتا ہے۔ نینوں میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ مشوق کے جو رجحان سے لذت و راحت ملتی ہے لیکن
غالب نے اس پر یہ اضافہ کیا ہے کہ مشوق نے فحشو آزار سے لطف اٹھاتا ہو اور اس پر حریص دیکھ کر ستم سے
ہاتھ کھینچ لیا۔ یہ اضافہ نظیری اور رونقی کے پاس نہیں ہے۔ لیکن اگر کھن "لذت آزار" کے مضمون کو
دیکھا جائے تو نظیری اور رونقی نے اس عنوان کو غالب سے بڑھ کر کھینچ پیرا میں بیان کیا ہے۔
رونقی اور نظیری کے شعر معنایاً بہت قریب واقع ہوئے ہیں صرف تخیل اور طرزیان کا اختلاف ہی نظیری
کے شعر میں شاعر اشکیل کا رد و زیادہ ہے یعنی مرغ کے نالہ کر سنے سے شاعر یہ تنہا طاقتور ہے کہ وہ رہائی کے لئے
ناز نہیں کرتا بلکہ اس زمانہ پر افوس کہہ رہا ہے جب کہ وہ گرفتار نہیں تھا۔ اگرچہ نظیری نے ایک عاشقانہ کیفیت کو
تخیل سے کچھ زیادہ میں ظاہر کیا ہے لیکن بیشک واقعیت کے نسبت زیادہ تخیل پر مبنی ہے کیونکہ اس کے نالہ کو اس
زمانہ کے افوس پھول کر ناچا جس کہ وہ گرفتار نہیں تھا محض شاعرانہ تخیل ہے جس کا کوئی وجود نہیں۔
بر خلاف اس کے رونقی کی تخیل واقعہ کے بالکل مطابق ہے۔ جانور کو جب صیاد کے ساتھ الفت ہو جاتی
ہے اور وہ مل جاتا ہے تو باوجود رہا کرنے کے نہیں جاتا۔ اغاض کا لفظ ظاہر کر رہا ہے کہ صیاد نے شخص
آپاٹیش کے لئے پاؤں کے بند کھولے تھے کہ دیکھ لیا جاتا بھی ہے یا نہیں۔ حقیقت اس کا دل بھی نہیں جانتا
تھا کہ بالکل رہا کر دے۔ اس میں ہمہ نظیری کے شعر میں ایک خاص وجدانی کیفیت ہے جس کا ادراک ووقیہ سلیم
سے قوی ہے لیکن رونقی کا شعر بھی اپنی طرز میں لاجواب ہے۔ اسی مضمون میں ان کے دو ایک شعر اور بھی ہیں
مشق صیاد ووش گفت کہ زادی کم ہر سراپا سے اور وہ نریادی کم ہر لذت دام و گرفتاری دوش گرفت
جانب دست کشد الفت صیاد ورا۔

اکثر درست غصہ اور غشکی کی باتیں کرتا ہے مگر وہ اصل اس کی چٹکی ایک مخفی محبت و انتقام کو ظاہر کرتی ہے
اور بعض وقت اس کے برعکس وہ بالکل سادگی اور صلح کے ساتھ پیش آتا ہے لیکن درحقیقت اس کا صلح و صلح
اور سادگی اس کے خواب کو آشکار کرتی ہے۔ اس مضمون کو رونقی نے غدا غدا طو سی یاد دہا ہے

ایک جگہ لکھتے ہیں ۵

دریں برودہ قبر تو وہ لطف نہاں ہو
میں شناسم نظر خندہ نہاں ترا
یعنی میں ترے غصہ کو جس کے پرودہ میں جہرانی چھپی ہوئی ہے اس طرح پہچانتا ہوں کہ گویا میں تری
نگاہوں سے تری پوشیدہ منہی خوشی کو دیکھ رہا ہوں۔ ایک جگہ لکھتے ہیں ۵

نگار من رکھ آموخت دل سستانی را
کہ پر عتاب کسد خندہ نہاں را
اس غم کا مضمون شعر سابق کے بالکل برعکس ہے اس میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ معشوق کی نہاں منہی خوشی
پر مبنی ہوا ایک اداسے دل فریب رکھتی ہے۔ اسی مضمون کے چند شعرا درجی ہیں جو معنا و لفظاً نہایت لطیف ہیں اسلئے
ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

بہ پیش طفل شوخی عرض حاکم کردنی دارد
کہ برب خندہ را دشنام سازد از نہانش
مستور یاں رونق این قدر بیدل ز شرم
کہ مضمون تسلی با ست نہاں در نہر ایش
اگرچہ جو عتاب ست باز چشمانش
پیام صلح نمیدنگاہ نہاںش
بر در پیش شد مقام از ضعف
دا کا با داما تو ایچھا تو

عشاق اپنے اُن نقصانات کو جو کوصل الی مطلوب ہوں گودہ کیسے ہی مسرت رساں کیوں نہ ہوں بڑی خوشی سے
برداشت کرتے ہیں اور ان کو اپنے لئے نہایت مفید سمجھتے ہیں۔ اس مضمون کو ہر را داغ نے بھی بڑے باکبین
سے ادا کیا ہے ۵ نظر آتا ہوں نہ اس دم سے اٹھ سکتا ہوں کہ ناتوانی سے بڑے کام لے جاتے ہیں مگر رونق
کا شعرا زیادہ بچرل ہے۔ کیونکہ ناتوانی کو کسی ہی پر نظر نہ آنے کو لازم نہیں برخلاف اس کے ضعف کی وجہ سے انسان
چل نہیں سکتا۔ جہاں ہوتا ہے وہیں پیچھا جاتا ہے۔ لیکن یہ کہا جاسکتا ہے کہ داغ کے شعراء ناتوانی سے وہ ناتوانی
ہے جو لاغری کو لازم ہے۔ جیسا کہ شعر کہتے ہیں ۵ ناتوانی نے بجائی جان پیری جہیں ہو کوئے کوئے ڈھونڈتی
پھرتی قضا بھی میں نہ تھا۔ یا ایک فارسی شاعر نے کہا ہے ۵ تم از ضعف چناں شد کہ اجل حسرت دنیا نت
نار ہر چند نشاں داد کہ در بہرین ست ۵ و فیہ ما فیہ

دست در گردن خود میگشمار چشمتش شوق
چہ قدر با ست نگر حسرت جہد و شیبہا
یعنی مجھے جہد و شوق کی حسرت اس قدر ہے کہ اپنے ہاتھ کو مار سے شوق و آرزو کے پنی گردن میں ڈالتا ہوں
اس طرح ایک گونا اپنے دل کو تسلی دے لیتا ہوں۔ جہد و شوق کی حسرت اس سے ہر پیرا میں نہیں بیان کی جاسکتی۔
مضمون شعر بالکل واقعیت پر مبنی ہے شدت شوق و آرزو کی حالت میں اکثر انسان سے ایسا ہوتا ہے۔ غالباً یہ مضمون
سعدی کے اس شعر سے ماخوذ ہوگا ۵ گہر نمود دلہ خواہ پیش ہو دست تو ان کہ و با خوش خویشش ز لہ میں انکی غزلیات
سے چند منتخب اشعار ہر قسم کے مضامین کے درج کئے جاتے ہیں جس سے ان کی غزل کا انداز معلوم ہوگا۔
حافظانہ کو جو صل و طاق گفتار و دماغی
گر بر سر لطف دگر کم اسے دشمن آنی
تا نظر انگندہ سوئے کے
خوشی ہی آید مرار و سے کے

مدتے شد یہ ہجر غور سندم
بعد پنج ست شادمانی ہا
رخ تو در نظر آئینہ وار می آید
سا دگی حسبہ قدر از تو کا رہی آید

بچو جیار غریب سے کہ بدستش دارند
 اس لئے طرف مرا بدل زارم افتاد
 نالہ آہستہ کنم رحم مرا می آید
 کہ دریں سینہ زارم دل بیچارہ هست
 حال دستار حب برسی بفرق دلدا
 سرما بچو گھر برتن بابا سے هست
 ہر چند سراپا نشی پیر از نقش و نگار ست
 دامنے ست مرا منتخب از یوہ رطاس
 باگر کی عاشق چپہ کند گر نیز را بد
 این پیش کسان گیر یہ کند او بیاباں
 اسے دل خستہ یار می آید
 خوں شدن یا بجا ک غلطیدن
 برنج ست آگہ دلدار سے ندارد
 ز فقر گلے بدل خا رسے ندارد
 حباب آسا سبکبار سے ست خرم
 بفرق خویش دستار می ندارد
 بچو مردم میں شہر داردم دل تنگ
 بکوبہ دوست روم دلکشادہ می گرم
 بشوق دیدن آن ماہ رو چو آئینہ
 سرے برانوسے حسرت نہاد می گرم
 بدر و بچو تو چون یل آچنان زارم
 کہ سر بدامن صحرانہ سادہ می گرم
 از تیغ ابدارش امید داشتدے بود
 پیکان تیرش افکندہ آخر بکار عقدہ
 ہر کس بقدر حالش از دوست شاد کام
 آمد فقط بکارم زان کلفند از عقدہ
 رفتہ در ویرانہ درد انتظارش سنگینم
 عرض حال دل مرا با دوست نہاد دنی
 خوب تراز راستی گرد و ز وضع یار کج
 جوں گزار دبر سرخو طرہ دستار کج
 عشق را لازم بود پیوستہ ہر گنجی حسن
 سینکد بلبل ز وضع تنہا گل منقار کج
 خواستم ہر چند تا دیر پردہ دارم سرخویش
 از صفائے دل عیاں شد ز پندہام چون
 بیا بچھل زمیناں بدست آفتاب
 انتظار تو کردید چشم زار قیاس
 کجا علاج فراکش بے کشتی آید
 بہ ہجر و دوست فزاید مرا خارا قیاس
 بعد ازین درمن بزرگ کسے دل می دم
 الفت میں نو نطاش آئینہ ام رازنگ بود
 نگویمت کہ بینائے می شراب انداز
 باب دیدہ عاشق براری دارد
 بغیر دیدہ رونق نہائے حسن تو نیست
 بخوابد سرخوش او ساغر می گرام جم باشد
 مانندک التفاتش خست جانان می ہند از غم
 اگر در انتظارش کوں گرد دیدہ جان
 شو ابد سرخوش او ساغر می گرام جم باشد
 بفرق خویش بند شمع دھند زار دارد
 ہر آنکس جوں خاہم بچو دلبشود رونق
 فیضانم چو میگردید بنوختی چشم جاودیش
 باین حمیت لازم آمد ز برش خوشش
 بزانوسے ادب دیش اوقتم گشتہ بریش

صبا بار دگر رہبر شوی گداسر کوشش
دل آشفتہ خود را نایم بندہ رگسوش
ندامت تاجہ باشند عاصی القات او
کہ دار و باسلمان یل یارب رلف بندہ
اس شعر کے مؤرخوں کے وقت رونق کی جو مراد ہوگی وہ تو ظاہر ہے لیکن ہندوستان کی کوشش
انقلاب نے اس شعر کو مسلمانوں کے موجودہ خیالات کے مطابق کر دیا ہے جو لوگ مسلمانوں کے ساتھ ہندوؤں کی
میل ملاپ کو تنگ کی نظروں سے دیکھتے ہیں اور اتحاد و اتفاق کی طرف انکی پیش قدمی کو خود غرضی پر محمول کرتے
ہیں یہ شعر ان کے خیالات کی بہرہ و تفسیر ہے۔

بزم بے توڑ تہبہاے خوشگوار چہ خط
اگر ہو بود دل ز نو بہار چہ خط
اس زمین میں غالب کا مطلع بھی نہایت پر لطف اور بلند واقع جواب ہے
مرا کہ بہت دنیا شامی از بہار چہ خط
مرا کہ با وہ اندازم ز روزگار چہ خط
کیا بومل میر شود چیں راحت
شب فراق تو بردم در انتظار چہ خط
تو اول از ہمہ جام شراب را در کش
بزم باد و چوساقتی ست ہو کشیا چہ خط
اسی مضمون کے قریب ان کا ایک اور شعر ہے
شکر کہ ساقی نہ تنگ و عار نہ ماند
خوش بہار سے روز نظر وار گل بخیار شمع
مانع پروانہ کے گرد و گرد دیوار شمع
سطر سے از حال دل ام بود ملو مار شمع
واغ دل گرد و دعبیاں از دیدن تبار شمع
از پیر پروانہ ہاں گری بازار شمع
درستین خون نشان بگرفتہ و اماں دغیل
چمبہاں مشکو گرد بسراجنم آئی
جان در تہ آید اگر اسے سیم آئی
اے کاش لہجہ شمع بچہ بر من آئی
خیمیدہ نہ قدم بہ شب تارا اندکے
بچہ امید کسے مہر و خامی سازد
تقصیر و اخلاقی

انارسی شاعری میں غزل کا ایک بہت بڑا حصہ تصوف و اخلاق کے لئے مخصوص
ہے کوئی فارسی گو شاعر ایسا نہیں نکلیگا جس نے غزل کو محض عاشقانہ مضامین سے متعلق کیا ہو چونکہ رونق
صائب کی طرز میں بہت شعر کہے ہیں اسلئے ان کے کلام میں اخلاقی شاعری کا عنصر معتد بہ موجود ہے صاحب
کی طرز کے اشعار اور پر نقل کئے جا چکے ہیں یہاں ان منتخب اشعار کو نقل کیا جاتا ہے جو اس طرز سے
انگاہ ہیں۔

در بلع این جہاں بچہ دل خوش کند کسے
گل بچہ، غنچہ بچہ خزاں و بہار بچہ

دست حسرت گزیدہ می آید
بر کہ ر دست تو دیدہ می آید
کاش اسکندہ رود می بدے جامی کرد
یا محو آئینہ طوطی گرفتار نفس
آنچه اکنون بنگاہ تو رسد نوش جوس
گران چو کوه بود گداز بہت یک بل ترف

رنگ عیش بد بہریت ک طفل
ارنخ غبر دیدہ می پوشید
ہفت کشور کیف آوز دوندیدہ
یک شکر بہت در باغ جہان بیدہ
اخلاقی رخ کردہ بدانت جو قناعت گیری
نقد و بار و ام حبہ کویم نمی توان گفتن

اس زمیں میں اور بھی بہت سے لوگوں نے غزلیں کہی ہیں مگر یہ قافیہ ان ہی کے حصہ میں آیا ہے، اور
رذیف کے ساتھ ایسا دست و گریبان ہے کہ دوسرے مضمون کی گنجائش نہیں ہے بل محض پول یعنی فلک
جلوہ کا وہ آن پری در کعبہ و بتخانہ نیست
تانیہ اور رذیف کی سنگلاخی کو ملاحظہ فرمایا جائے اور پھر مضمون کی جستگی اور طرز ادب اور غور کیا جائے
اکثر شعرا نے لکھا ہے کہ کعبہ و بتخانہ در حقیقت دونوں ایک ہی چیز ہیں صرف ظاہری اختلاف ہے چنانچہ حافظ
فرماتے ہیں : ہر مرغ بنگلہ و شمع خانقاہ کی ست ہے اگرچہ دیدہ و داند و لنگاہ کی ست ہے عربی کہتا ہے
ہرگز نہ کہ کعبہ و بتخانہ خوشترست ہے ہر جا کہ بہت جلوہ جانا نہ خوشترست ہے ایک اور شاعر کہتا ہے :
مقصود من از کعبہ و بتخانہ توئی تو در زمین اریں ہر دو مقام آزادہم مگر رونق نے ان سب سے الگ ہے
اعتبار کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ کعبہ و بتخانہ کا نام ہی نہ ہو۔ اس کلم کے تعین و تخصیص سے شاید مطلوب کے
چہرہ پر حجاب پڑ جاتا ہے۔ کیونکہ اسکی جلوہ گری کو نہ کعبہ سے علاوہ ہے نہ بتخانہ سے ایسی شکل زمینوں میں
اسے شعر بہت کم نکلتے ہیں۔

گزر دل دور کنم نہ درت خاری را
ملو شد از محیط از اس خانہ حباب
دو عالم فرد باطل بود شب جایی کہ بنوم
تماشا گاہ او دل بود شب جایی کہ بنوم

منزل ایست کہ جہنم شود دشمن من
جو دل تہی رخبر شود جلوہ گاہ او ست
نمی آید نہ ہم بہتیم در جلوہ گاہ او
نکرد دشمن جانان جلوہ گرد عرصہ اشکان

کلام میں سوز و گداز جو کہ رونق کا یہ کلام جیسا کہ ہم او پر بیان کر آئے ہیں۔ نوجوانی کا ہے
نہوئے کی وجہ جو بالکل بے فکر کی کارمانہ تھا اور تلج الامر ماجد کی صحبت میں بڑے عیش و
آرام سے گزرتی تھی اس لئے اس میں سوز و گداز نظر نہیں آتا۔ در اہل شاعری جذبات کے اظہار کا نام
ہے جو لوگ ظری شاعر ہوتے ہیں جب تک کوئی کیفیت ان کے دل پر نہیں کرتی، جب تک ان کا دل
کسی چیز کو متاثر نہیں ہوتا، وہ اس کو بیان بھی نہیں کر سکتے۔ جو شاعر جس حالت میں رہے ہیں، ان کے کلام
میں اسکی جہلک ضرور نظر آتی ہے ایک ایسا شخص جسکی عمر عیش و آرام میں گزری ہو، بچ و عجم کی تصویر اگر کھینچی
جائے تو یقیناً اسکو نا کامی ہوگی۔ کیونکہ طبیعت میں جب آمد ہی نہ ہو تو اور دے کیا خاک لطف
آسکتا ہے۔ شاید رونق کے پایاں عمر کا کلام ایسا نہ ہو۔ سیلاب عجم اور گرداب عجم کی جو دو تہوں

ہیں انکی نسبت و اصف نے لکھا ہے کہ نہایت پر سوز کبھی ہیں جو کہ یہ دونوں تمنویاں ولی دوستوں کے مرتبہ میں لکھی گئی ہیں اس لئے ان میں سوز و گداز ہو تو کوئی تعجب نہیں۔ زمانہ کی نافذی۔ فلک کی نکایت، فراق و ہجر، دیوانگی، بہر قاری اور گریہ و زاری کے مضامین، دیوان میں اکثر جگہ پائے جاتے ہیں، مگر ان میں ناز و نامی اور درد و اندوہ کی وہ حقیقی کیفیت اور برج و الم کی وہ اصلی تصویر نہیں ہے جس کو دیکھ کر انسان دل بکھر کر رہ جائے اور سننے والا کلیجہ تھام کر بیٹھ جائے۔ لیکن اس سے شاعر کے کلام میں کسی قسم کا نقص عاید نہیں ہو سکتا۔ حافظ کی شاعری میں کس کو کلام ہے مگر ان کے دیوان میں مشکل ایک آدھ شعر بھی ایسا نکلے گا جس سے سوز و گداز کی بوا آتی ہو، ذوق کو آج کو ان استاد نہیں مانتا مگر انکا کلام درد و غم کے اثر سے بالکل خالی ہے۔

ہندی الفاظ کا استعمال

رواق کے کلام میں کئی ایسے الفاظ پائے جاتے ہیں جو ہندی ہیں اور بعض ایسے مضامین بھی انھوں نے نظم کئے ہیں جو ہندوستان سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ امر عام طور پر ہمارے یہاں کے شعرا کے بالکل پر خلاف ہے۔ حال حال ایسے ہندی شعرا نظر آئیں گے جنھوں نے اپنے ملکی خصوصیات، رسم و رواج اور تمدن و معاشرت کو مد نظر رکھ کر لکھا ہو تو عام طور پر ہمارے شعرا جتنے تو ہیں ہندوستان میں مگر کہتے ہیں ایران و توران کی۔ بناسبت تمام ہم روئی کے ان اشعار کو ذیل میں قلمبند کرتے ہیں۔

بدست تو کل خرم آرز دست روفق را
بگردن تو جو ہا سے حامل فدا دست
بہر از خلعت زبریں و جامہ دیباہ
ببج و شام بدوشش کبار بر پاشد
میانہ کی سوار سی کی طرف تلخ ہے جو نیت اہل دول دریں عالم کو جزا رہ ساں بچہ صورت بدوش می آید
یعنی اہل دول مردہ دول ہیں اسلئے میانہ میں جزا رہ کی طرح کندھوں پر لہرے ہوئے آتے ہیں۔

زسک گوبر انک ردا سنے
بر اسنے ریزو راد مائہ دارم
ہندوستان کی ہونی اور تقاریب نشاط کی رنگ انشائی کو اس شعر میں یوں نظم کر رہیں۔
رنگ نشاط یہ تختہ آمد نکا رسن پڑ
دارم بدست خود رہ برائے رنگ
ہندوستان میں رسم ہے کہ جلوہ کے وقت تغافل نیک کے طور پر، دوہن کا سنھو دکھانے سے پیش رو لے کر قورن کھد لکھ دھاتے ہیں۔ اس سے یہ شاعرانہ مضمون پیدا کرتے ہیں۔
ور امید جلوہ رویش ز سبیل گرہ یہ ام
صحف تخت دل از بہر تنگون آید بروں

فطرت پرستی | معلوم ہوتا ہے کہ روفق کی طبیعت نظر ثانیہ پرست واقع ہوئی تھی یہی وجہ تھی کہ انھوں نے اس زمانہ میں جبکہ خیال ہندی کا چرچا اور خیال پرستوں کا دور دورہ تھا۔ انکی طرز اختیار نہیں کی اور صفائی زبان اور طرز اداسی کے تکلفی اور سادگی کو پسند کیا اس میں شک نہیں کہ وہ زمانہ کے اثر سے نہیں بچ سکے اور ان کے کلام میں بھی وہ عامتہ الورد و نقایص نظر آتے ہیں جن سے کسی ایشیائی شاعر کا کلام خالی نہیں۔ لیکن مبالغہ، غلو، اغراق، تخیل محض، اور لفظی طمس جس کو معنی سے کوئی سرکار نہیں اور جو اہل مائیں نہ بایہ نازش سمجھا جاتا تھا۔ ان کے یہاں بہت کم ہے۔

چونکہ مدراں ایک زمانہ تک ان کا وطن رہا تھا، اور دیوان کے دریا کا دلچسپ و داغریب منظر بھی
نظر تھا۔ اس لئے دیوان میں بہت سے ایسے شعر نظر آتے ہیں جن کے مضامین کا انتراع دریا سے کیا گیا ہے؛
کئی ایسی تشبیہیں استعمال کی گئی ہیں جنکا ماخذ دریا ہے؛ کئی ایسے شعر ملتے ہیں جن سے دریا کی خصوصیات
اور نیچرل کیفیات کا پتہ لگتا ہے۔ یہ ایک بین ثبوت ہے ان کے وقوع کو، نظرت پرست، اور نیچرل
شاعر ہونے کا، اگر وہ اس زمانہ میں ہوتے تو ان کی شاعری بیحد منظر قدرت، اور حقائق و واقعات
کی تصویر اور ان کا دیوان سراسر نیچرل مضامین کا مخزن ہوتا۔ ہم اس قسم کے چند اشعار ذیل میں القاط
کر کے لکھتے ہیں۔

۱۹، دریا کے شور و غوغا کو وہ انہی غزل کے ایک شعر میں اس طرح ظاہر کرتے ہیں۔
فلک از شور دریا بندہ درگوش خود اندازد بہنگامیکہ آردیل آب دیدہ درجوش

۲۰، دریا کی موجوں سے ایک شاعر بیہضمون کا استنباط۔

وسعت دلہا کر روشن دید شاید رخسار
میزند از موج چارخوشتن خنجر محیط

۳۱، شاعر انجیل۔
بہر چہ چو زنت آن گار زریں پوشش
۴۰، ساحل دریا سے ایک لطیف تخیل کا انتراع۔

کر زنت بہر تماشائے آب دریا را
ز شوق دیدن اور بر ساحل افتادہ ست

۵۱، مسافتی چشم عشق۔
گر گاہ دست اور بر ساحل دریافتد
۶۱، عشق کے لباس کا عکس دریا میں۔

پرزے گرد و دھند نہا جلا چہ شاعر دریا
زعفرانی پوشش من گرد جانب دریا رو
۷۱، بغیر سینوں کے دریا کی سیر کا لطف انہیں ملتا۔

میشود کیسہ حیا بش چوں گل صفر و آب
سیر دریا نتوان کرد کہ بے ماہ رنے
۸۱، موج آب رواں کا مہنگست انجیا

اخیر خصوصیت | اب ہم دیوان رونق کی اخیر خصوصیت بیان کرتے ہیں جس سے شاید اور دو اور
خالی ہوں۔ اکثر شعر کے نظام میں دیکھا گیا ہے کہ ان کو ایک خاص مضمون اور ایک خاص عنوان پسند
آ جاتا ہے جس کو ہم پھر کر دہے کلام میں مختلف اسالیب اور مختلف پیرایوں سے باندھتے ہیں۔ چنانچہ رونق
میں زندہ دہل کے تعلق اسی قسم کے اکثر شعر کے ہیں۔ اسی طرح رونق نے بھی اپنے دیوان میں
کئی شعر بہت سے شعر کے ہیں اور اس سے بھی کئی تشبیہیں اور نئے نئے مضامین اختر کر کے ہیں جو اور
بے دواد میں بہت کم نظر آتے ہیں چونکہ دیوان رونق کی یہ ایک ممتاز خصوصیت ہے اسلئے مناسب
ہے کہ ان تمام اشعار کو ایک جگہ جمع کر کے لکھ دیا جائے اور حل طلب اشعار کی تشریح بھی کر دی جائے تاکہ ناظرین
یہ کو اندازہ کرنے کا موقع ملے کہ انھوں نے اس نقطہ سے کیسی کیسی تشبیہیں اختر کیں ہیں اور کیا کیا مضامین
پیدا کئے ہیں۔

بائیں حیات تنگ مایہ گرم جہان است
ز بہتی و عدش بر سر رخسار خندہ زخم
فرصت یک دم اس قدر جہان
خندہ ام پرستہ اومی آید
ان دونوں شعروں کا مضمون واحد ہے مگر ہر ایک میں اس فوجی سوز بندھا ہے کہ خیال ہوتا ہے
کہ اس سے بہتر ہیرا یہ نہیں ہو سکتا۔

شرار آسا دمی فرصت نہ ارم
کہ آغساز مرا انجام کہ زند
اس شعر کے متعلق ادھر لکھا جا چکا ہے یہ شعر منتخب اور برگزیدہ اشعار میں سے ہے۔
یہ بے ثباتی اس نرم سے رمل سوز
نم شرارت جو ہم بود شرار غرض
شعر کا مطلب یہ ہے کہ اس نرم (یعنی دنیا) کی بے ثباتی پر میرا دل بیچتا ہے۔ میں جب شراب کی ایک
بوند چا متا ہوں تو سمجھتا ہوں کہ میری غرض شرار سے ہے کیونکہ فطرۃً شراب اُمی قدر بے ثبات اور ناپائیدار
ہے جیسا کہ شرار شراب کا فراق چونکہ آتش ہے اور بوند کی شکل شرار کی مشکل ہے، اس لئے اس کی بوند
کو شرار سے تشبیہ دی ہے۔

چہ قیمت رست مرا زل نگر رونق
بجائے فطروے زبرد و شرارت و ج
یہ شعر معنیاً اور ہر کے شعر سے بہت قریب واقع ہوا ہے۔

بر باد و نشوئی گبر و می از وطن خویش
اندیشہ نبرد و از بلائے بشر است
صائب کی طرز کا تشبیہ شعر ہو مطلب یہ ہے کہ سفر میں خطر ہے، اس لئے اپنے وطن سے فراق
یا ہجر نہ نکالو؛ در زہر باد ہو جاؤ گے کیونکہ پر داز کا خیال شرار کے لئے معیبت ہے جب تک وہ پتھر
میں (جو ہنر لہ اس کے وطن کی ہے) رہتا ہے موجود رہتا ہے۔ جہاں نکلا کہ محدود ہو۔ یہ تشبیل
جہاں تک ہم خیال کرتے ہیں بالکل نئی ہے شرار سے کسی شاعر نے یہ تشبیل استخراج نہیں کی۔

ز سر و جہری ارباب روزگار و میر
دردن سنگ زنا پھر آن شرار نہاند
کاش پیدا می شدے از ہر دل جاوگر
عمر کے جتنی بچو لان شرارم تنگ بود

یعنی دل کی جولانیوں کے لئے یہ دنیا کافی نہیں ہے کسی اور دنیا کی ضرورت ہے وہ شرارم“
مراد دل ہے۔ دل کو شرار سے اس لئے تشبیہ دی ہے کہ شرار میں بھی دل کی طرح حرکت ہے؛ بلکہ اس کا چوہ
ایسی وقت تک ہے جب تک کہ حرکت ہے؛ جہاں حرکت ختم ہوئی وہ فنا ہو گیا؛ یہی حال دل کا ہے جب
تک وہ حرکت کرتا رہتا ہے زندگی ہے؛ جب اس کی حرکت موقوف ہوئی تو بس موت ہے۔ غالباً یہ تشبیہ
بھی نئی ہے۔

بکار آئی گیتی کجا دے فرصت
مستاع عیش بدوش شرار می پد
یعنی دنیا میں کسی شخص کو عیش و نشاط کی فرصت نہیں ہے کیونکہ سارا مان لٹکا شرار کے کندھوں پر
آتا ہے جس کا لازمی نتیجہ ہے کہ وہ شرار کی طرح بہت جلد فنا ہو جائے یا یہ کہ دوش شرار پر ہونے کی
وجہ سے جل کر خاک سیاہ بن جائے۔

آہ بقصد عربہ و گر پیونگ سنگ
بچوں شرار گرفتہ در آغوش تنگ

آغوشِ تنگ اس لئے کہا ہے کہ پھر میں چنگاری جھپی ہوئی رہتی ہے۔ جس سے شاعر نے یہ مثال پیدا کی کہ پھر نے اس کو اپنی نعل میں داب لیا۔ یہ تشبیہ بھی اٹو لھی ہے۔
 بے عشق شعلہ ریش ز بسکہ لہزیم
 بساں شیشہ آتش شہر ارگہ یہ کنم
 یعنی مشوق کے شعلہ رخسار کے عشق میں، چونکہ میں لہزیم ہوں اس لئے شیشہ آتش کی طرح میرا دنا سر کے سوا بچھ نہیں۔ مطلب یہ کہ بجائے آتش کے میری آنکھوں سے چنگاریاں جھپتی ہیں۔ اس شعر میں صرف اندر سے تشبیہ ہے کوئی معنوی لطف نہیں۔ اسی کے قریب قریب الکا ایک اور شعر ہے روفی
 بدل فتاویٰ آتش کہ دسدم بزارا خبباری غرہ کار شہر کنم
 عود آتش خراج من لیسر گلستاں ہرگز
 چمن مجھ کو گل شعلہ میگردد و شہر شبنم
 نہایت لطیف اور نادر تشبیہ پیدا کی ہے۔

ازبغی کارم جانے رسد ہر دم
 نہایت بلیغ شعر کہا ہے جس کی تشریح و توضیح کا حقہ الفاظ میں نہیں ہو سکتی مطلب یہ ہے کہ میری کاموں میں جو گتھیاں بڑی ہوتی ہیں اس کو بھوکہ جان پڑی ہوئی ہے۔ میری زندگی کا سرمایہ شہر اگرچہ طبع عقیدہ بند ہے۔ پس اگر سرمایہ کی گتھیاں جائیگی تو موت یقینی ہے۔ شہر اگر زندگی اسی وقت تک جو جنگ وہ پھر میں بند پڑا ہے؛ جہاں وہ پھر سے باہر نکلا، بعد دم ہوا۔ شاعر کہتا ہے کہ میری زندگی کے تمام سرمایہ اور تمام کاموں کی ہی حالت ہے؛ جب تک وہ گتھے ہوئے اور بند پڑے ہیں۔ اسی وقت تک موجود ہیں جہاں ان کے انجھا و ٹھکل گئے اور ان کے بند کھل گئے تو سمجھ لو کہ وہ نابود ہیں۔ بلفیانہ اور تصوفانہ شعر جو محال یہ ہے کہ جو باتیں انجھا ہر دم کو مفہوم معلوم ہوتی ہیں و حقیقت ان ہی میں ہمارا نفع چھپا ہوا ہے جن امور سے ہم کو نادمہ کی توقع ہے دراصل وہی ہمارے لئے سنگ راہ ہیں موجودہ حالت جو کچھ اچھی سمجھیں ہر اس کی بہتر حالت نہیں ہو سکتی۔

قصائد روفی نے قصیدے بہت کہے تھے مگر وہ یا تو فراہم نہیں کئے گئے یا تلف ہو گئے اگرچہ اس دیوان میں ان کے صرف دو ہی قصیدہ ہیں مگر انکا زور طبیعت جس قدر قصیدوں کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے ویسا غزلیات سے نہیں ہوتا۔ انکی غزلیات میں اکثر ایسی شہر نظر آتے ہیں جن میں قصیدہ کی نشا پائی جاتی ہے؛ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انکی طبیعت کو بہت نغزل کے قصیدہ سے زیادہ لگاؤ تھا اور قصیدہ گوئی کی شوق بہت رہی تھی۔

گلزارِ اعظم میں ”گومر“ کے قصیدہ سے چند اشعار نقل کر کے مصنف نے لکھا ہے: ”باید است در بحرِ طمان اہم دین میں باوے سابقہ نمودہ اند“ اور ایک بعد انکو معاصرین خلوص نامی اور شایع کے سبب جتنے اشعار نقل کئے ہیں اگرچہ قصیدہ کی مصنف ان کے بن اس قدر کم ہے کہ اس کے متعلق زیادہ لکھنے اور بحث کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ لیکن اگر ہم مصنف مذکور کے بیمارک پر نظر ڈالیں تو انکی غزلیات سے اس قصیدہ کے بعض اشعار کا ان کے معاصرین کے اشعار کے ساتھ موازنہ کریں تو عجب

موقع محل کے لحاظ سے نامناسب نہ ہوگا۔ ذیل میں ہم بھی استعارہ کا موازنہ کریں گے جو مضمون اور نثر کے لحاظ سے ملتے جلتے ہیں؛ اور ہر ایک شعر کی تفسیح کرنے کے بعد ہم اپنی رائے بھی اس کے متعلق لکھ کر دیں گے جس کا فیصلہ نصف مزاج اور نقاد سخن حضرات کے ہاتھ ہے۔

خلوص

رواق

جو آب و تاب سرگرم بہ بیند از شمشیر
ز حسرت و دردِ انداں آن گہ آب گوہر
بخویش تیغ کشد از صدف نہاں گوہر
شد ہر کچھ صدفِ اشک سسانِ ہاں گوہر
نہاں کا قافیہ نامی اور شایق نے نہیں باندھا۔ رواق کے شعر کا مطلب یہ ہے کہ
میرے آنسو کی آب و تاب دیکھ کر موتی اس قدر شرمندہ ہوا کہ صدف سے خوش تیغ کیے بے اپنے
آپ کو ہلاک کرنا چاہتا ہے۔ خلوص کہتے ہیں مشق کے دردِ انداں کی حسرت سے موتی چم صدف
میں چھپ گیا۔ حسرت پوشیدہ ہونے کو لازم نہیں ہے۔

خلوص

رواق

ز سینہ صافی جاناں صدفِ کند خبرے
جو آب بستہ شود در صدفِ گہر گوہر
زنگی و ہنش می و بد نشان گوہر
ز فیض جاری غرلت و بد نشان گوہر
رواق کے شعر کا مطلب یہ ہے کہ معشوق کے سینہ کی صفائی کی خبر صدف دیتی ہے اور اس کے
سنگ دہانی کا نشان گوہر سے ملتا ہے۔ تشبیہ نہایت عمدہ اور پیرل ہے۔ خلوص کہتے ہیں جب یانی
صدف میں جم جاتا ہے تو موتی بن جاتا ہے اور موتی غرلت کے فیض جاری کا نشان دیتا ہے۔ پہلے تو
رواق کے شعر میں ”کند خبرے“ اور ”می و بد نشان“ کے تقابل سے جو حسن پیدا ہوا وہ خلوص
کے یہاں نہیں دوسرے یہ کہ جاری کا لفظ محض بیکار ہے کیونکہ فیض کے جاری رہنے کا کوئی ثبوت شعر
میں نہیں ہے بہر حال یہ قافیہ رواق کے یہاں زیادہ اچھا بندھا ہے۔ غرلت گزینی کے مضمون کو رواق
نے بھی نظم کیا ہے جو تقابلِ ملاحظہ ہے۔ مدام اہل ہنر گوشہ گیر می باشند کہ منردی بھارست جادوان
نے بھی نظم کیا ہے جو تقابلِ ملاحظہ ہے۔

خلوص

رواق

ز جب مال دل انہما شد و ناسور
ز آہ رخنہ بدل کن وصال گر خواہی
ز رخنہ بہر چیں یا فستہ زریاں گوہر
کہ یافت جا بگلیے ہستان ازاں گوہر
ان دونوں شعروں میں رخنہ کا مضمون باندھا گیا ہے۔ رواق کہتے ہیں کہ مال دل
کی محبت سے مالداروں کے دلوں میں ناسور پڑ جاتا ہے؛ گوہر بھی اسی لئے بندھا گیا ہے۔ جب موتی
بازار میں بکتا ہے تو اس حال میں لائے گئے ہیں اس میں سوراخ کیا جاتا ہے؛ اس سے شاعر نے یہ پیش پیداکر
روپیہ سے گوہر کو چونکہ محبت بھی اس لئے اسکو یہ نقصان برداشت کرنا پڑا؛ ورنہ وہ کیوں بندھا جاتا
ہی حال مالداروں کا ہے کہ ان کے دلوں میں جب مال کی وجہ سے ناسور پڑ گئے ہیں خلوص کہتے
ہیں کہ اگر تجھ کو شاید مطلوب کے وصال کی خواہش ہے تو آہ سے دل میں رخنہ کر کیونکہ اسی وجہ سے
موتی نے حیدنوں کے گلے کے پاس جگہ پیدا کی ہے۔ شایق نے اس مضمون کو یوں باندھا ہے۔

سفر تے ز سفر مست گوشتہ گیران را پاک ز رخ ز منفر یافتہ بجای گوہر۔ اس شعر میں سفر کی بحرا پر ہی معلوم ہوتا ہے اُنکے سوا سفر کو رخ سے اس قدر مناسبت نہیں ہے جس قدر کہ محبت یا آگہ کو کیونکہ ان کو شعر از رخ نہ کن ناما ہے بر خلاف سفر کے۔

نامی

روثق

ز جہر مال بود زندگی زرداراں بی پیش صاف دلاں قدر ناتواں باشد
بقالب صدف آمد رنگ جان گوہر کہ حاسے رشتہ کند در میان جان گوہر
روثق کے شعر کا مطلب یہ ہے کہ مالداروں کی زندگی زرد و دولت کی محبت سے ہے اسی وجہ سے موتی صدف میں مثل جان کے رہتا ہے۔ صدف کی قالب سے اور موتی کی جان سے نہایت عمدہ تہ ہے۔ اور پھر کہانیہ اس سے نتیجہ نکالنا کہ صدف کو موتی سے جان کے برابر محبت ہے نہایت بلیغ پیرایہ بیان ہے، اور پھر پہلے مصرع میں زندگی کا لفظ بلاغت کی جان ہے۔
نامی کے شعر کا مطلب یہ ہے کہ جزا تو ان ہوتے ہیں ان کو صاف دل اسی جان کے اندر جگہ دیتے ہیں جیسا کہ موتی کے اُس نے تاکے کو اپنی جان کے اندر جگہ دی ہے۔ اس شعر کا مضمون غرور و تعجب ہے۔
انحس شاعرانہ ادعا ہے جبکہ کوئی صلیت نہیں۔ روثق کے شعر کو فقط و معاً ہر طرح ترجیح حاصل ہے کمالا یحییٰ علیٰ من لہ ذوق عجم۔

نامی

روثق

بہر ساندہ ز بانے ز رشتہ می سازد ز جوہر بسیران روثن ست نام پدید
ستایش در زندان ادبیاں گوہر نمودہ یعنی ابر کرم بسیار گوہر
روثق کہتے ہیں، موتیوں میں جو تاکا پر دیا گیا ہے وہ گویا مستحق کے دانتوں کی تعریف کرنے کیلئے ایک زبان پیدا کی گئی ہے جو اس کے چھوٹے چھوٹے موتی سے دانتوں کی چمک دیکھ کر حواری وغیرہ اور لطیف اور نازک تشابہ شعر کو بہت کم سوچتے ہیں اس بیت کو بیت الغزل اور بیت القصیدہ کہا جائے تو بیجا نہ ہو گا۔ گویا ہر معلوم ہوتا ہے کہ تاکے کو زبان سے تشبیہ دی ہے اور اس سے یہ معنی پیدا کئے ہیں کہ وہ زبان حال سے درندہاں کے وصف میں رطب اللسان ہے لیکن اُنکے ساتھ ہی اس میں یہ خوبی بھی ہے کہ موتی جب تاکے میں پروکے جاتے ہیں اُسی وقت وہ دانتوں کے مشابہ ہوتے ہیں؛ دوسرے یہ کہ گو دندان مستحق کی تعریف خود شاعر کر رہا ہے مگر اس کی اسناد گوہر کی طرف کرتا ہے جس سے مدح میں زور پیدا ہو گیا ہے کیونکہ ہر شخص اپنے محبوب کی تعریف میں مبالغہ اور غلو سے کام لیتا ہے اگر تعریف کرے گا تو اسکی تعریف جانب داری اور غلط بیانی کے مشابہ سے بھر ا ہوگی۔ چونکہ یہ مضمون کنایت میں ادا ہوا ہے اس لئے نہایت یر لطف ہو گیا ہے جسکا ادراک ذوق سلیم پر موقوف ہے۔ اسی موقعہ کیلئے کہا گیا ہے الکنایۃ البلیغ من الذم صریح۔
نامی کا شعر اس تائید میں اسی قدر پست اور کم ذہن ہے جس قدر کہ روثق کا شعر ان کے

پہلے تو نامی کے شعر میں الفاظ کی مناسبت اور موزونیت نہیں ہے۔ پہلے مصرع میں ”پسران“ کا لفظ استعمال کیا ہے حالانکہ گوہر جس سے تشبیہ دی گئی ہے واحد ہے۔ دوسرے یہ کہ مصرع اولیٰ میں کہتا ہے بیٹوں سے باپ کا نام روشن ہے اور مصرع ثانی میں کہتا ہے موتی نے ابکو م کے منہ سے بیان کئے۔ ظاہر ہے کہ دوسرے مصرع میں نام کے روشن کرنے کے لئے کس قدر پھیلے اور کم وزن الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ جو بالکل اصول بلاغت کے خلاف ہے۔ اسی مضمون کو روفیق نے بھی نظم کیا ہے۔ بخاندان خلف نامور بدشتر نے فرود منزلت و قد بحر و کاں گوہر و مٹھو ایک ہی ہے مگر روفیق نے کس قدر ترقی دی ہے! امار و اجداد کے نام کو روشن رکھنا اس قدر قابل تعریف نہیں جس قدر کہ ان کے لئے باعث فخر و تائش ہونا اور انکی قدر و منزلت کو اپنی نامور کا سے بڑھا دینا۔

روفتی نامی
گداز صحبت منعم ہمیشہ دار و عار
جد افتادہ ز دریا بر آسے آں گوہر
ہمیشہ اہل ہنر غربت آشنا باشند
جد افتادہ انیس ز دبحر و کاں گوہر
اگرچہ دونوں کے ہاں تو انی مختلف ہیں لیکن دو گھر مصرع کا مضمون اور الفاظ لڑ گئے ہیں۔ دوسرا کے شعر میں یہ بتایا گیا ہے کہ موتی انہی صلی جگہ سے نکل آیا مگر جو مختلف ہیں؛ روفیق کہتے ہیں کہ فقیر کو مالہ اردوں کی صحبت سے نفرت ہوتی ہے اور عار آتی ہے اس لئے گوہر نے دریا سے علیحدگی اختیار کی۔ نامی کہتے ہیں اہل ہنر غربت آشنا ہوتے ہیں اسی لئے موتی دریا کو چھوڑ کر باہر آ گیا۔ نامی کا شعر واقع کے زیادہ مطابق ہے کیونکہ موتی کا گداز ہونا ایک غیر معروف بات ہے؛ برخلاف اہل ہنر کے کہ وہ گلاب و واضح ہے۔

روفتی نامی
ز آبر و زیندہم بخوشی زنگ سوال
بغور میں کہ نقل بردہاں گوہر
چہ دید لولولہ لا لایت را گیش
ز ہرہ مار نہاں کرد در دہاں گوہر
روفتی کہتے ہیں کہ پاس آبرو کے خیال سے میں سوال نہیں کرنا چاہتا۔ دیکھو اسی وجہ سے گوہر نے اپنے منہ پر نقل لگا یا ہے۔ چونکہ دریا سے نکالنے کے بعد موتی میں سوراخ نہیں ہوتا، اس سے شاعر نے ”نقل بردہاں“ کی تخیل پیدا کی۔ آبرو کا لفظ گوہر کے لحاظ سے بہت مناسب واقع ہوا ہے اور نقل میں اور گوہر میں ایک گونہ مشابہت بھی ہے۔ نامی کہتے ہیں روشن موتی کو جب سانپ نے فحشوں کے گیسوؤں میں پرویا ہوا دیکھا تو ہرہ کو بجائے گوہر کے اپنے منہ میں رکھ لیا۔ اس میں شک نہیں کہ نامی نے بہت عمدہ تشبیہ پیدا کی ہے۔ لیکن شاکر و نقالی کی صفت سانپ میں نہیں ہے اس لئے اگر یوں کہا جائے کہ فحشوں کے بالوں میں موتی ایسا معلوم ہوتا ہے جیسا سانپ کے منہ میں ہرہ زیادہ مناسب ہوتا؛ یا یوں کہا جائے سان لولولہ لا لایت را گیش ز ہرہ مار نہاں کرد در دہاں گوہر

شلیق فوجی اس قافیہ کو باندھا ہوا مضمون مختلف ہوسے بدتر عاق روئی یا نہ حیرت ہزار شہرہ کی دولت
 در دہاں گوہر نہایت عمدہ تشبیہ ہے لیکن پہلا مصرعہ ٹھیک نہیں ہے مطلب شعر کا یہ ہے کہ یار کے
 چہرے کے پسینہ کو جب موتی نے دیکھا تو مارے حیرت کے تاکے کی انگلی منہ میں رکھی لیکن جیک لفظ
 عرفی کہل یہ الفاظ عمدہ و نفاذ مانے جائیں و آب و تاب طرہ و باعرق کا اس وقت تک کچھ معلوم
 نہیں ہوتا کہ پسینہ کو دیکھنے سے حیرت کیوں ہوتی جو کہ عرف کا دیکھنا حیرت کو لازم نہیں ہے اسلئے
 وجہ حیرت کا حذف کر دینا صحیح نہیں ہو سکتا۔ اگر دیں کہہ جائے تو ایک حد تک درست ہو گا۔
 جو آب و تاب پنج یار دید از حیرت الخ

رونیق
 مال عاریتی نازش تو گر حیرت
 دروں دیدہ ما اٹک چوں بود نام
 کہ در خزانہ او بہت میہاں گوہر
 کہ چند روز بد ریاست میہاں گوہر
 قافیہ ایک اور مطلب مختلف ہیں لیکن دیکھنا یہ ہے کہ ایک ہی قافیہ کو دونوں نے کیسا باندھا
 رونق کے شعر کا مطلب یہ ہے کہ عاریتی مال پر مالدار کیوں اس قدر خردوار کرنا کہ تا بے کیونکہ اسکے
 خزانہ میں موتی چند دن کا جہان ہے باج ہے غل نہیں۔ نامی کہتے ہیں، موتی دریا میں صرف چند
 ہی دن جہان رہتا ہے مگر جاری آنکھوں میں آسوتا ہم دوام کیوں ہیں۔ گوہر کا دریا سے نکالا جاتا
 اس قدر ضروری اور لازمی نہیں ہے جس قدر کہ مالدار کی وفات کے بعد اسکے خزانہ کا دوسروں کے ہاتھ
 پڑ جاتا کیونکہ موتی کا نکالا جانا اور نہ نکالا جانا دونوں امکان کا حکم رکھتے ہیں۔ مگر کوئی مالدار شخص ایسا
 نہیں جس کو موت نہ آتی ہو اور اسکی دولت دوسروں کے ہاتھ نہ جاتی ہو۔ درون دیدہ کی ترکیب کٹکتی
 در دیدہ کہنا کافی ہے اور اٹک پر قائم کا اطلاق بھی خرابت سے خالی نہیں۔

رونیق
 کمال یافتہ ناچیز از سیہ بختیاں
 ز دست عہد درم کے شود گہر زیری
 کہ کرد ظلمت شب فلس ماہیاں گوہر
 ندیدہ ایم کہ بخشند ماہیاں گوہر
 رونق کے شعر کا مطلب یہ ہے کہ ناچیز سیہ بختوں سے کمال حاصل کرتا ہے کیونکہ حکمت
 شب نے فلس ماہی کو گوہر بنا دیا کہ دو رات کے وقت موتیوں کی طرح چمکتے ہیں۔ شلیق کہتے ہیں
 بندہ درم سے گہر زیری نہیں ہو سکتی کیونکہ ہم نے کبھی نہیں دیکھا کہ چمیلیوں نے کسی کو گوہر بخشا ہو بعد
 درم کی ترکیب ثقیل معلوم ہوتی ہے۔ عہد درم کا گوہر زیری ہونا کوئی ضروری امر نہیں ہے۔ کیونکہ
 ان دونوں لفظوں میں نظام کوئی تکرار نہیں پایا جاتا۔ اگرچہ اسکی یہ تاویل کی جا سکتی ہے کہ
 عہد درم سے شاعر کی مراد اس مالدار سے ہے جو تجوس بھی ہو لیکن الفاظ کی ظاہری مناسبت
 جس پر شعر کے حسن و بچ کا بہت کچھ دار و مدار ہے بہر صورت مفقود ہے۔

اگر ہماری رائے صحیح ہے تو اس موازنہ سے ظاہر ہوا کہ اکثر قافیہ مضمون کے لحاظ سے
 رونق کے ہاں اگر زیادہ چست اور گرم نہیں بندھے ہیں تو کم از کم برابر تو ضرور ہیں۔ بندش کی

پیشگی اور زبان کی صفائی کے لحاظ سے تو انکو اپنے معصروں پر ہر طرح ترجیح حاصل ہے۔ اس کے بعد انکا یہ دعویٰ اپنے معصروں کے مقابلہ میں نہیں کچھ سچا نہیں معلوم ہوتا جو انھوں نے اپنی ایک غزل کے مقطع میں کیا ہے۔

پیشگی کلامت نمی رسد مکرے معاصران تو رونق خیال خاک کنند
 ہر حال اس بحث پر چاہے کہ ان خیالات کی تصدیق ضرور ہوتی ہے جو ہم نے شعرائے مدراس کے ذوق سخن کی نسبت، اس معنوں کے شروع میں ظاہر کئے ہیں؛ اور اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ سخنوران مدراس کا وہ حلقہ جو غلام غوث خان کے زیر اثر تھا مذاق شاعری کے اعتبار سے رونق اور وادھف کا فحاش تھا اگرچہ یہ دونوں سوائے اہل زبان کے کسی کو خاطر میں نہیں لاتے تھے اور انکا مخالف گروہ بیدلی اور ناصر علی برجان دیتا تھا اس لئے یہ ان کو اذہ و ان کو کہہ سکتے تھے اور اسی لئے گلزارِ اعظم میں، رونق و وادھف کے حالات پھر صفحہ سے متعصبانہ تنقیص کی جھلک نظر آتی ہے۔ اخیر میں ہم رونق کے ان اشعار کو جو بعد میں دستیاب ہوئے اور دیوان میں درج نہیں کئے جاسکے وہ ذیل کرتے ہوئے اپنے معنوں کو ختم کرتے ہیں۔

اشعار منقول از محمد غوث خاں صاحب

طاووس و نیرار و زغن و فاختہ نالد لیکن نہ بدر و دل بیباختہ نالد
 آہم جو ہو ائی یہ ہوتاختہ نالد دل باختہ باید کہ بدل باختہ نالد

منقول از بیاض قدیم

نہ کشی از کفر اے یا کہسار دامن کہ سرشت رگ جانم شدہ تار دامن
 نموبت افتاد بچاک جگر و سینہ و دل شدہ تمام از کف ایں غمرہ کار دامن

سوز دل در سینہ ام آتش زند چوں شینم آہ پہلوئے کسے

جدید اضافہ

مضمون مسطور الصدر کا تب کو بغرض تحریر پیدا کیا تھا کہ حالات رونق کے متعلق مزید معلومات حاصل ہوئے۔ جبکہ اخیر میں مضمون کو دنیا نہایت ضروری ہے۔ مولوی جمیدی وصف نے اردو میں اپنی سوانح عمری لکھی تھی جس میں اپنے آبا و اجداد کے حالات بھی درج کئے تھے۔ یہ کتاب طیفانی رد و موسیٰ میں مولوی عبدالواحد صاحب کے پاس سے ضائع ہو گئی۔ حال میں اسکا

ایک درق دستیاب ہوا جس کے ایک صفحہ پر رونق کا تمام حال لکھا ہوا تھا چونکہ اس سے بعض نئی باتیں معلوم ہوئی ہیں اس لئے مناسب ہے کہ یہ کل صفحہ ذیل میں بحیثیت نقل کر دیا جائے :-
 وہ.... جناب (رونق) اپنی فراغت کے عالم میں سخی اور فقیر دوست رہتے تھے۔ آخر سن سیر میں چند سال حیدرآباد میں مقیم رہے سلطان حسین خاں مرحوم کی سرکاری اسکا علاقہ تھا جب حیدرآباد سے برداشتہ خاطر ہو کر حکم حب الوطن من الملائکات پھر وطن مالوف کو آئے اور نواب محمد غوث خان مرحوم کے شعر میں داخل ہوئے ان ایام میں جناب رونق ضعیف سیری غالب تھا نواب مرحوم دئے، کمال اشتیاق سے نوکر رکھا۔ آخر چار سال کے بعد تجارتی دق سے لاغر اور بیمار ہو کر ۱۹ سالہ ہجری میں رحلت فرمائی اور اپنے باپ کے پتو میں کہیں لکھا کے مقبرہ میں مدفون ہوئے۔ عابد اور ذاکر اور اہل اللہ سے تھا (تھے) اور انھوں نے لکھ دیا۔
 بہرہ مان الکریم قادری سے بیعت بھی کی تھی۔ رمضان شریف میں تمام روزے رکھتے تھے۔ اور تلاوت قرآن شریف کی کیا کرتے تھے اور والدین کو اس کا اجر بخشتے تھے۔ حق تعالیٰ ان کو بخشے اور ان کے حسنات کو زیادہ کرے آمین آمین جب ان کا کچھ احوال لکھا گیا تو کچھ ان کے اشعار کا بھی لکھنا مناسب ہوا.....“

مولوی صاحب صوف کو پاس سے رونق کے انتقال کی ایک تاریخ بھی دستیاب ہوئی ہے جو خان عالم خاں فاروق کی طبعاً وہ ہے وہ بھی ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

دم داپس عارف الدین رونق افوض امری الی اللہ بولے
 یہی ہے گی تاریخ بنشائش امن کی محبت ان کی اس عرض کے نہیں قبولے

آیہ شریف کے اعداد میں محبت کے اعداد کا تذکرہ کرنے سے تاریخ صحیح آتی ہے یعنی ۱۲ سالہ ہجری اس سن میں اوراد پر حرمین تحریر کیا گیا ہے اس میں اختلاف ہے۔ لیکن قرآن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ۱۲ سالہ ہجری صحیح ہے کیونکہ گلزار عظمیٰ میں لکھا ہے ۱۲ سالہ میں وہ اخیر دفعہ مدراس گئے تھے۔ اور اوپر کی عبارت میں لکھا ہے کہ نواب غلام غوث خان کے پاس ملازم ہونے کے چار سال بعد وہ فوت ہوئے اس متنازعہ ۱۲ سالہ اس کا سن رحلت ہونا چاہئے۔ لیکن ممکن ہے کہ چوتھے سال کے اخیر اور پانچویں سال کے آغاز میں ان کا انتقال ہوا ہو۔ اس توجہ کے بعد فاروق کی تاریخ میں کوئی شبہ باقی نہیں رہتا۔

عارف الدین خان۔ رونق کی زبان پر رحلت کے وقت آیہ شریفہ افوض امری الی اللہ ان اللہ بصیالہ العباد جاری بھی۔ تاریخ مذکورہ بالا میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔





بسم الله الرحمن الرحيم

مانند شمع بر محفل زبان ما
 یک ناله دار همچو بحر شد دمان ما
 از ناله بر فروخت رخ و لسان ما
 از نقش پای ما برگیری نشان ما
 باشد ز داغ دل جبرس کاروان ما
 هفتاب اشک ریخت ز در و فغان ما
 از حلقه های دام بود آسایشان ما

شد از شناسه خالی کون و مکان ما
 افتاد بسکه شور محبت بجان ما
 بیابانی است آینه پر د از حسن او
 افتاده ایم در رهش از جوش اشیا
 در راه عشق ضبط نفس رهبری کند
 بشنم بروی سبزه نباشد درین چمن
 ذوق اسیری از عدم آورده ایم آه

<p>صد جلوه بهار بود در خسران ما در بخودیت ز گسست ضامن ما پوشیده است نفع و گرد زیان ما</p>	<p>در آه و ناله بین اگر ت خواهش گشت گر بی ادب شویم با غماض در گذر اینهم غنیمت است ازین و چون صد</p>
	<p>قد رکال نیت درین دهر ای درین رونق تمیم شد به سر اندر زمان</p>
<p>شوخ اولعش شستان دهد میخانه را پروقتاب پالاند از گرد خانه را سنگ طفلان دور باش عقل شدیوانه را پرده چشمت بشیاری ل فرزانه را پنجگیها وقف پامالی نماید دانه را آباد این دیرانه را</p>	<p>عکس چشمش دیده آهوکند پیانه را گر گذر افتد ز راه ناز آن جانانه را هوشش در بارگاه بخود بهار نهیت بنخود بهایک حسن رخ دلدار شد بنج میباشد نصیب مردم صاحب کمال هست در صحرادل مجنون ما</p>
	<p>افشری رونق اگر پا در طریق عشق کن حرز بازوی توکل بهت مردانه را</p>
<p>ز خخال تو بر پایی کند شور قیامت را خبار دامن رنگین کنی شور قیامت را</p>	<p>بغرد و سبب این آری اگر آن سرو قیامت را برفتن آوری از ناز اگر آن سرو قیامت را</p>

کجا در پیشگاهش تا نکلن را رسایه است	شفیع خوشتن سازم گرا شک ندامت را
کشیدم جام می در محفل مستان خدا فضا	سخت توبه دار و در فضل نگارامت را
مدان زاهد مرا محروم از لطف گنه سوزش	که آو زدم نیل از بارگاه او ندامت را
بر آرزید تن تا آخر بخت شود روشن	که دلقی گنه گر سوزی بر باخوشتن شامت را

پیرسل انجام کارم جمله تقصیرم گنه کارم
سیه شد نامه ام رونق میثاقم علمت

بود از دوری ساقی بخون غلطیدن مینا	زموج می بود صد خار در پیراهن مینا
ببرم مانه زنا راست این در گردن مینا	بپیش قد ساقی حلقه میگرد و تن مینا
بود قطع حایق عشرت افزای دل سالک	تهی گشتن ز می شد باعث خندیدن مینا
نمیکرد ز کسنت پی زینت صفا مشرب	ز رنگ می بجاف سرخ شد بر دامن مینا
و چیز از عالم اسباب عشرت انتخاب شد	ز می پر گشتن جام و تهی گردیدن مینا
صدای شورستان پیش ساقی بر نمی خیزد	که میریزد گناهش سرمه را بر شیون مینا
غنیمت میتوان است سامان سرت را	مرا روشن شد این معنی ز قفل کردن مینا
مرا با ساقی نازک دلی افتاد کار مشب	که داند فیه را با رگران برگردن مینا
دل پر شورم آهسته آورد در حیرتی اورا	که مستی میفراید عاقبت از شیون مینا

دل پر خون بود آئینه وار گشتن رونق
ز رنگ می شکفت آخر بهار گلشن مینا

بسکه از جور فلک بارش سنگت اینجا ناله و آه و فغان نغمه چنگت اینجا حال سرگشته دلازاتو چه پرسی زان سایه سرو چو مار سه بنظر می آید سیر دریا نتوان کرد که بی ماه رخنه شب بجز آن ترا کیفیتی می باشد بخودی وادی خو نخوا بود عاشق خامشی کشور جمعیت دلها باشد	بیل خون دل ماگردش رنگت اینجا میزبانی غمت راجه درنگت اینجا هین آسایش ماگردش رنگت اینجا هر رنگ گل به تنم زخم خدنگت اینجا موج آب روان کام نهنگت اینجا ناله و آه صدای ف و چنگت اینجا هر قدم راه پر از کام نهنگت اینجا که زوا کردن لب سازش خنگت اینجا
---	---

بر درم جلوه غزالی دلم از کف رونق
شونجی برقی روان رفتن لنگت اینجا

صفای شعر من می دهد نازک خیالی را اگر آرام تحریر اندک آشفته حالی را شب بجز تو ای هروی من از آتش	نماید فکرم از شرم آب دیوان زلالی را ز آب گریه ساقی پر کند فیضی خالی را برنگ رشته شمعی کنم تا ز بهالی را
--	---

چه پرسی از جهای گردش چرخ ستم پرو ز جوش غم ندارم رغبت سیرگستا	که آخر میکند با خاک یکسان طبع عالی ز آب گریه کم دامن شراب پرنگالی
به پیش آن تغافل پیشه گر طبع فانی	زبان نوحه پیدا میشود تصویر قالی

کجا رونق بقید وضع عالم مبتلا گردد
که کاری نیست با اسباب ندلا و ابالی

چه الفت باست با هم خاطر شیدا و مایل بزر خاک طوفانهاست بیل چشم پر خول	ز تار جاده دریا افکند زنجیر مجنون را
ز نقش ستم او داسه بپای آهوان افتد هنرمندان دور سفید پرور مرگ میخوانند	چنان سازم جدا از خوشی تن این بخت ژون را
مشوغافل نیچ و تاب بیل گریه عاشق بهر سنگین دلی تحصیل زرمکن نمی باشد	بصرای که شوخیهاش جولان ادکلون را
	غم این بهر اندر خاک افکند فاطون را
	در آب اشک و پنهان نمودم دل جیون را
	نشان سنگ خارا میثا سم گنج قارون را

رخش با دین زلفیاد و باز بهیاست حیرانم
که با این سادگی رونق کجا آموخت افسون را

دیده باز است براه تو شهیدان ترا چه اثر هست بدل ناوک مرگان ترا	چقدر ناز بود سر و خرامان ترا بخراشد جگر از شوق شهیدان ترا
--	--

پشت پای است تمنای دل شتاقم آتش افاد بجانم چو شرار کاغذ شوکت یادش از انبساط کی آرد در پس پرده قهر تو بود لطف بنان مایه دین دل هر دو جهانست نثار رنگ روی تو فراید ز سر شک گلگون	سفت از کف ندیم دور و دامان ترا دیدم ام دو شش حور و عی قافان ترا هست سامان دگر میر و سامان ترا می شناسم نظر خنده پنهان ترا برخ تابان ترا زلف زرافشان ترا چشم خونبار دهد آب گلستان ترا
--	---

رونق از دولت ویدار گرد می نمود
هست تاشیدر گر ناله و افغان ترا

صرف بیدار می کنیم ترا بر درت کرده ایم منزل خویش گفت چون دید عاشق خود را دست در دست دیگر و گوید گفت با من قیدی از مهر سینه کاوی من چو دیکفت	ناله ایجاد می کنیم ترا خانه آباد می کنیم ترا زود بر باد می کنیم ترا سخت نماند می کنیم ترا خانه و اما دمی کنیم ترا ریشک فهاد می کنیم ترا
---	--

چون گرفتار دید رونق را

گفت آزاد می کسیم زنا

<p>من دل داده و گرانى با از سر کوی خود مرا نگذاشت مدتی شد بهر و خر سدم بر درش شد مقام از ضعفم بعد مرگ آمد و بجا کم کرد حرفی از دست خویش کن قلمی</p>	<p>چه قدر هست سخت جانی با من بقر بان بد گمانی با بعد رنج است شادمانی با دامت باد تا توانی با از لب خویش گل فشانی با نیست جمعیت از زبانی با</p>
---	--

غیر رونق ز کس نمی آید
بندگی با و جان فشانی با

<p>کرده ام گم ز گناهی رخ تابانی را خاک هر چند نمودم دل نالانی را شاید این بخت سیه کار بماند پس چو یوسف شوی از حسن عزیز دلبا خاک صحرا همه گوهر شده بگر چشم نخواهم که گناهی برگ گل و سنگم</p>	<p>چشم گم ز گشتم ناله و افغانی را نتوانست گرفتن سیر و امانی را دست در خواب زدم لب پریشانی را گرفتاری به ننگ بے سرو سامانی را در غم اشک نهان ساختن نیسانی را من که در دیده نهسم ناوک فرغانی را</p>
---	---

شاخ گل مصرع رنگین تو رونق باشد
بهت دیوان توانی کلماتی را

دلا اگر طلبی عیش جادوانی را نگاه اوز که آموخت دلتانی را بحرف خود دل آئینه مسبر و طوطی تمام آه دلم بر فلک رسید بی رقیب غافل چشم تو پر خمار بود باکمال تنگ ظرف کشف راز مکن	مده بنحاطه خود راه شادمانی را که بر عتاب کند خنده نهانی را زلزل یار بیا موخت خوش زبانی را کجا بنجاک شود میل آسمانی را منزست عاشق بیای پاسبانی را فراخ حوصله جو بند راز دانی را
---	---

بخوب زشت جهان اختلاط کن رونق
مثال آئینه کیسوس گرانی را

بگذر از خویش تماشا نگارست اینجا رو شفت و بدر می فرکارست اینجا میزان شد بخیال رخ او عشرت یار در فراغت توان دید ز گلشن جنت لذت زخم محبت رسد در اهل	در خزان جلوه صد نگارست اینجا نشسته باده بعتسربان خمارست اینجا رهنمون دل به صبر و قمارست اینجا رنگ گل آئینه نشسته خارست اینجا صد چمن خرمی و جان نگارست اینجا
--	---

شب وصل آمده غافل بنشستی رونق
صد گلستان تنابه ثمار است اینجا

دوش لب لاله نگه در چمن افتاد مرا دها ز پر تو سیاهی بسته یاد مرا بر سیر سینه کشم صورت زیبای کسی ساقی از دست خودم داد می بخود کرد لذت دادم و گرفتاری دستش دیگر است نیست چون منی گری جویش ناز و عتاب	سی آلوده لبش آمده در یاد مرا سیر محتاب باین رنگ خوش افتاد مرا نوک خار است بکف خامه بهر آدم را رو نما شد مگر آسیب پر ز آدم را جانب دست کشد الفت صیاد مرا لب با فوس گری گری کنی آزاد مرا
--	---

میسرد لذت دشنام بسویش رونق
سوخت هر چند دل زار به بیدار مرا

رازها گفت ششم یار لبر گوشیها صد خرد جلوه نمانگشته زیوشیها بعد ازین پرسش حال دل زارم سازد دست در گردن خود میکشم از جوش طائل جز ندامت نبود حاصل اسباب اینجا	سوختم سوختم از ذوق هم آغوشیها در خم راست نهان لذت منوشیها یادها جلوه یبذیرد ز فرا موشیها چه قدر هست مرا حسرت بهدوشیها عرق از شرم کنی وقت گهر پوشیها
---	---

عیب را بسکه درین دور بنت گیرند	چون صدف شیوه من گشت هنر پوشیها
شاد آخر شود از یاس دل من رونق خنده باشد ثمر باغ الم جوشیها	
رنگ می فروزد از سیر چمن خوب مرا خواستم از جام صهبایی تجایی رودید مدعای دل چه خواهم از فلک کین جگریش از هجوم غم فروزان شد دل گشته ام بر دل حیران نماید دیده رقت میثما عرض حال بقرار انش تغییر می دهد	آتش گل باد و دامن گشت محبوب مرا نشسته می شد نقاب چهره محبوب مرا در کف دیگر هند از رشک مطلوب مرا اگر به روشن میاید چشم یعقوب مرا طاقت دیدن نباشد صبر یوب مرا بیچ و تاب افزون کند بیند چو مکتوب مرا
رونق اندر وصف زلفش میشود پید اگر بچوبوی گل سالی شکر مرغوب مرا	
سوخت دل شعله جدا ییها فرش راهیم وزان قدم مجر می شناسم یقین سلیمان را خسته خاطر شدم بجزو کجاست	گر دگل باغ آشنایها داغ شد دل ز نار سالیها گشت ذوق برهنه پایها آن اداها و در لریهایها

<p>بندۂ تست خوشنمایها حیرت افزاست این خدایها</p>	<p>کی برویت رسد بباغ گل لاله پرداغ و سرو بی همت</p>
<p>چون کهر تابقای هستی خویش رونق ما وجهی بایها</p>	
<p>تیر بنمود که مژگان ترا رنگ گل دورۂ دامان ترا هر که بسند رخ تابان ترا آئینه زلف پریشان ترا حلقه گیسو افشان ترا بندۂ از دل شده فرمان ترا</p>	<p>شوخ کرد دست که چشان ترا داده ام از مژده خونشان حس بر حال دلم میازد از سیب بختی خود گردیدم چهره ما رسیه میدانم لاله را نام که نافرمان ترا</p>
<p>حیف رونق که نشد هیچ اثر چون جرعه دل نالان ترا</p>	
<p>بسته ام بفرق صد لعل خوش آب ز سنگها آید از فیض خرام او گلاب از سنگها نیست ممکن بگذرد جام شراب از سنگها</p>	<p>در جوغم شد همیا آب تاب از سنگها از نگاه مست او ریزد ثرب از سنگها اگر بزم میکشان آن سنگدل ساقی شود</p>

صاف طینت را بود جمیعت دیگر برنج	بر سر دریا شود پیدا حباب از سنگها
راحتی دارد دل شیدا ز آفتابهای دهر	در دماغ من فراید جوش آب از سنگها
شورش مجنون چه مستی ریخت اندر کوهها	میرسد در گوش آواز باب از سنگها
جلوه گاه آک پری در کعبه و تجانه نیست	بر رخ مطلوب آمد صد حجاب از سنگها
تاله را در شهر و صحرایک اثر باشد مدام	میرسد از سوز دل بوی کباب از سنگها

رواق از رشک دل سنگین اورقت کند
فصل باران ینماید جوش آب از سنگها

دشتی همچو نیم است ز گلزار مرا	آرزو سخت کشد جانب دلدار مرا
دیده ناسور شد از گریه گهر و ار مرا	چه قدر هست نگر حسرت دیدار مرا
دیدن آئینه ساخته سرشار مرا	بر داز خود اثر ز گس پرکار مرا
سایه کرد فراق تو گرفتار مرا	میتوان کرد گهی شاد ز دیدار مرا
بنجد و یه است مگر سایه نشین کفاحش	سر کوس تو بود خانه خمیار مرا
آهوی دشت نگه کن که بگردم نه رسد	شوخی چشم کسی کرد گرفتار مرا
حرف حق گویم و اندیش ندارم ازین	داد منصور خلافت بسروار مرا
جوش ز دگریه چو وا شد کیم بر ویش	سخت ناکام نمود است دل زار مرا

<p>همچو آئینه تصویر که بدوش برند چیز زین شهبان تکیه ببادست ایدل دود آهیم چو کمان حلقه زندسوی فلک ست گشت گیم باعث جمعیت دل همچو نقش قدم آئینه حیرت بودم شد ز پای دگران صورت رفتار مرا باغ فردوس بود سایه دیوار مرا پیچ و تاب است از ان بروی خمار مرا گردش طالع من شد خط پرکار مرا و حشت آموخته رونق نکه یار مرا</p>	<p>همچو آئینه تصویر که بدوش برند چیز زین شهبان تکیه ببادست ایدل دود آهیم چو کمان حلقه زندسوی فلک ست گشت گیم باعث جمعیت دل همچو نقش قدم آئینه حیرت بودم</p>
---	--

جز هوای صنی نیست بدل رونق هیچ

چون جاب است تپی خانه زاغیار مرا

<p>کرد شرمند هنگامش می کنانی را تا کجا ضبط کنی خنده پنهانی را بندگی را اثر روشنی دل باشد جاه و اقبال جهان لایق رغبت نبود هست در چاره گری وری حمت مضمهر نیست از دیدن آئینه گزیرش ایدل گریه را در دل زار است عجب کیفیت نیست و حشت زوگاز به کسی میل سخن آتش افکند لبش لعل بدخشان را از دل خون شده بردار پریشانی را سجده در گش افروخته پیشانی را تکیه بر باد بود تحت سلمانی را منع فیض است اثر پرده بارانی را از کف خود دندی دامن حیرانی را عزنی شد بصدف قطره نیسانی را در دل از شهر طالی است بیابانی را</p>	<p>کرد شرمند هنگامش می کنانی را تا کجا ضبط کنی خنده پنهانی را بندگی را اثر روشنی دل باشد جاه و اقبال جهان لایق رغبت نبود هست در چاره گری وری حمت مضمهر نیست از دیدن آئینه گزیرش ایدل گریه را در دل زار است عجب کیفیت نیست و حشت زوگاز به کسی میل سخن</p>
---	---

بسکه از شرم رخت ریخته شد رنگِ جمن	برگ گل آئینه شد کشتی طوفانی را
زود بگذر ز سر خاک شهیدان رسم	چشم زخم است اثر دیده قربانی را

همزبانی چو نیامد بنظر رونق زار
یکطرف کرد ز دل میل سخندان را

رام میخواهی اگر آن بُتِ هر جانی را	یکدم از دست مده عالم تنهایی را
کن گوارا بدل غم زده رسوائی را	دامن از گل شده لبریز شکیبائی را
خبر دوستی و عالم همه خوبت گویند	زشتی خونه نزد شهرتِ زیبائی را
زود برباد رود خاک چو گردید بلند	بندگی محو کند حشمت دارائی را
جو را فلک نگر کار مراد از خون کرد	سر مه ام تیره کند دیده بیسنائی را
سختی طینتِ یناست نگر دشمن و	بشکند سنگ کی گسبد مینائی را
جهل از بسکه بود عام درین و در خراب	هر خری داشته دعوائی سیحانی را
مشکل اینست که بجنس شود دشمن من	اگر ز دل دور کنم صورتِ خارائی را

همچو آن طوطی خوشگو که بدامش آرند
کرده ام دشمن خود رونق دانائی را

صُبْحِ یار موج زند از فاسد ما	چون گل شگفتگیست بچاکِ قبا س ما
-------------------------------	--------------------------------

رفتند در زین ہمہ خوبانِ دلفریب	بی موجی بخاک نہ غلطد گداسے ما
وردم زدن فاست طلسمِ بناخاک	کم فرصت از جباب نماید بقاسے ما
رفتیم زین جہاں ولی را گذشتیم	ایں بہترین خلف بہ نشیند بجاسے ما
وروا دی مصیبت عشقِ بتانِ نگر	از در چشم آبلہ گرید بیاسے ما
عکسِ رخس در آئینہ دل نہاں بود	خورشید آشکار شود از صفا سے ما

رونقِ تمام عمر بجرانِ گذشت وآہ

یکدم بر نیامدہ بامہ تقاسے ما

بر شرم کی افکند آس شوخ جانانِ سایہ	گر نہ باس ز رکند روحِ سپرِ اغانِ سایہ را
طبعِ آزادان شود وارستہ از بندِ خطر	در گذشتن آتش و آب است یکسانِ سایہ را
از غمِ جبرانِ گشتی سایہ آسانا تو ان	بر زینجا گر گفندی ماہ کنسانِ سایہ را
صحبتِ روشندانِ کیرِ قلبِ عیبہا	چون شعاعِ مہر سازد دورِ غلطانِ سایہ را
سبز رنگِ آتشِ گل پوشم چو آید سوی باغ	میکند گویا برنگِ شاخِ ریحانِ سایہ را
اختلاطِ ظالمانِ دار و خلشہا بیشتر	بجلاوتِ میکند خارِ مغیلاںِ سایہ را

✽ یہہ اور اسکے بعد کی غزل اصل نسخہ میں درج نہیں تھی تذکرہ صبحِ وطن مولفہ قوآب غلامِ غوث خانِ عظم سے نقل کی گئی ہے ۱۲

یابد آسایش زلف او دل مشتاق وصل
بیشتر جویند رونی متنه کامان سایه را

مست نازم افکند گریه گستان سایه را سرو قد خویش را چون جلوه بخشد در نظر در بیابان همسری با کوه دارد وحیرت میکند افتادگی آزاد از بند خطر خاکساری خضر راه او مگر گریه دیده است	چشم هر کفیش مثل خمستان سایه را آن که پنهان میکند از دور دامان سایه را بر لب دریای نسیمی کرد لرزان سایه را شیر با این رعب کی سازد هراسان سایه را نفت در صحرا نوری یم نیان سایه را
--	--

در دناست را چو رونی حریز جان زد

بر سرش پیوسته نه یا شاه جیلاں سایه را

دل نغم ساز کرده مارا شب که دمساز کرده مارا سحر این ناز چپه نام نهم امی دل زار چون جرس نغم مرحبا حسن بی نقاب ازل	نال غم ساز کرده مارا محرم را ز کرده مارا نظر انداز کرده مارا همه آواز کرده مارا پرده راز کرده مارا
---	--

❖ بیه نزل تذکره معدن بجا هم موقوفه مولوی مہدی اصف سے نقل لگی ۱۲

کمان شد پرده های چشم عاشق ماه تابش را	تماشائی شود آئینه حسن بجا باش را
که باشد شه از موج جنون چشم شرابش را	محال است این که در عشقش دل و دینم بجا
که از خاک شهیدان نگ می باشد سرش را	بصورتی مرا آنگذ چشم عثوه ساز او
که شد گهواره جنبا فتنه بیدار خوابش را	خار آلوده چشمی میشود خار مگر بهوشم
که از مرگان آهواد والی شد رکابش را	ز دستم میرد دل شهسوار برق جولان
اگر از ناله و آهست آهنگی را باشش را	یک آهنگ دلکش مطرب متان بدوشم

چو پیداشت طفلی از الم آهی کشید اینجا	دل و ارسته از اندوه غم یارب که اینجا
ایای شوخ از خون دل گم کشن و می اینجا	چه شغولی بسیر باغ و ریحان گل و اینا

ز یاقوت سخن شک بدخشا کن نام را	کلید گنج معنی ساختی یارب ز بانم را
تغافل های او کرد این قدرافزون فغانم را	شود در گوش اسرافیل هم از شور و فغانم را

خال رخ تو آئینه دار نشان	احوال تیره بختی ما را ز ما پیرس
بخدا من نگار نباشد امان	آواره گرد و او عی عشقم چون غیا

پا بند بر سینۀ و گوید که دشمن زیر پا شمع میداند که آخر هست دفن زیر پا	بعد قلم آن سنگریو فای سنگدل نیست کس در جا نگدازی مثل آن ثابت قدم
--	---

بصرای جنون لب تشنه ام آبی نمی حوام	لب خشک مرا ایراب می سازد سرب اینجا
------------------------------------	------------------------------------

ردیف بار

نمیدانم چرا شد زرد رنگ با بتاب مشب بتأثیر نگاه چشم مست آتش خوشه رواج از بس گرفت از دور چشم نشسته ایجاوش اگر افاقه عکس شوخی مگرگان گیرایش	اگر آمد بگلشن شمع رویش بحجاب مشب زهر اشکم بطغیانیت صد بحر شراب مشب که ریش خویش را از می کند زان حجاب مشب که باشد ماه چو گل داب اندر خطاب مشب
---	---

صریح کلب رونق واکند کلهای معنی را
معطر شد مدا و خامه او چون گلاب مشب

ناز مرفت دل یوانه حباب آئینه فلک شده خمیانه حباب افاق و عکس عارض نرنگ ادگر	بر بام بحریافت بنا خانه حباب جام جهان نماشد پیما نه حباب طافوس جلوه کرده پیما نه حباب
--	---

منقول از تذکره گلزار عظم ۱۲

<p>شرمنده ام ز بهمت مردانه جناب ملو شد از محیط از آن خانه جناب شد رشته دار لعل و گهر دانه جناب</p>	<p>زد پشت پا بگوهر و سر مایه نخی چون دل تنی نغیر شود جلوه گاه است هر گاه وصف لعل و افشان بار کرد</p>
<p>رو فقی دلم گرفت بصحرای بعد ازین آرم بدست گوشه ویرانه جناب</p>	
<p>جای نیلوفر دمدایم گل احمد در آب یشو و ضبط نفس غواص را بر سر در آب بچ و تاب موج دریگشت چون خنجر در آب غرق گردیدست ازین باعث مگر گوهر در آب پرز می گردد و صد فها جمله چون ساغر در آب یشود یکسر جایش چون گل اصف در آب</p>	<p>عکس آن لعل شراب آلوده افتد در آب گریه چون آید ترا از ناله ما پر هیز کن پر قوی افکندش یاد برو خدا را و هر که پاس آبرو دارد دنیا میزد و خلق گر گناه مستی در ساحل دریافت زعفرانی پوشش من گر جانب در یار د</p>
<p>اگرش باشد گل پی سمع صدای غنایب از بهوب بوی گل آید نوا ی غنایب در گلستان بدین گل بهت و پای غنایب</p>	<p>اکی رود در باد شور ناله های غنایب بلکه ملو شد چمن از ناله های غنایب در حقیقت ناز معشوقی نیاز عاشقی است</p>

عشق در آغوش خود سرسبز دار و حسن را	گل سر بر آراست از فیض تنای عذیب
ارتباط از بسکه میدارند با هم در میان	آشیانی ساخت گل خود را برای عذیب
نالۀ عاشق کند غنچاری جان حسین	نیست غیر از آه و زاری آشنای عذیب

سکب گوهر بر پائے نگارین مشب	میدهد جلوه محسوسه و پروین مشب
خون گل میکند از سیل سرشکم طوفان	دیده ام دیده بخواب آن گفت رنگین مشب
رشته دار و گل گشت سراپای تنم	بهم آغوشی آن ساعد ز رین مشب
بهر یابوس قوای غارت آرام خرین	پردۀ دیده نهادم بچپه آیین مشب

بجو برفت برو دت همه تاثیر در آب	سرو مهری فلک ریخت طباشر در آب
تیغ ابروی کسی کرد چه تاثیر در آب	جنش موج بود جوهر شمشیر در آب
نظرش را بدل زار عجب کیفیتی هست	میشود طرف تماشا چو قد تیر در آب
دوش از نخل آه دل مخزون کس	الکشان گم بفلک گشت چو زنجیر در آب

از بی نظیر کیفیات است

رویف تار

کفِ خانی او ساغر شراب گرفت	می از بهار کفش طره آب تاب گرفت
صبا بجهن چمن از خوش نقاب گرفت	تمام روی زمین را به ماه تاب گرفت
چو دید ریزش اشکم بدامن گلشن	سحاب را عرقِ غلغله در آب گرفت
ز آه سر در مازوق بر بط و چنگ است	دلم ز ناله خود عشرت را باب گرفت
بفصل پیری خود دل چو عیش او ورزید	ز بزم رنگِ خطش نوحه خضاب گرفت
خانی بخت او ریخت خوں بساغرن	ز دست یار دلم لذت شراب گرفت
انگ ز سینه دلم بُرد و ز دغره او	که طفل اشک بدنبال او شتاب گرفت

ز بزم گردش لیل و بهار یافت نجات
چو رونق آنکه بدل نشت از کتاب گرفت

تاب پای تو خار رنگ قد مبوسی ریخت	بخت دل خوں شد و از چشم زما یوسی ریخت
می آلوده لب یار چو آمد به خیال	پر تو شمع بکاشانه ما طوسی ریخت
رفت بر باد فاشورش این دیر چرا	عاقبت سر به بکام دلب نا قوسی ریخت
بسکه از داغ تو سر تا قدم بهر راست	اشک من آب بر گلشن طوسی ریخت
زده و نباله چشمش بدل من شبنون	جیف کین فتنه از گیسو جاسوسی ریخت
با کراں کار سبک زنیفتد که بلال	بر فلک پیکر حالی معکوسی ریخت

عشق زان آتشِ جان سو ز که پنهان شد جاه دنیا سپر تیر قضا کے گرد	شرری بود که بر صبر دل موسی ریخت عاقبت فوج اجل بر سر کاوسی ریخت
--	---

شمع رخسار در آمد چو به محفل رونق
طرح مینا پئے پروانه فانوسی ریخت

در خونِ دلم تازه آن سیم تن انگشت از بک بود محو تیر ز رخت شمع سرمایه بخت ترا شهرت آفاق تا بر دصبا بخت زلفت زده از رنگ تا ریخته رنگ خرام قدر عا تا رنگ سخن ریخته لعل تو به محفل	دار و چمن از عشق گل در دهن انگشت چون خار ز حیرت شده یکسر بدن انگشت دار و زندامت مه نو در دهن انگشت در دیده ز مونا فیه مشک ختن انگشت هر جا ده باغ است بحشیم چمن انگشت بر چشم زرگ داشت عقیق مین انگشت
--	--

برگشتن رونق پئے اثباتِ شهادت
گر دیده بد امان تو هر بر شبنم انگشت

برنگ کافور نگین باغ تازه خشکست لکبر زمست گرم از آتش رخسار هفت شب از حسرت بسای آن لدا اگر غم	بسان لاله گلزار داغم تازه خشکست که همچون مهابت شب باغم تازه خشکست بیا و لعل رنگینش چراغم تازه خشکست
---	---

بود ویرانه دل از خیالش ز نیست آباد
که مانند فضای صبح را غم تازه و خشکست

نرخ نیرنگ جانان تا بچشم آمده رونق
برنگ دیده سرشار با غم تازه و خشکست

عاشقان را نه فقط طالع ناساز بلاست
دل بلا دیده بلا گریه بلا را ز بلاست
غمزه از یک طرف آراسته فوج خوریز
نه همی عشوه آن و لب بران ز بلاست
خامشی پیشه خود ساز که مانند جباب
اند ریس بحر فنا جنبش آواز بلاست
بهمچو سایه بره عشق زیر گیر برو
که درین داد آتش زده پرواز بلاست
مطرب باده کشان بدول زاهد را
شوخی نغمه ملایم کشی ساز بلاست
صلح و جنگست ز حرف تو عیان دل من
سخن تند بلاست معنی انداز بلاست

شد برو از دل رونق بوی نقش و نگار
همچو طایوس بخود زینت و پرواز بلاست

پیرهن تابه قدش طرح هم آغوشی ریخت
خارج حسرت بدل گل زالم جوشی ریخت
گل خورشید بوس کرد که جامش گردد
تا بگلشن بدش الفت میوشی ریخت
دل تا صف برد از کم شدن قطره اشک
همچو آن کیسه گوه سر که ز بیوشی ریخت
فلک از کاکشان رشته گل می آرد
تا بخاطر بت من حسرت گلیوشی ریخت

<p>طرف زاهد اثر حوصله نشسته داشت بیشه گشت تغافل بگناه و شوخت</p>	<p>جام می از کف ساقی بغراموشی ریخت دگر گوش توچه اسرار لبه گوش ریخت</p>
<p>الف ت آبد بجا با عث رحمت رونق شاخ گل در چمن از آفت بهدوشی ریخت</p>	
<p>بیسر فیه ز غفلت بکف پای تو خاست دریا و تو هر ذره بخورشید و چار است از غیر نبیند چو دفا سوسن آمد اندیشه نظاره ز کس نیست رخت را از منت پیر این اسباب چه پرسی زاهد تو دگر از نعیم و من و آسب بر باد شوی گریه از وطن خویش چون طالع مغرول که در بند نشیند</p>	<p>در پرده گل چون نگر می جلوه یار است چون دگر غم فنج دل و جان بهار است ناخن زین طاق دل بصیر قرا ر است حیرت زده حسن ترا دیده نگار است مورتن ارسته دنیا همه یار است ایجاد دل خوں شوم سرو کار است اندیشه پروا از بلای بشرار است برداشت سری هر که بعالم همه خوار است</p>
<p>در دام محبت همه عالم شده پاسبند رونق دل آنشوخ چه یال بشکار است</p>	
<p>شبهید ناز ترا یک جهان تماشا نیست بجیر تیم که حسن ترا چه زیبا نیست</p>	

نگاه شوخ ترا بسکه جوش رعایت مجوی صحبت کس گرفتار غمی خواست	دل آب شد بغم و مایل شکست که راحت و دو جهان در لباس تنایت
چو شمع داغ و دم پر توی همی گیرد گفتمت که دل ناتوان بدست آری	نگار ماه رخ من محض آریست شنیدن سخن و ستان ز دانایت
بگرد و پیش و د خلق همی محبت بگرد و پیش و د خلق همی محبت	انگر بدیده دل عزتی بر سوایت

بفیض حضرت آگاه کلک بارونق

بگلزمین سخن در بجا پر آیت

بد و در ماه رخ نام چه مشکل افتاد است نگاه شوخ تو از بسکه قاتل افتاد است	که رفت دل ز کف و خواهر دل افتاد است بهر کجا که به سینم بسمل افتاد است
بهر کجا که رود از نیل عاشق او غبار را بنود این قدر رسائی با	چو سایه زر قدش تا بمنزل افتاد است نگاه قیس بدنبال محل افتاد است
چگونه با و صبا بر زمین نیندازد که رفت بهر تماشا س آب دریا	که در چمن برنت گل مقابل افتاد است ز شوق دیدن او سر با حل افتاد است

بدست تو گل زخم آرزوست رونق را

بگردن تو چو بار حمایل افتاد است

یک جلوه می‌توان کرد بجهان التماسی است در بزم باده نوشان بی روی لغت از زلف پیچ و پیچ زنجیر کن پایش در شهر نیست وسعت یک آره نارسا بر چاک دل نظر کن از مدتی به پشت از بسکه آب دارد و دریا و آن پرور	نازی صنم بچشم مستانه التماسی است مینا بگریه آمد پیمان التماسی است ای نازنین ستم جو دیوانه التماسی است ای ناله شعله برکش ویرانه التماسی است از جوش بقیاری این شانه التماسی است با اشک بقرارم در دانه التماسی است
---	--

رونی بخل آمد آن شعله روی سرکش
با آه آتشینم پر دانه التماسی است

رغبی گزیده زمرگان و لازاری هست در عدم نیز بخاطر هوس یاری هست ناله آهسته کنم مرا می آید سخن تند چرا هست نگاهت کافی اشک در دیده ام آئینه صفت شد چرا از شعاع است چرا رشته زنجیر به پا شبهت جلوه روی تو دهد دیده جا	در دل از رشته انفاس چرازاری هست بدل خننده ام میل جفاکاری هست که درین سینه زارم دل بیماری هست عشوۀ کن اگر تو خواهش پیکاری هست چقدر مایه بل حسرت دیداری هست گر نه خورشید عشق تو گرفتاری هست و نه صحرا به دریا تو گرفتاری هست
---	--

سرمه چو گیسو برین ماباری هست	حال دستار چو پرسی بغراق دلد
	روئی آید بنظر تخت شبنم چون سنگم چتر مشکین لبرم سایه دیواری هست
تا توانی در رهش مار پویش پاکداشت یکی در وادی تنه ایمن تنه گداشت یادگار آتش فنداد در خار گداشت عرض امر و زمین بیابان فدا گداشت از جفای دور گیتی نیست کس را گداشت بار بار چند از اغماض بند پا گداشت عشو در کار برد و پنبه برینا گداشت چون بهر افتاد فوبت ساغر صبا گداشت	بسکه نازش بار غما بر دل شیدا گداشت آن نگار افکن قدم در عرصه صحر گداشت سوز دلنمای پریشان را اثر باقی بود دیگران را کام فداده امرو زان کرم از زمین تا آسمان یک حلقه دامت بسی الفیت صیاد می آرد مراد و دام او گفتش از شورش مستان ماغم میرود داد ابل بزم را جام مکرر ساقیم
	دشت مجنون بود روئی بصورت ناخشنود چشم پوشید و بجای خویش آهوا گداشت
مایه صید و عالم را میبگردنی است بوی مشک نافه را بسیار رسوا گردنی است	انفعال یکی مایه متشاگردنی است حلقه های زلف را جانان مگر واکردنی است

دسته در ویرانه در دستار شش می کشم	عرض حال دل را بادوست تنها کردنی است
دست اندر حلقه زلفش زخم امشب بگشاید	نقشه دیوانگی بارادو بالا کردنی است
تا شود آنگاه از کیفیت نازک دلاں	سنگ دلمایستان را همچو مینا کردنی است
زاهد افروخته را یکره توان بدون زنجوش	آس نگار نازنین را محض آرا کردنی است
نیست اندر عاشقانیت اندکی بوی وفا	باز محن را بجا کش رفته احیا کردنی است
گر تماشا مینمائی چاک گل بار ابر بسخ	دلیبر طاقت ر بار اجامه زیبا کردنی است

نیست در عشق تباں رونق بجز ناکامی
الفی باطلان خون تمنا کردنی است

دیده ام جنس ریشانی بیامان گل است	دو گلستان دست چاکلی هست و امان گل است
گر متاع نخت دل خواهی بدو کان گل است	لاله اندر باغ آتش سافغان گل است
آه روشندل کجا بایتر گدای شود	بر فلک رنگ شفق دو و دیر افغان گل است
یک نفس باشد بقلب عاشق و معشوق را	در حقیقت ناله می طلبان جان گل است
سینه چاکان عدم را شورشی باشد دم	غنچه در صحن چمن گرداب طوفان گل است
گرم جوشیهایی اینان را نباشد صحت	گل بود همان باغ و رنگ همان گل است
باغ را چون بگرم یک دیده حیرت بود	گل بخود حیران و شبنم نیز حیران گل است

دیدن گل عاشقا ز یاد رویت میدهد	بر دل زارم بجران تو احسان گل است
--------------------------------	----------------------------------

میشود رونق بجوم بلبلاں چون می گل آه مادر یاد رخسارش ز خویشتان گل است

دوش در محفل آه شمر بارم سوخت در برم آمد و از گرمی بیمارم سوخت سوختن را بدلم منت دیگر باشد که بجران تو سو زدم نبود هیچ عجب سالما شد که بدروازه با غم محروم آتش دل نشود گاه به تسکین مایل	آب هر چند شدم جوشم دلام سوخت از فلک شکوه ندارم که دلام سوخت راحتی هست که آن یار بخاکارم سوخت مشکل اینست نگر لذت دیدارم سوخت باغبان رحم دل از حسرت گلزارم سوخت چون نشستم بدش سایه دیوارم سوخت
--	---

حیرت خن چه نیرنگ نماید که چو شمع نشدم آگه در رونق همه دستارم خست

تار خمش بخاطر اندوگین شست تا حسرت لبش بدل آگین شست افروخت تا عذار تو شمع بهار را	گردم بدامن فلک بهفتین شست چون شمع سوخت ز آتش شک و خیز شست پروانه گشت مهر و بگردش فرین شست
--	---

خلوت - جام می گلبه فی درکار است
دلبری گرنه بود دشمنی درکار است
بنگرا ز غور که حسن کفنی درکار است

در فراقم نه هوای چینی درکار است
در فن عشق به تطیل نمی باید زیست
در فراقت بفراست بن عریاں پوشی

ردیف ثناء

آنکه صدمه بجهدم کند آزا دعبث
پیش موی مژده ام خامه بهزا دعبث
بر سر سگ بود محنت فرما دعبث
در دل من بوس عشق تو افتاد دعبث
چند ای شیخ کشتی زحمت اورا دعبث
بر من زار کنی این همه بیداد دعبث

مایل الفت او شد دل نا شاد دعبث
با محاجه غضبت خنجر جلا دعبث
کاش بر صفحہ دل صورت شیرینستی
بی وفا هستی عالم همه نالان تواند
نیست جز دیده تر لذت کوثر حاصل
میتوان از گنجی کار مرا آخسر کرد

نیست رونق اثری در دل گینش هیچ
میکنی بهر چه شبها همه فریاد دعبث

شانه شد گستاخ باز لطف پریشان الغیاث

میشود آئینه همزاد بجانان الغیاث

<p>جز امید وصل نبویج در مان النیات میکشد از دست این آواره و مان النیات میشود خرم بدیدار رقیبای النیات یکدل خرم نباشد در گلستان النیات تا یکی باشد سرم اندر گریبان النیات</p>	<p>می طبد دل در برم از در و بهران النیات استین در دست و گیر و دستان بنان سوی من چون بگر و چین بر چین خود زند کل پریشان لاله پر خون سر و در حیرت بود میرسد فصل گل بر باد و من در حیرت</p>
<p>نیست جز فریاد رونی چاره در و دلم هست جمیعت ده آشفته حالان النیات</p>	
<p>ردیف حیم تازی</p>	
<p>طلوع نوروز نباشد بچراغان محتاج نشو و کلشن تصویر بیارای محتاج آتش لاله نگردد بد امان محتاج محور روی تو نگردد و گلستان محتاج بجز از هر صد فگشت به نیای محتاج چشم گریبان بوی ابر حبابان محتاج</p>	<p>عارض روشن او نیست بافتان محتاج دل حیرت زده با گریه کجا پردازد لب لعل تو چو امت پان بردارد جام می نیست غرض شیفه چشم ترا منعمان بپر که امت غیری کشند ساقیا ساغر سبزی زمین ده نشود</p>
<p>نخنه سان شو و از خویش این رونی</p>	

عقدۀ خاطر من نیست بیا راں محتاج

کلهکشاں کج ماه کج عقب کج و رفتار کج
چون گذارد بر سر خود طره دستار کج
حلقه آید راست باشد گر چه در پر کار کج
بیشتر باشد ز بس در طینت زروار کج
بر فلک پرواز کرده آه آتشبار کج
میکند بئیل ز وضع شاخ گل منقار کج

بسکه شد اندر سرشت این گنبد وار کج
خوبتر از راستی گرد ز وضع یار کج
میشود کج و بسوی راستی رهبر دام
کج کلاهی میکند بر سینه خود از غور
میشود دل جو عشق کج کلاهی اشبم
عشق را لازم بود پیوسته بهر گیتی سخن

ظالم آخر میشود رونق نخل از جور پیش
میشود از درد اندر پا خلیدن خار کج

ردیف حیم فارسی

از یل اشک هم نه نشست این غبار هیچ
دل را بهی زغم کند نوک خار هیچ
شد زخم گل مقابل جان نگار هیچ
گل هیچ غمچه هیچ خزان و بهار هیچ
جز دل نمانده است برای تبار هیچ

تکس نشد بگریه دل بتقرار هیچ
خواهم کی بنا و یک مرگان او زخم
دارم تا ملی بچه تشبیه او دهم
در باغ این جهان بچه دل خوش کند کسی
سویم رسید یار و ندامت همی برم

در بستن شکستن آن طریقی بود	این توبه نیست چو پیمان یا رسیج
رونی بغیر آه نداریم ساز و برگ	بخسوز دل نماند مستع شراریج
رویف حار	
<p>گل کند خورشید از چاک گریبانم چو صبح رشته خط شعاعی چاک دامنم چو صبح منظر انوار آن خورشید تابانم چو صبح دست دپالم کرده شوق گلستانم چو صبح از صفای لعیان شد راز پنهانم چو صبح بسته زنجیر آن لف زرافشانم چو صبح</p>	<p>در فراق ببرد ویش اشک ریزانم چو صبح زخم دل به شد ز موی زلف میسازد رفو شد دل من آنقدر روشن به فیض عشق یا نا توانی مانع نظاره رویش بود خوایم هر چند تا در پرده دارم بهتر خویش نیست تاب طاقت بیرون شدن از دلم و</p>
بر که می پسندم اول چاک میسازد بغم	نیست غیر از نخت دل رونق بباغ جم
<p>شود ز رو تو آینه بهار قرق بانظار تو گردید چشم زار قرق به جرد دست فرایدم را خار قرق</p>	<p>بدست خویش اگر گیری ای نگار قرق بیای محفل رندان بدست آرق قرق کجا علاج فراتش به میکشی آید</p>

بیامچسل ماز اهد اندکے دار	برای غارت هوش توانستار قح
بنوش باغرمی گر که ورتی داس	بغیض باوه برداز دلت غبار قح
دیکه روی تو از باوه بر فروزنگ	ز جوش شوق کند خویش را نثار قح

چشم است ماز ازل نگر و نوق

بجای قطره می ریزدم شرار قح

ردیف خا

میتوان گشت بصد بار به جانان گستاخ	نتوان حرف زدن که به رقیبان گستاخ
دسترس نیست چه سازم من بچاره غم	شانه گردید با زلف پریشان گستاخ
پشت پامیزند از ناز و عتاب آنشوم	گر بگیرم بهش گوشه دامن گستاخ
دور باش مژه گر مانع جرات نشدی	چقدر میشدم افسوس بجانان گستاخ
بچه تدبیر در آغوش من آید آتش	بخش و انتوان کرد چو مژگان گستاخ
بیچ و تابی بدلتش گر نشدی از من زار	میزدم دست بر آن کامل بجان گستاخ

اگر در فصل بهار از سر عشرت رونق

میشوم باز بد لب گلستان گستاخ

ز جوش نشه تصبها تر است چمان سرخ	مرا از قطره خونایاشک مژگان سرخ
---------------------------------	--------------------------------

<p>بخون دیده عشاق کرده رنگین چه رشک است بهم جن خوب رویا ز چگونه خوش شود در کفش دل عاشق چگونه سرخ نه گرد و رخ تو در خوابان ز تاب روی تو خاموش گشت آتش آه</p>	<p>و گرنه این قدرت از چه گشت دامن سرخ که گشت رنگ رخ یار در گلستان سرخ خانی یخبه او کرد گوی و چو گان سرخ که تکه سرخ قبا سرخ هم گریبان سرخ پیش مهر کجا میشد و خیر افان سرخ</p>
---	--

اقدام شوخ دلت میرد ز کف رونق

که باز دیده زار تو شد بهجرا سرخ

ردیف دال

<p>گر محفل صفت تیشه فرما دکنید چون نگاهی بچمن بر گل و شمشاد کنید عاشقان گر بچمن خواش گشت بود گر بخاطر هوس بوسه پایش باشد بعد مدت دل او مایل تصویر یافت و نامه مرگ رسیده است ز درگاه عدم</p>	<p>سینه چاکان ز سر ناخن بیا دکنید از رخ و قامت دلجویی بیا دکنید لاله در باغ به بنید و دل شاد کنید خویش را در سر کوشش به بر باد کنید زود موی مژه را خامه بخراد کنید چشم پوشیده بفرمان اجل صبا دکنید</p>
--	---

همچو رونق با سیری به خرم باشید

دوقفس نیز د عا در حق صیاد کنید

اگر بیداری بخت تو ز ابد یاورت گردد	بسوی گوشه میخانه ساقی بهبرت گردد
گوار نیست بال فثانی نامحرمی پشت	دل دیوانه ام اکنون سپند محرمت گردد
نمایم تحفه یا قوت صحن آستان را	که بال فثانی دلمای پرغول بورت گردد
غور و رجا و دنیا نیست شایان قیامی منم	که بر باد زدال این بایه کز وفرت گردد
تواضع پیشه کن کراوج دولت را بجا خوا	که همچون نقش یاروی زمین فابرت گردد

ز خون خویشین رنگینا رونق تو داهش

که در رد ز جرا بر قتل او تا محضرت گردد

بش از متدی پان غنچه نیلوفری باشد	بستم حسن او را در ملاحظت پروری باشد
بت غار نگه بوشی من در دلبری باشد	که نقش پای او آئینه حسن پروری باشد
بلاگردان جنش شد ز دست مهر و مهر گردو	بلاال اندر کفیا و حلقه انگشتری باشد
پیش قامتش سر و سخی خم گشته از حیرت	بشوق عارضش گل محو پیراهن در می باشد
کجا موج گم آئینه نمکین او گردد	دریس بوج حسام یار من یک در می باشد
هوای بوسه اش در عرصه امکان نمی گنجد	بسای روغایش صبر و جان شتری باشد

خراب افتاد رونق خانه دل چون خم صبا

گناه ساقی مابک در خاتگی باشد

ز بس که گریه دل را دمی تیراند	چو گرد باد بچشم بجز غبار نماند
نشان ضلّ گل از جوهر روزگار نماند	بغیر دیده ماهیچ آبشار نماند
ز سر و مهری را باب روزگار پیرس	در وین سنگ تاثیر آن شرار نماند
که اخت آتش هجرش مرا که ازین من	بغیر سیل شرکی چو آبشار نماند
خمیر مایه این نایغ عبرت و الم است	کشود چشم گل و مویسم بار نماند
سبوح و شمس و صراحی بکف پیاله بست	هزار شکر که ساقی به ننگ عارف نماند

ز فیض پر مغنا رستم از الم رونق

بعتل و جوش مرا هیچ کار و بار نماند

هر داغ دلم رشک شرار است بپینید	دل سوختگان طرفه بهار است بپینید
عالم همه آغوش دکنار است بپینید	جانان که سرگرم گذار است بپینید
در گلشن کمان طرب و عیش غم افزاست	خندیدن گل بر سر و آراست بپینید
گردیده او سر مه کشیده آهوست	بر تو حسن شوخی که سوار است بپینید
نه نشسته افلاک بیک جرعه کشیدم	یاراں بهر من چه خوار است بپینید
در پرده چو بوده دل عشاق هین برد	بی پردگی او بچه کار است بپینید

<p>هر کس که دو چار است درین کشور خوب بر چند که پروانه فاخته بیک دم</p>	<p>ای بی بصران اینهمه یار است بینید اندر دل پر شمع چه خار است بینید</p>
<p>صبا و چوبل طبع از کشتن رونق در وادی عشق این چه نگار است بینید</p>	
<p>محو مناسبتی خرد او با فرما د برابری نتوان کرد پیش فرما د شود ز تاب نگاہش چو آب سینه کوه بغیر دلبر عاشق نواز دل نه د ز کم نگاہی او آنقدرستم دیدم رضای خاطر او میتوانم قدم د</p>	<p>کجاست دامن آلوده و کجا فرما د ز رشک مازده برفق تیشه را فرما د افتاد کار بسنگین دلی مرا فرما د بیوش چشم زد لدا پر یو فرما د ندیده است ز شیرین چمن جفا فرما د که نیست خشم یار این قدر روا فرما د</p>
<p>شکست دل بر عشق رونق بخشد زده است تیشه بر زالم کجا فرما د</p>	
<p>سپاهی را بدینا اینقدر اسلوب می باید باین سه چیز گرفتار گشتی جاودان ایدل ظفر چون یافتی بر فوج خصم از رنج و محنتها سلاخ خوب است خوب آقا خوب می باید ترا در جنگ دشمن طاقت ایوب می باید تر با ساغر می و لب بر محبوب می باید</p>	

نخواهم گفت یا این ناصحان سوزنا را	ز کم ظرفان همیشه را ز دل محب می باید
<p>تیز عقل رونق مرد را دارد بناکامی</p> <p>ز بهر معنی با حالت مجذوب می باید</p>	
<p>ایدل مستح شراب آمد</p> <p>مطرب شب مهتاب آمد</p> <p>تا چشم زدن فاست بگر</p> <p>واعظ بردار و فخر خویش</p> <p>مینار سنگ ریخت ساقی</p> <p>وصف گفتیم و داد دشنام</p> <p>از شکوه گذشته یار از جو</p> <p>می خورد و ز خویش رفت بیرون</p>	<p>برخیز که آفتاب آمد</p> <p>رنگی بگل رباب آمد</p> <p>هستی مثل حجاب آمد</p> <p>از گریه هجوم آب آمد</p> <p>رحمش بدل خراب آمد</p> <p>از دوست چه خوش خواب آمد</p> <p>کردیم خط صواب آمد</p> <p>سنگی بر حجاب آمد</p>
<p>رونق ز ازل برای ستان</p> <p>از نخت جگ کباب آمد</p>	
<p>چون روی تو بی حجاب گردد</p> <p>گر آینه در کف تو آید</p>	<p>چشم مستح شراب گردد</p> <p>بش بوی گلاب گردد</p>

<p>از جوشش شوق باوه مار را در سیل سرشک جسم زارم از نازکی دلم حبه پرسی کز شاهد غیب رخ نماید</p>	<p>دل در خیمه حجاب گردد چون کاه بروی آب گردد این خانه به نغمه خراب گردد هر ذره چو آفتاب گردد</p>
<p>داغ دل من به عشق رونق چون نقطه انتخاب گردد</p>	
<p>بشکه در بزم تو مارا ناله سیر آهنگ بود دوش کان زلف زرافشان مراد چنگ بود کاش پیدا میشدی از بهر دل جامی دگر بعد ازین در حسن بزم کی دل میدهم در هوایش جمله ذرات جهان سرشته است در گلستانیکه آن تکلیف اثر کردی حیرام</p>	<p>بهر نفس بر شیشه دل آه مثل سنگ بود افندی در فلک را طره با من جنگ بود عرصه هستی بچوایان شرارم تنگ بود الفیت این فوخطان آئینه ام رازنگ بود یار با آن حسن از لاطرفه این تیرنگ بود از نگاهش بوی گل آئینه دار رنگ بود</p>
<p>طرفه عزت دایم رونق بجام پیش ازین نقش پای در سیر راهی مرا اورنگ بود</p>	
<p>پرده از رخ کشیده می آید</p>	<p>گلستانی بیدیده می آید</p>

<p>خار در دل خلیده می آید هر که روی تو دیده می آید به رقت رسیده می آید کل وصل تو چیده می آید ماه پشت خمیده می آید دست حسرت گزیده می آید بوی گل آرمیده می آید</p>	<p>گر بدست تو گل رسد بچمن از رخ غیر دیده می پوشد مژده ایدل که آسستم ایجاد یا فتم از بهر اسر و خوف قیام صیت جن تو بر فلک هم رفت زنگ عیشی بد بهر نیت که طفل محو عشق رخ تو شاید گشت</p>
<p>چون نعر باز پیش رو نق جامه خود در دیده می آید</p>	
<p>دل بیمار مرا منس و غمخواری بود از گرفتاری ما گرمی بازاری بود شاید از دیدن آئینه تراکاری بود گر گلی رست درین باغ بدل خواری بود صبح دیدم که کفان دل بیماری بود مایه جمعیت طره حساری بود</p>	<p>یاد عیشی که بخاطر هوس یاری بود حسن زیبای ترا بسکه خریدار شدیم بی عرض نیت درین دهر کی رافت خالی از درد و محبت نمرشتند دل همه شب نوحه و فریاد بگو شدم آمد از پریشانی عالم با ما می بودم</p>

رونی از چرخ عبث شکوه نمودم که مرا
باعث رنج و غم میل دل آزاری بود

غمره شوخ تماشای دل شیدا میکرد بوی صد نافه یک تار تو سودا میکرد باغبان طرح چمن کاش بصحرای میکرد شور محشر بر کوسه تو بر پا میکرد استعارت چقدر خوں بدل ما میکرد بوی گل را به چمن روی تو رسوا میکرد کاش اسکن در روم می بی جا میکرد اگر در ساقی مانده دو بالا میکرد	روی خود را چو در آینه تماشای کرد شانه چون حلقه زلف سیب و میکرد دل و دشت زده را مایه تسکین گشتی یاد روزی که بجور و ستم ناله من شکله گریه میتابه چمن شیشه و جام پایین مرغی خود مانع او شد و رنه بهفت کشور یکف آورد و ندیده مهر شیشه می چه قدر مستی دل فزاید
---	--

یاد جمعیت و عیشی که بر عنب حاسد
دل رونق بجز زلف تو ما و امیکرد

بسادگی چه قدر از تو کار می آید محتاج عیش بدوشش شرار می آید جنون کنیم که دیگر بهار می آید	رخ تو در نظر آینه و ارمی آید بکارمانی گیتی کجای فرصت بکام خاطر دیوانگان گذشت سپهر
--	---

پرس حرفِ تنہائی خود زیدہ من	بجای اشکِ دل بے قرار می آید
بہ عاشقی تو ضرب المثل شدم بجا	تراہنوز ز نامم چہ عار می آید
بیش او دل دیوانہ بخود می ناچند	بخویش آگہ بفرق تو یار می آید

نیاید از کف صد قیس و ککلی و نق
 بشق انچہ زدست غبار می آید

منہاں چوں بز و مال جان دل بستند	گوہری سیر نذیدند کہ محل بستند
عاشقان تابیر کو چہ او دل بستند	از دم تیغ تو بردوش چایل بستند
چہ قدر راست تنہائی شیدان وفا	دیدہ را در ہوس چہرہ قائل بستند
میتوان گشت بیک نالہ بجانان وصل	در میان من و او آہ چہ حایل بستند
عالم وصل بست از کہ ندارد بد لے	بخود طرہ طلسمی بہ مقابل بستند
ہر کہ نظارہ آن کرد بوشت پیوست	چہ طلسمیت کہ بردیدہ لعل بستند

ہمچو نقش قدم افادہ ام از غم رونق
 پایم از سلسلہ جادہ منزل بستند

جوی از وسعت دل وام کرد
 سرشت چرخ مبینا فام کرد

بہ غزل اور اسکے بعد کی غزل دونوں دیوان میں موجود نہیں ہیں نہ کہ صبح و صحن سے
 نقل لکھی ہیں ۱۲

<p>که آغاز مرا انتخاب کردند بفرش چهره گلفام کردند بصحن این چنین گل نام کردند مشک ویده بادم کردند گردل را چه بی آرام کردند خطوط دست احسانم کردند</p>	<p>شرار آسادمی فرصت ندارم نموده انتخاب رنگ هستی فراهم کرده حسرت های یک خلق بچشم مست او چون همسری کرد به اعضای انسان یافتگی گریبان را عجب تخیر و کثرت</p>
<p>بسان مرد کم رونق در آغاز سیه بختی مرا الفام کردند</p>	
<p>آه رسا بقعر فلک خوش کند شد پامال مثل سایه دل مستند شد هر ناله ام چو شعله آتش بلند شد محو فغان و ناله چو دل بند بند شد آشوب و نوازه چه گویم که چند شد میاز جوش باد و دریش خند شد</p>	<p>بازم هوای الفت جاست بلند شد رسم خایه پیش بان چون پسند شد دیگر فراق زخم دل در دمسند شد زنجیر زلفیست و گردام عاشقان هر دم بوعده با میصال است حیل و سنان راه چو کرد گریه به شرب می دادم</p>
<p>لوتیس لب کدام بخت را نواخت با</p>	

زونی حلاوت سخت رشک فشد

میکشان نقش و نگاری که به میاز ده اند	و اشود تاثره شیشه به خار از ده اند
نقطه خال که بر عارض زیبار ده اند	و اغ سود است که آنرا بدل از ده اند
میتوان یافت ز خارای شبیه شیرین	گلرخان سنگ جبار بدل شید از ده اند
خواهش وصل محالست که این دجویان	پشت پای ز بهو صبا بر باز ده اند
گرد باد از سبب تنگی جابر خیزد	بستگان بر زلف توبه صحرا زده اند
طرفه ناز است که این خوش نگهان رعنا	طنه از لب میگویند بسیحا زده اند

انچر رونق بهاشای چمن دید این است
نقش عبرت بر صفحه گل باز ده اند

دوش سوی چمنی بی تو گذارم افتاد	خنده زد گل بادایکه شرارم افتاد
تا که اندر نظیر آن لاله دارم افتاد	هوس سیر گل و باغ و بهارم افتاد
همچو یار عزیز می که بدستش دارم	الفی طرفه مرا بدل زارم افتاد
کف رنگین تو در دست رقیبی دیدم	آتش بود که در جان نگارم افتاد
خواب آرام بچشم تو رقیب از زان	جلوه گاهش دل بصیر و قارم افتاد
خلش آن مژه تیز بدل یاد آمد	شکه در رگداری پای بخارم افتاد

سرخوش آمد ب سرم یار و دل از رونق می آید
هی بگیرد که میناز کف ر م افتاد

کدام غارت سامانِ هوش می آید بقصدِ خون که آن سرخ پوش می آید اگر نه کوه ز سنگ دوش به فریاد است در پس جهانِ پراتش سپند سا نایب چو نیست اهلِ دل مرده دل درین عالم اگر نه دیده من گشته چشمه سیلاب	غبار در نظرم گل فروش می آید که ناله دل زارم به گوش می آید چرا به نفس از خمیوش می آید کسی که ناله بر آرد خموش می آید جنایه سا ن بچه صورت بهوش می آید چرا سرشک بهردم بچوش می آید
---	---

مده بشعر کسی نسبتی مرا رونق

کلام من ندای سروش می آید

بتان که کار رقیبان خود تمام کنند و میکه باده کشان فکرا انتقام کنند و گر محال که می پاره چو کتان نه شود خوش است حلقه آن زلف تابدا بر بتان فلک دهد ز نیه نو بدست شان تیغی	بگردش نگه روز ما چو شام کنند منو و خون دل افلاک می بجایم کنند بشی که زرد قبا یان هوای نام کنند پای گرفتن عاشق چو فکرا دام کنند سنگراں چو بدل غم قتل عام کنند
---	--

چستی است سر بای نازنین را | شراب جوش زند هر کجا خرام کنند

بیخنگی کلامت نیرسد فکر
محاصران تور و نفی خیال خام کنند

در سرم تا هوس ز گس یار افتاد | فکر جمعیت و درمان دل زار افتاد
وصل او ساعتی آرام دل زار افتاد | چه قدر کار مرا با غم و لدا زار افتاد
تن سختی ده اگر عافیت می خواهی | گل کجا تازه بود چون کف زار افتاد
یار باین ماریه راجه قدر باشد هر | دست از زلف نبردم که از کار افتاد
چیز فردوس برین مسرزه خوش باد | خاطر مایل آن سایه دیوار افتاد
بهر شق ستم ادلی است رقیب گستاخ | جان من گردلت خواهش آزار افتاد

کی شود رونقم آزاد ز دایم نکست
چشم مخور تو بسیار سیه کار افتاد

گل اگر دیده بلب های تو وای میازد | برگ را بر رخ خود دست جیای میازد
لب لب پای تو گر رنگ حای میازد | خار حسرت بدل خسته مای میازد
نه شقایق نه گل و نه زکس نسیم | با چمن مایل روی تو کج میازد
شادی و عیش و طرب را بچشم آه بدل | خار مرغان کی نام خدا میازد

بدل غمزده ام خار بجای میازد	لطف و اشفاق تو با بوالهوسان ارزانی
هر که از کوی توام یار جدا میازد	نگاه روی تو نبیند ز بجای گرد و
که بو حشت زدگان باد صبا میازد	هر سحر طرف چمن سکن مامیگردد
بچه امید کسی محسوس و فای میازد	گر همین است بدنیا ثمر باغ و داد

روقی اندوه مخور از ستم دور فلک
چاره در دولت غوث ورامیازد

بعد سالی بجماری آید	مژده یاران گنجاری آید
صبر و عیش و قرار می آید	ای دل خسته یاری آید
خنده ام بر شراری آید	فرصت یک دم این قدر جلال
دیگر از دل چه کاری آید	خوش شدن با بخت غلطیدن
سنگ بر گلکاری آید	از فلک گرفتار و تآلم پیش
از غنی بکس عاری می آید	چشم خود را ز دیدنش پوشم
دل برای نبشاری آید	گوهر اشک جمله از کف بخت
آنچه از نوک خار می آید	کی زیر و سنان کشاید کاه

زود پستوتی کنی اسے برق

رونق بیست و نهمی آید

برنج است آنکه دلداری ندارد	ز مژگان بی بدل خاری ندارد
کسی کو الفت یاری ندارد	دل جز دوستی گاری ندارد
جای آسای سبکبار است ختم	بفرق خویش دستار ندارد
مرا چون گل جگر صد چاک گردد	دلت چون غنچه آزار ندارد
بمختار آبرویش از چه باشد	هر آن کس دیده زار ندارد
به بیداری دلم چون شعله زرد	که چشمان شرر بار ندارد

نیاید رونق از غم راحت نکشد

دل زاری شب تار ندارد

رویف ذال

از کسی هر چه خواهم من شیدا تعوید	چشم بیار تو بخند به میجا تعوید
مینویسی یم اید و ست بودا تعوید	عاشقی را چه سرو کار بود با تعوید
اگر با شفته آن چشم سیه در مانده	کن به قلم بر ورق ز کس شمل تعوید
گوشه دامن او بهر علا جسم کافی است	بر نای یار و کر بر سر فلک تعوید
پوسه که کیف آید ز لب شیرینش	کار دیوانه بود منکر مدوا تعوید

ای پرخواں بکالت شوم انگه قایل هر که بیمار و پریشان دل و آشفته بود نست جز حسرت دیدار غبار می رود	اگر به بندی بسر آهوی صحرای تویند هست رخساره آن آینه سیما تویند بس بود پاره آن آینه مارا تویند
---	---

زهره در پهلوی دیدم این رونق نیت
هست بر ساعد دلدار چه زیبا تویند

چون نوشتم بآن دلیگل رو کاغذ عشو هست میان من و او واقف راز گر بوحشی گمان نامه نویسم گاهست بهرت کی دل زار خیال دارم وین مار بن چار نامسیم دو عرض احوال توان کرد بوشش لیکن	همچو اوراق گلستان شده خوشبو کاغذ میسزستدین از گوشه ابرو کاغذ چه عجب گر بشود دیده آهنگ کاغذ کی نویسندین آن کافیه بدخو کاغذ اگر نویسم بآن حلقه گیسو کاغذ میدهدیل سرشکم به درجو کاغذ
--	--

رونق از تنی خویش چه نویسم دیگر
سر قاصد طری فایده به یک سو کاغذ

رویف را

بس است حلقه گیسو در بازخیر	وگر چه کاره بود و سنان مرا زخیر
----------------------------	---------------------------------

فقا د تا بجنوں کا رم آہ باز بخیر خیال زلف تو خوش میکند دل را فغان شورش دیوانه ام دو بالاش بیانفت بزند ان کی متاشاکن ز بسکه حسن تو دیوانه کرد عالم را ز قاصدان نکشم بار منستے دیگر و فاپستی مجنوں رسید در جا	ز شور ناله من گشت بی صدا زنجیر و گریه جنبش پاس کند رها زنجیر رسید تا بفرقت مرا به پا زنجیر کجاست این دل دیوانه و کجا زنجیر بر بگذار توافت ده جابجا زنجیر هزار حرف پیام کم کند ادا زنجیر هزار ناله کند چون شود جدا زنجیر
---	---

چو دید حالت رونق بهجرا کشید
ز بیستداری دل ناله رسا زنجیر

در دل از آتش عشق مضمی اگلر دار ای هنرمند ز سر مایه خود جوهر دار صابری طرف تلیست نگر یکس را همت از هر که پوشیده حید باشد حر ظاهرب صفای دلی آراسته کن مانتی را بتاشا سه چمن کاری نیست	نفس سوخته چون شعله خاکستردار بی قبا ی تن پیراسته چون گوهر دار دل خوشنود نعم چون علی هضر دار در هواداری او پیروی قنبر دار رنگ و بوهر دو مساوی چو گل محروار وادی سبز تر از باغ ز چشم تر دار
--	--

زیر خاک ارشوی از فکر بکندی گذرد هوس نازم و کور نما بجهیر خدا	اگر شوی نقش قدم حوصله نیر دار قطره آب از آن خنجر بر آبرو بر دار
پاکه امن شو و در عشق بت باطن خاطر خواه رونی از داغ بکاشاید دل اختر دار	
صاف بندی ست خوبی اشعار دیدن صاف و دردی این ایک آن را لطافتی باید کن نگه ای دقیقه بد سخن فهم مضمون ادبش مشکل وقت شعربود مرغوبم	خاک بر سر قی وقت گفتار میکن بر دست قی گو اظهار ورنه زان گفتگوست لازم عار دیگه بلام فو لاله خواب گشت تشنیه معیش و شوار کرد ما چهره ازین مراهبیار
مختلف شد مراهبها روئی چه ضرور است این قدر انکار	
گرد قبول بار گش آه در سحر در هر قدم مغال رویش ز جاروم با آتش نفس نتوان بهزبان شدن	گیر دگش دانه جا نگاه در سحر بچون مسافری که رود راه در سحر کم میکند تجبلی خود ماه در سحر

فریاد عاجزان پریشان که بشنود	گر بر پلنگ خواب کند شاه در حشر
اکیسر عظم است برنگ سفید صبح	بگر ز شب زیاده شود باه در حشر
از زلف ول برآمده رسوا چهره شد	گرد گرفته در شبگاه در حشر
در ماندگان غفلت شب را بمی کند	بیدار اسم اعظم الله در حشر
هر کس بقدر ظرف از آن کام دل برد	یک نام دوست است بفواه در حشر

رونی نگریده دل تا شود عیان

تا بدستاره سان دل آگاه در حشر

مژده ای یاران که مستم در بهار	ساغر دینا شکستم در بهار
کا ککش آمد بدستم در بهار	با معافی عهد بستم در بهار
توبه تقوی شکستم در بهار	می پرستم می پرستم در بهار
گاه مخمور دگر چه چانه نوش	گاه عاقل گاه مستم در بهار
پیش ازین پروای نمی داشتم	از جنون زیر قید پرستم در بهار
در خیال نشسته بنگ خطش	که بلند و گاه پستم در بهار
بهمچو خال گلرخان سیم تن	تیر از روز پرستم در بهار
میکنم باد خزر ز عقد خویش	چون ز کج زهد پرستم در بهار

رویف زای تازی

بنای صبر و خرد و گویا آب انداز	نگویت که به مینای می شراب انداز
نوک لب لعلی بر سر کباب انداز	بستی کن و در ساغم شراب انداز
بوی زلف تو یکبار پیچ و تاب انداز	گره کشاده شد از کار عالمی دیگر
فروغ عارض خود در دل حباب انداز	ز تند باد طمس فائش این کن
نگاه گرم کی بر سر سحاب انداز	باب دیده عاشق بر ابری دارد
بجای آب شرابی بحشیم خواب انداز	بزم وصل و لای این قدر تحریصیت
که آتش بهوس موسیم شهاب انداز	فروغ رنگ رخت فاضل این قدر گوید
شرار در دل با قوت از جواب انداز	هنر از دعوی بیجا کند پیش لب

بغیر دیده رونق سزای حسن نیست
بزم بوالهوساں گر روی نقاب انداز

در دلم موج زند حسرت دیدار بسوز	نخمت راست باینکه سرو کار بسوز
می طید در سر کوشش دل بیا ر بسوز	مایل رحم نشد چشم ستمکار بسوز
ابر نیسان بزمین است گمبار بسوز	قطره از غم اشکم بهوارفت ز آه
در نظر باست بهان گرمی باز بسوز	ماه کنعان و زلیخا به زمین آزامید

<p>رشته طول ایل بای جان شد کوتا ساغر مردمه و شیشه افلاک گشت</p>	<p>در درازی است مکر طره خمار هنوز جام در دست بود ز گیسو شارب هنوز</p>
<p>شور محشر هرا فانه ر بود و رونق در ترقی ست بجایم بوس بایر هنوز</p>	
<p>پیر گشتی بوس نقش و نگار است هنوز ریخ زیبای تو سر جوش بار است هنوز نسبت گل بلبل لعل تو دادم یک بار عمر باشد گیسو دل ز کفم گم گردید بعد عمری چو بوسیم گذری شد پرسید نگه دست ز چشم تو فکین بر سر من</p>	<p>چون فلک در قدیم گشته تشر است هنوز شوخی حسن تو بوبرق سوار است هنوز شبنم باغ بهر غنچه تار است هنوز آسمان گذری سوی غبار است هنوز در دل غم زده است صبر قرار است هنوز نغم و پیانه تکی گشت و خمار است هنوز</p>
<p>خط بر آوردی و برگشته جهانی از تو رو نقم را بتو جانان سرو کار است هنوز</p>	
<p>عالی در باغ خدا نیست و گریانم هنوز شور بلبل سرمد آلود است و نالانم هنوز دور می آفرشد و بیرون ز مجلس رفت یا</p>	<p>از سر شک دیده ریزد گل بدامانم هنوز در عدم بیدار گردد گل ز افغانم هنوز ریشه در خون میدواند سویی مگر گانم هنوز</p>

یافت جمیعت گل سبیل پریشانم هنوز	داد کس آشفته گیوی پرخم بوده ایم
بزم می برخاست در سیر گریبانم هنوز	نکته سربسته ساقی ز راز جام گفت
سنگ طفلان را نخورد و دیبا بانم هنوز	پخته کاری جنون از آتش ریخت بس

ما بخوانم دفتر گیتی حسن تر
 بجز رونق در تماشای گلستانم هنوز

ساغر بادیه بدست تو بودم سیر ناز	دیگری شوخ مگر آنکه در سیر ناز
ریخت در دامن آسینه گل فیر ناز	سرمه دانی تماشای چمن ترا یا در ناز
مورخ ملت نشو دفته و قمار تگر ناز	دارم اندیشه که حسن تو نیاید به زوال
باز افاد دل غم زده در شش ناز	اگر دیش چشم بلایت که من میدانم
طاقی بروی تانست مکر خاور ناز	عشوهر بیت که در شام و صبح خیزد
از کس است تو ساقی است عجب ساغر ناز	سرخوشش تا بدم خمر نه جنبه از جا

رونق از دیده او غره می بر نیست
 با گلهاش بر شستند مگر جوهر ناز

بیر گلشن نیز نیستم بر خیزد	بمانی محض تو داند سر عدم بر خیزد
----------------------------	----------------------------------

یہ غزل دیوان میں درج نہیں ہے مگر صبح وطن سے نقل لکھی ہے ۱۲

مستاع سود و زیاں بار خاطر است اینجا	چو گرد قافله ای کار روان هم برخیز
بهر زمین که نبی پا بجز مزار می نیست	گنه نکرده ازین ره بیک قدم برخیز
فراخ کامی داری شد زیاده سری	بهر چه خواست مشیت زمین و کم برخیز
به نوش و نیش ترا دخل نیست کی بر مو	حلاوتی رسد از کمان سم برخیز
زالله داغ و لے وام کن بفضل بها	بسوی دشت نگر از سیرا رم برخیز

هوای ابر بر رونق دماغی ایساقی
بکف گرفته صراحی و جام جم برخیز

ردیف سین

گرازد دل پرداغ بود افریطاوس	یک رنگ بود تیره چو شب پیکر طاوس
سوزی ست ز حین تو گد در سیرطاوس	کز طره زلف تو شود انیسر طاوس
از حسن تباں چون نشود داغ دل ما	بر آینه ریزد چو خاکستر طاوس
یزنگ رخت آفتد رم سوخت بجمرت	دل نیست مرا لیک بود یک پر طاوس
اشکیست که تا کوی تو آیم بر غمش	جز گریه بگلشن نشود رهبر طاوس
هر چند سراپا پاش پر از نقش و نگار است	داغی است بر منبت ز زیور طاوس
آبی سیر چاره گرای دل بیتاب	جز ناله صحر که بود یا ور طاوس

کهری ز قیامت بدل نجبرم نیت | برگشته گاه نیت همین مختار طایوس

رونی ز شرکت مرا خلعت نجات
اگر جامه متاب بود در بر طایوس

بوده از روز ازل را سر و کار قفس	در حق ناقص فردوس است دیوار قفس
گرفتنی ساعی در چار دیوار قفس	بهر از صد گل شماری یک سر خار قفس
یک شکر لب نیت در باغ جهان بی در قفس	یا ریح آئینه طوطی گرفتار قفس
حلقه زده در کند زلف با عزم شکار	باز از نو می شود در گریه بازار قفس
سپهر باغ افتاد گریزم گرفتار انچه پاک	می شود از ناله شمع شب تار قفس
سایه پرورد بهار وصل خوبانیم ما	بلبل را راست از روز ازل خار قفس
در آسری گریه پیش مگر خان باشی چغم	نیست جز محو ریح صیاد آزار قفس
ناله مرغان مگر در خواب او آتش زند	بیشتر بیدار می باشد نغمه دار قفس

گر شوی گاه رونق از فراغ غلتی
بر سر خود دیگر از منت کشی با قفس

گلشن من چشم گریانیست بس	خنده ام چاک گریانیست بس
مرهم دل خار مژگانیت بس	کسوت و تار دمانیت بس

<p>بهر معراج بلند می بای من از می و ساغر دلم کس بشکند بیقرار ساو گیمای دلم کی توانم بُردن از یاغبان</p>	<p>نقش پای یار ایوانست بس عشقم در لعل خندانست بس بهم من آه نادانست بس از صبا یم بار جهانست بس</p>
<p>چون شود محروم رونق از وصل دلشینش آه و افغانست بس</p>	
<p>تا کی فاضل بدنیانی گرفتار لباس نیست چون تصویر عیانم سرکار لباس جامه سرخش چه خواند در دل بیابخت چین دامن میکند ظاهر مرا با صد زبا گر چه سرتاپای و رنگین بود لیکن مرا</p>	<p>ساعتی آسوده نشو از دوش نه بار لباس پنج گوهر نیستم در بند آزار لباس ای حریفان آتشی افتد باز از لباس در دل آریا بی دست میخند غار لباس غنچه آن گنجه خوش آمد ز گلزار لباس</p>
<p>اطلس و زربفت چون یدم بدوشین در دلم رونق از اناعت بود غار لباس</p>	
<p>بند اصل یاض و بیان یک شکر لک کات دیا گیا ہے۔ و ہو ہذا پارہ خواہد شد تنش چون گل زبید افک هر که میگردد دریں عالم ہوا و ارباب بس</p>	

<p>همی راست ز بس دست در آغوشش هوس بیخبر چند نشینی تو در آغوشش هوس همچو اکیر کند خاک تماشش ز رویم نشو و سر خوشش عشرت دمی از بیتیابی ساغر بدر ز منتاب یراز صهباشد تلخ گردد بدناقت چو قناعت گیری</p>	<p>هر که دیدیم بد نیاشده مدهوش هوس همچو طایوس همه داغی و گلپوشش هوس بار ز چند کشتی آه تو بردوشش هوس هر که گردید درین خنکده مینوشش هوس بسکه در فصل بهار است بدل جوشش هوس آنچه اکنون بنگاره تو رسد نوشش هوس</p>
--	--

آنچه برفرق شهناست غذائی افروز
 رونق افزاده بران قمچه سرپوشش

رویت شین

<p>ز کس مست او شراب فروش چون بزم شراب نشستی تا تماشای روی جانان کرد ساغر می زد سب یارستان گشت مدهوش تا ز دیدارش تاب رویت نگر نمی دارد</p>	<p>ما خوش از عرق گلآفروش دل صد پاره شد کباب فروش دیده من شد آفتاب فروش محبت دفتر حساب فروش دیده گوهر است خواب فروش برگ گل میشود نقاب فروش</p>
--	--

بسکه بریز از هواست قوت
دل رونق شود جاب فروش

بگلزاریکه باشد جلوه گر سرو خرامانش دل چاکم اگر گردد در فوار تار دامنش ز دست آن شکارخانه کجا پنهان توان گشتن بگلزار ارم صد خنده از زخم جگر دارد چه پرسی از ازل آواره گرد میر و پائے سر شکم شورش طوفان بر انگیزد بد ریای بپیش طفل شوخی عرض حالم کدنی دارد قلاش حیثیت کی گذار و این دل شیدا	ز نهر آب گردد و بخیه چاک گریبانش فراهم میکند زخم کو اکب شود افغانش دو عالم پای موری هست صراحی بانش بدل هر کس که پنهان مینماید خایه بانش که باشد گرد باد آسا عبا ری ساز و نسا بانش که بار و نخت دل در جای گوهر یوسف بانش که بر لب خنده را و شام ساز و نسا بانش زندگر بر زمین صد بار چون رشید و نسا بانش
---	---

اگر رونق رود بهر مقامی چمن گاهای
غرض جز لاله در دل نیست ازیر گلستانش

ز بس که دید شوخی بقرار قد رعنائش شود شیرین دل من از لب شام پیرایش کی از مشق ستم در دل گذار و قطره اشکی	نماید جلوه چشم پری خفال در پایش که خطل میشود انجیر از لعل شکوفایش که از یاقوت سازد رنگ جدام گل پایش
--	---

زبس احکام نارسش برهم گماروان گرد اگر از محلی ساقی از مستی برون آید کجا بر طلاس گل التفات آن نگه افتد زندان آفت تابش غوطه در آب گهر گردان پی آرایش ز یورچو گیرد و کف آینه	بود بخسرو تخت گلستان چشم شلایش کند چون لاله کسره داغ در دل جام مینایش قبا از چشم بل مینماید سرو زیباش بهنگامیکه لبریز عرق شد ماهیمایش نگاهم رسته گوهر شود وقت تماشايش
--	---

مژده در باس رونق اینقدر بیدل زختم او
که مضمون سلی است پنهان در هر ایماش

بهنگامیکه یگون مینماید چشم خونخوارش نگاهی کن بر نگینی بیج و تاب و تارش هوس با نوجوانان بیشتر دارند پیران هم غرض از دل طمیدن با هم آغوشیت میدهم مگر خور دست آب از چشمه حیوان نهال او بماند که التفاتش خسته جانان میرهند از غم اگر در انتظارش کور گرد و دیده عاشق لقونهای کثرت پرده وحدت شود هر دم	زند در سینه ام صد تیر مرغان جفا کارش که در دل خار خاری ارداو دیدار بخشارش کند شام و سحر بر رخ نگاهی زلف جفا کارش بایما میکند مطلب و آشفته گفتارش بدرمان ناز منت میفرودند خار آزارش چو از خود میزند از دنگاهی چشم بیارش ظهور رستمه خوان از تفاطمهای بیارش جواب آسازستی دید و میپوشد هوا دارش
---	--

نگه بردوش مگان تکیه زور و نطق تماشاکن
ز بس طاقت ربانی میکند صبا بی دیراش

<p>وگر ساغر کش ناز است ایدل چشم میگوشت دلی دارم که باکی نیست از آسیب گردوش نظیرش مصرع بر جسته دیگر نمی بینم چرا عاشق نگرود بی نیاز از منت گردوش برنگ چشم او ترک دلاور دانی بینم عنان تو سن او از رنگ جان غزالاں بود نخواهد سرخوش او ساغری گم جام جم باشد بفرق خویش بند و منعم و صد ناز دارد</p>	<p>پری در شیشه پنهان میکند تاثیر افشوش بصحرای مونس ویرینه باشد روح مجوش بود در هر زمینی دلشش آن سرو موزش که باشد زردی رخساره او گنج قارش که صفها را برابر میکند در روز شبنمش رکاب از حلقه چشم پری میداشت گلکش بیک جو غم بگیرد راحت کونین مخروش نم آب خجالت میثارم در کنونش</p>
---	--

هر آنکس چون خا هم بخیه و لبر شود رونق
باین حمیت لازم آمد ریزش خوش

<p>اگر سیاه آید بخاطر وضع گیشش چه راحت است یارب در نصیحه زینش ز آسیب قیامت نیست باکی دلخارش را که شور حر را بخشد حلاوت لعل شیرش</p>	<p>ناید آب کوهر کب خود داری پیشش حایل شود در گردن او ساق زینش که شور حر را بخشد حلاوت لعل شیرش</p>
---	--

پای نازک و دست عاشق کی گذریا چه بزرگی تا شایم کند دل از طپسیدنها رمیدنهای شوخی را در گرازم چو سپری بحیرت می رسیدم از هجوم بعیت راریا خدا را ز زلال دنیا کن اگر می ناست و آریا	که چو لاله داغی میرساند برگ نشینش بهنگامیکه باشد در نظر سرو بلورنش که از میانی برق است مد خواب نشینش که لب چون ماه نو در خنده و میشتنش شود سر ماه عمر تو آخر صرف کاینش
---	--

به تنگین میشود فردای محشر آتشنا رونق
که چو خواب پنهان شد چشمش بارید و شش

اگر چه محو عتاب است باز چشمانش عبث فتاد بدل رغبت گلشنش عجب نباشد اگر مالش فغان کشد چه نسبت است خط یار را به سنبل و گل ببین دل است و من و در و باد و صحرا هوای تخت یلمان چو در رسد دل ز آبیاری سیلاب فوج دم زرش صبا نثار کند باز دستر گل را	پیام صلح نماید نگاره پنهانش کجاست رنگ بهار و کجاست شنش که سرمه است نگر بزمیان مژگانش که یک غلام کمر بسته است ریانش دگر ز خویش برد الفیت غزالانش بستد رمور اگر جا کنم بدانش نهان بقطره اشک من است طوفانش بشاعری که باین رنگ بوست دیوانش
---	---

دل شکش رونق قنادایل اشک

باغ و بحر مسلم هوای نیاش

که از راه ادب در پیش او خم گشته ابرویش
دل آشفته بخود را نمایم نذر گیسویش
که میدانیم ما از عسر و هکایت بوش
اگر اقد گذراز ناز گاهی بر لب جوش
بچشمش مردمک لرزان بود از تندی شوش
که دارد با مسلمان میل یارب لفیه نشوش

نمیدانم چه میگوید بشوخی چشم جادوش
صبا بار دگر ز سبب شوی گزاسر کوش
اگر دارد نسیم از گرد و آماش آورده
نمک بر زخم ما بی ریزد از ریگ تهریا
منی باشد فرد نتریز غاب و خشم و رخا
ندانم تا چه باشد مدعای التفات او

کندر رونق تصور ساغر می دیده پرنویش

رنگ گل رهش ناسد خار خاری یالیش

که سلک گوهر می آید برای زینت دوش
برنگ سایه میکردم برو خاک بدم دوش
چون آب رنگی میدادندام گلپوش
بهنگامیکه آرویل آید دیده در جوش
نمک ریزد بجام باوه زاهد لعل می نوش

صبا بیغام اشک بر سانی تا در گوش
دمی که خود روم از بمقار یسای آخوش
نه پنداری که بهر زینت خود باز می شود
فلک از شور دریا پنبه در گوش و انداز
اکن اندیشه حصیان ملاحظت بین قبح بستا

برنگ چشم او از بسکه دارد وضع خود را
بمستی و انماید خویش را پیش از مدبوش

عجب رونق بامید وصالش چشم در راه
که گردیده ز خاطر و عده دوشین فراموش

دلت را اگر گشتان میکند خوش	مرا رخسار جانان میکند خوش
نه ما را صبح تابان میکند خوش	دل عاشق شبستان میکند خوش
هلاک فوختن گل هذارم	دل را بوی ریحان میکند خوش
ندارم مدعا غیر فریاد	مرا دشت نیشان میکند خوش
مدا و خانه کاغذ کرد سیراب	صدف را ابرویان میکند خوش
خزان بخت مغربست از گشتان	و کفضل بجز را ان میکند خوش
اگر دل نایل آن چشم داری	تماشای غزالان میکند خوش
دل و امید شود در بزم موزون	بیک میتم سخندان میکند خوش

کجا میل شوم رونق بخت بشود
دل سرو و خرامان میکند خوش

بانی تکلف گر بود در شمر سمان تلاش
پیش از باب سخن باشد همان جان تلاش
بر فصاحتی شعر است ایمان تلاش
معنی برجسته بانی سخن جان تلاش

از بهار فکر تم خرم گلستان تلاش
 کی رسد دست با سانی بدان تلاش
 خا ربی ربطی بر آرد سر زبستان تلاش
 بیشتر گیرند آه و در نیستان تلاش
 میزند هر صرع من موج طوفان تلاش
 کلک گوهر بار من گردیده فیان تلاش

بسکه دارم جستجوی معنی رنگین بدل
 خویش را خاک ره ابل سخن باید نمود
 اگر شوی محو فکر بیشتر اندیشه کن
 بر طرف کن عیب را از خود که شیران سخن
 بسکه در بحر سخن غواص بودم عسرها
 جیب و دامن نکه لب سبز گوهر میکند

بسکه در شرم بود رونق لطافت بیثبات
 کرده بر تنم نمان در خویش دیوان تلاش

از چشم اشکبارم سیما میزند جوش
 هر جا زخم پای گرد آب میزند جوش
 اندر سخن چو طبع شاد آب میزند جوش
 از جان به تیرا می سیلاب میزند جوش
 از خامه طرفه لعل نایاب میزند جوش
 از سینم چو آه قیاب میزند جوش

ز آئینه رخت کز عتاب میزند جوش
 سر شگفت ما را از بسکه در طبیعت
 آبجیات ریزد در ساغر دل ما
 حال جدائی او گر اندکی کنم عرض
 اندر خیال آن لب گشتم شعر مایل
 آئینه فلک را سازد سیاه بیکر

اشکم فشان آبی بر تیره بختی دل

رونی بدیده من چون آب میزند جوش

باغبان از برگ گل ناکرده در گلزار فروش	میکند بیل برای خویشن از خار فروش
گو که از محل مناید بهر خود زردار فروش	عاجزان را بس بود آن سایه دیوار فروش
چشم پر خون را عجب دستت در نقش و نگار	هر کجا آرام گیرم میشود گلزار فروش
خود فروشیهای زاهد از نصلا می شود	چیده از زهد ریادر کوچه و بازار فروش
همیش را اگر کند بیاب جای شکوه نیست	میکشد از پهلوی بیار صد آزار فروش
منت رنگ خابصر فردن سو نیست	پانادی بر کجاست دیده خوبار فروش
دامن فقرش مکن آلوده منعم زینهار	گیرد رویشی طاقی میثوی بردار فروش
سرد مهربای گردون عجب خاصیتی است	گسترده در خانه آئینه از زنگار فروش

نرم رویان صاف جرختی کجا رونق می دهند
 بیچکه جز مهره سنگین نشد بموار فروش

ولی دارم که موج نقشه صباست بزخیرش	صدای قلقل میا بود افون نخییرش
چه امکان ست تا مانی کشد بر صفح تصویرش	که نال خامه زنجیر است در پادقت تیخیرش
لب لعلش کجا تاب گزید نهایی ما دارد	که نیلی میشود از صدمه آواز تقریرش
اگر از پر تو حسن فروغی یافت شمع مشب	که گردد بر کمال از فیض رنگینش گلگیرش

رقم شد حرفی از سوز دل بیاب در غما	زبان شعله کردید دست هر سطر بنی تا نیش
بود خوانی عروج جاہ دنیا پیش آگاه	که غیر از کاهش و پستی نباشد هیچ تعبیرش

چه پرسی رونق از رنگینی دست نگارینی
کز انگشتش خانی میشود پیکان و زبیرش

بسکه برنگ زدم از غم عشقت سیر خویش	سیرِ خون یافته ام تا بعدم به سیر خویش
شب بجران چه کنم چاره در دیر خویش	گریه هم میکنم از زخم بچشم تر خویش
بهوس سر و قدت بعد فراقم زود	قرص میکنم ایجا و ز خاکستر خویش
بجو یا قوت بمنر سوز جگر می بخش	همه تن سوخت مرا از اثر جوهر خویش
رنگ دلبوی دگری میدهدت فیض سخا	شهره شد گلنچمن ریخت چوشت ز خویش
برق راشعه زنی مایه شهرت باشد	بهر پرواز بود ناله مرا شپسیر خویش
آب تاب دگراست از اثر ناله زار	گریه گریه مرا آبروی گوهر خویش
طاقت در وجدایش ندارد دهر گز	داغ گشتم ز تمامی دل ابستر خویش
سالها گزشتی نیست نهایت آن را	چه شکایت که ندارد دلم از دیر خویش
گر رسد تیرنگا هست ز غلط اندازی	بجو محال بنشانند دل من در بر خویش

سوخت دل ز آتش عشق رخ تابان کسی

رونق از دغ نشانی شده بر مخمر خویش

رویت صاود

غمره در چشمت بشوخی کرد صبح و شام قص	همچو مخموری که سازد از نشاط جام قص
میکند از شوق دل رزلف غیر فام قص	همچو آن مستی که گیرد بر کنار بام قص
وضع تسلیم از جهاد آموز و سختی تیش داس	چون سرش در زیر سنگ آید کند بام قص
اول عشقت و دل بیتاب گیسوی تو شد	نوگر فراق قص را میشود در دام قص
حاصلی جز ترک دنیا نیست از بزم طرب	میشود از پشت پای در نظر اتمام قص
شوخی حسنس مکر آورد دیگر در نظر	دل کند سیاه ساس آغاز قص انجام قص
ماندونی پروائی او را کرده منج القات	بسیل از قنات داشت و هر گام قص
وجد میگرد صوفی کس با و مایل شد	اکی بر دودل را اگر باشد بطرز خام قص

و این افشاں گر رسد رونق نگار و کفر

میکند از بنحو دیبا جمله خاص عام قص

بالا سال چو شد سر بر آسمان ناقص	بچشم ابل بصیرت بود همان ناقص
رسائی بعجب داشت شور فریادم	کنون ز سرمه چشم تو شد فلان ناقص
بصد جها شودش دلش خندنگ قضا	اکیکه فهم کند آه بید لال ناقص

<p>همیشه رشک نماید ز کمال ناقص که سبب بر وقت امتحان ناقص هزار حیف که گردید دستان ناقص</p>	<p>رقیب گر کند از احد تعجب نیست همیش روی تو در باغ گل بخل گردید شنید نام تو از قاصد دول از خودت</p>
---	---

<p>ز تاب خامه رونق شدست شمع خوش بزم اهل کمال است بیزبان ناقص</p>
--

روایف ضاد

<p>ز سقاری من آه کرده ببل قرض در گنیم پریشانی ز سبل قرض ادای وصف تو گردید به خود گل قرض نموده تیغ ز بانم ز غل ذل قرض اگر آن چو کوه بود گر چه هست بگل قرض چپچ و تاب دهد ناله ام بگل قرض</p>	<p>کنه شکفتگی از طبع روشنم گل قرض رسید فصل بهار و بزل دل بستیم گل ببلغ ندیدم بر نگ زخارت چه آید اربو در حرف من که جوهر را ز بار دام چگویم نمی توان گفتم شب فراق کسی باز بقرارم کرد</p>
--	--

<p>در چه کار مرا رونق از ایغ شراب که نشه داده نگاهش با غل قرض</p>

<p>و گر نه دلشده را چیت با بهار غرض</p>	<p>سیر باغ مرا شد رخ نگار غرض</p>
---	-----------------------------------

مراد نیست ز سنبلیل بجز پریشانی ز ناوک مرده شاد کن سرست گروم چرا ز منت آینه منفعل گردی هزار حیف که گل محل از گلستان بزد ببینی ثباتی این بزم منم و لم سوزد بغیر دغ ندارم ز لاله زار غرض جزین خدنگ ندارم و دل فگار غرض که باغ حسن تر نیست آبی از غرض فقد بلبل نخست را به بخار غرض نم شراب چو خواهم بود شرار غرض

بیهی قرار ی دل غور اگر کنی رونق
ز دو دآه بود زلف تابدار غرض

رویت طائر

استنای باده را باشد ز چشم تر محیط وایم از در ماندگان فخر بزرگان میشود وسعت دلمای روشن دید شاید کرد سجده پیش خاکساران کن اگر خواهی شرف دل نمی کن از هوا تا غمت باشد ترا و هم ما و من نقاب روی حدت میشود از برای کشتی می شود ساغر محیط اعتباری دار داند خلق از گوهر محیط میزند از موجها بر خویشتن خنجر محیط سرمند از عاجری هر دم بکاستر محیط میگذار در بر سر خود از جاب افستر محیط در نه هر یک قطره را پنهان بود بر محیط

آتش جوهر فلک میسخت رونق عالمی

اشک یتیم گشته گریه بجز در محیط

طرف زینت میدهد بر گرد آن رخسار خط	نیت جز وصف خط او دیده ام بیار خط
کز درد دل نویسم من بسوی یار خط	قطره های چشم پر خشم کند گلزار خط
شرح اندوه فراقش می نوشتم اندک	گر نمیدادی دل زار مرا آزار خط
از پشیمانی مشتاق صحرای شد رقم	شد ز میانی بگوشش آه چون کار خط
جان بخت تسلیم بر روی عیان باید نمود	سجده کن از طرف بقا صد گریه بگذار خط
عرض مشتاقان ز بس نشینده میماند از د	هر طرف افتاده اندر کوچه و بازار خط
با وجود دور و مضمونش ز خاطر رفته است	پاره شد شاید بدست آن بیت عیار خط
خامه از سنبل کنم و ز دیده آهود و آ	میفرستم باز با آن طره طر از خط

میدهم رونق بقاصد باز خط بندگی

سالم آرد گریه دستش سوی من این بار خط

رویف خط

بزم بی تو ز صبای خوشگوار چه خط	اگر فرود بود دل ز فوببار چه خط
اگر تو بهر متاشا سیر نمی آئی	بجائفتی دلهای سیرا چه خط
کجا وصل میرشد چنینس راحت	شب فراق تو بر دم در انتظار چه خط

تو اول از همه جام شراب را در کش	بزم باد و چو ساقی ست هوشیار چه حظ
شکفته شود می از ناز با من شیدا	برد ز دیدن گل این دل نگار چه حظ
کیکه نخت بگر ریخت قد را آن داند	بمنان شود از لعیل آبدار چه حظ

تورفتی از چمن در رونقی بختبان نیت
چو بت رخت سفر گل ز سیر خار چه حظ

چه ممکن است شود گل بوستان محفوظ	ندیده ایم ولی زیر آسمان محفوظ
هوای بال و پرافتاشیدن بکام شید	که بود بلبل بیدل در آشیان محفوظ
بجمل تو گرم ره نشد مالی نیت	زد و برینم و باشم بر آستان محفوظ
زدیدن رخس آینه را که در تئات	شود ز سیر چمن گرچه باغبان محفوظ
شکفته تر شده رویت بدست مشاطه	که ابل فضل شود وقت امتحان محفوظ
میان نامه عشاق پاره مکتوبم	نمود می دل مگشته زیر نشان محفوظ
ولای شیر و شیرگر بدل داری	ز حادثات نشینی بدو جهان محفوظ
خراستلای شکم عیش منعمان نبود	باب دانه شود طبع این خزان محفوظ

پیر حالت رونق بجز آن گل و
چه عندلیب شود موسم خزان محفوظ

روغن عین

<p>بال و پرسوز که تار و شکنجها را شمع شدگر از پنبه داغ و دل من تار شمع خوش بهاری در نظر دارد گل بخار شمع مانع پروانه که گردن گردیوار شمع سطری از حال دل زارم بود طومار شمع داغ دل گرد و عیان از دیدن بخار شمع از پر پروانه باشد گر می باز از شمع بارها که دم نظر بر مطیع انوار شمع</p>	<p>در سر پروانه گرفتار هوس دیدار شمع انجن اینست تاب گریه های زار شمع با دامن از دم سر و دل پروانه ها شوق کامل را نباشد هیچ حایل در میان در شب هجرت گلویم با جرای در دریا از جبین راسان احوال باطن روشن است نیست قدری خوبرویان را بغیر از عاشقان کلمه سر بسته است از مخزن اسرار دل</p>
--	---

شعر من از عیب چنان کردیدار و وقتی

هر دم افزون است از گلگیر دایم کار شمع

<p>دارم سری چو کاینه طنبور در سماع باشم من از صدای لب زور در سماع آید چو با هزار زبان طور در سماع ناممکن است راحت رنجور در سماع</p>	<p>مطرب شد از تو این دل پر شور در سماع و اعط بخلد هم کنم ترک صوت خوش صبر کلیم چون نشود مطلق العنان از نغمه نیست زاید افروده را نشاط</p>
---	---

<p>باید ردیف کاسه طنبور جام وصفت رستم چگونه نمایم که زهره را</p>	<p>در گوش نینب کرده چون مخمور در سماخ آورد صوت و گشت از دور در سماخ</p>
<p>رونی ز شوق زمره دیگر بمن پرس خواهم که جا کنم طرب گو در سماخ</p>	
<p>ردیف غین</p>	
<p>تا کی شود بجز دل از انتظار داغ گر دید شهره آنقدر از فیض سوختن چون شاخ لاله که زینا نال شد نه زش است زینت عشاق تیر نخت تا رنگ جلوه یافت ز رخسار نیکو وحش نگاه کیست بدل آشنای اگرچه تا نگاه بر آئینه رخس جز سوختن نمرند و اتحاد را</p>	<p>داریم سینه گرو صد هزار داغ در یوزه میکند ز دم لاله زار داغ از فیض گریه آمده مار با کار داغ چون خال لبران شده مار انکار داغ همچو مسی لعل تابان شد بهار داغ چون دیده غزال شود بقرار داغ روشن شد چو کبریا بهار داغ دارد نهال عاشقی مابین بار داغ</p>
<p>رونی بشمع نیست سرو کار من دگر گر دیده از نظاره او تابدار داغ</p>	

نخون دل رنجیم از حسرت مینا در باغ	نیست اصلا بنظر جلوه گل با در باغ
لب هر برگ گلی گشته مسیحا در باغ	باغبان مرده دلازا کند احیا در باغ
من بیاد رخ گل رنگ تو کشیدم در باغ	عند لیباں سوی گل محو تماشا در باغ
مروای آفت جان پر تماشا در باغ	چشم زخم گل خود روی اثر ما دارد
شاخ گل میدهدم ساغر صبا در باغ	کرده هوشی دل سیر چمن افزون تر
ایریناں بختی گریه عجب در باغ	هست کافی بچمن ریش این دیده تر
چشم بنور بود ز کس شهاد در باغ	گر نیاید بچمن نیست فروغی گل را
عند لیباں پس ازین من ننهم پا در باغ	سیر گلزار سخن طرفه نصارت داد

گل چو ماتم زدگان گریه سرشار می داشت
دوش فتم چو رونق تماشا در باغ

ردیف فار

میرسد سنگ طامت بر سرش از هر طرف	گر بچشم مست او گردد دمی ساغر طرف
سینه بشکافد چو گرد و درشته باکو هر طرف	از لایم طیتتاں ایمن باش امی طرف
گر بشویر ناله می شود محشر طرف	غیر خاموشی نه بیند صرفه دیگر بر خوش
چون شود منغم زمستی بادل ابر طرف	روی جمعیت نه بیند دیگر اندر خوابم

آدمی را کی رمائی میشود از شجعت	مهره کی آید برون گرد و چو باشد در طر
یافت رنگ و تغیر حیف چون بگ خزل	شد مگر با انگ خوینم می حسر طر
بی نیازی عالمی دارد تماشا گرفت	هر گدای میشود اینجا با سکن در طر
حاجت مجنون شمع نیست در شبهای نا	دیدۀ آه بوی گشته با اختر طر

فیت جز آینه رونق عارض گلنگ
سادگی خاصیتی دارد تکلف بر طر

قائل از رنگ خدا دار و گل احمر کف	میسرم من هم دل صد پاره در محشر کف
و امن دشت از پریدنهای نغم زر کف	خار پای من بود از آبله گوهر کف
موج می گرد و نمایان از صفای عارض	تا نگار آتش خیم بود و ساغر کف
تا شد آن سرشار با آئینه گرم اختلاط	گشت از عکس خشن همچون فلک اختر کف
تشنه کی مانم بر دژ حشر چون باشد مرا	ساغر صبار مهر ستاقی کوثر کف
پرده های چشم ز گس فرش پا انداز است	شاخ گل پیش خم زلفش بود و مجمر کف
آفتاب از رهنمایی سحر طالع شود	از تیر دل دار محکم و امن رهبر کف

میکنی از کشتن رونق تهنوز انکار
دارم از دامان رنگین تو من محضر کف

رویف قاف

<p>بعد ازین دست من و چاک گریبان فراق دوستان دارم فراهم طرفه سامان فراق می نهم برگردن مشاطه تاوان فراق ز آنکه باشد اجل یک موج عیان فراق کشتی دل را بدست آور بطه فان فراق همچکس یارب مباد از دهر حیران فراق هر که را در باغ دیدم گشته نالان فراق اگر رود در گوش حرم این شور و افغان فراق</p>	<p>کی باسانی دهم از دست دامان فراق دل پریشان چشم پر خون سینه دل منتگان دید در آینه روی خویش و رفت از پیش من غوغا گردا باین دریاچه دست و پا زن جوش آب دیده گرتاراج عالم میکند گر فلک نشتر زند در چشم چندان در نیست لاله پر خون گل جگر چاک پریشان سنبل است تاقیاست روی مجوری نه بیند فاشته</p>
--	--

رونی امید و صاشن تا کجا دارم بل
نیست چو جری فلک همیات پایان فراق

<p>می نشیند سر کجیب خویش تن خاموش خلق از هجوم رعد دار و پیله را در گوش خلق میگزیزد از درخش برق دوشادوش خلق از نگاه ساقی مابسه شد مینوش خلق</p>	<p>بسکه می بیند ز باران بباری جوش خلق بچو می از ابر نیسان میشود دهنوش خلق از پی کاری اگر بیرون رود از خانه ها با وجود این ترشح در چمن مست اوقاد</p>
--	---

اینقدر بارانِ حمت ز آسمانِ یزش نمود	چون غریقی بجرمی کیسر بود بیوش خلق
خانهای مردمان در سجده شکر افتاد	برزین سجاده را کی می نندازد و من خلق

خامه و کاغذ شود از وصف باران غرق است
اضطراب طرّف میداشت رونق و خلق

رویف کاف

طبع شاداب نمی گردد خشک	جامِ متاب نمی گردد خشک
آبِ حیوان سخن را دیدم	حرفِ سیراب نمی گردد خشک
چشمِ تر گاه نمادنی آب	عینِ سیاب نمی گردد خشک
قطره گر چکد از عارض او	بادۀ ناب نمی گردد خشک
آبیاری کند از دیده زار	هیچ سیلاب نمی گردد خشک
گر دیش چشم تو بیند گراشک	مثل گرداب نمی گردد خشک

چه بلاست سرشت رونق
دایم این آب نمی گردد خشک

ما و اگر پیده اند ز بس گلر خاں بجاک	پوشیده است چشم تر عاشقان بجاک
ساقی مرزجرعه می رایگان بجاک	طوفان شود ز خون دل میکشان بجاک

<p>از اشک خود گناشته صد و امان خاک همواره دار فرقی تو چون آستان خاک دارم همیشه دیده خود آستان خاک منزل نموده اند ز بس دوستان خاک هر نقش پا شود جگر خو پچکان خاک پامال شد سکنه صا جقران خاک</p>	<p>مجنون زیوفانی ملیله بدر حجب خواهی که بوسه کف پایش بهم رسد پاس فتاده لازم حال تو اگر است خواهم که خویش را به تیر خاک افکنم مست قافلی ز مرارم گذر کند پیسوده دل مبند بنیای بی ثبات</p>
---	--

از مهر و ماه پیبه گوشش آنگذ فلک
 رونق کند بدرد که شور و فغان خاک

<p>تا بگویش میر و آخر مرا سیلاب اشک لاله زاری گل کند در کوی او آستان اشک مفت از کف رخیم این گوهر نیاب اشک بدون جان سخت دشوار است از عقاب اشک سینه ام آینه گردیده ست از سیلاب اشک شد زیم خاکستری از گرمی خیزاب اشک اگر سلیمان اشتهی یک گوهر سیراب اشک</p>	<p>بی سبب هرگز دمان بخاک هیچ قباب اشک بیکه ریز و از دل پر داغ من سیلاب اشک عقده مروارید جای یافت اندر گردنباش وقت رقت آشنای عطف گشتن سود نیست صافی مشرب بهاری مید حسن ترا آتش دل را اثر ماهست اندک غور کن تا بد و جشتر کی بر باد و رفتی تخت او</p>
--	--

شد کوی او وطن را از فیض چشم زار
بایست بسودا یم از گرد آب اشک

طرفه اعجازت رونق دیده خونبار را
ظلمت شب را منور میکند متاب اشک

<p>رسد بهر دم شکاران ببار آتشناک سپرده اند دل اغدا را آتشناک تو گرم خوی بهنگر ببار آتشناک که بسته اند دل بقرار آتشناک ترا ز بصیرت رخ شرمسار آتشناک بدیده شمع بود مثل خای آتشناک اگر خوام کنی بر مزار آتشناک نمیده ایم دگر آبشار آتشناک به هیچ نخل ندیدیم بار آتشناک که دوش بود در آغوش بار آتشناک</p>	<p>ز دور در نظر آید غبار آتشناک دریں چمن نبود لاله زار آتشناک بجای شبنم گل سرود مری آرد بار بروی شعله جواله دیده دانستم اگر بر آئینه دل نه کرده نظری شب فراق تو سبب عیش آزار است ز سیل دیده بسوز جگر زخم آبی بغیر سیل سرشکی که دارد آتش آه بجز قره که مژده از نخت دل باشد زگر مجوشی آن سینه و جگر می سوخت</p>
---	---

بوصف نظم نور و نقیستین و نه شعر
کلام پُر اثر آبدار آتشناک

ردیف کاف فارسی

<p> همچون شرر گرفته در آغوش تنگ سنگ مایه اگر ز پر تو خورشید رنگ سنگ دل چاک میشد ز جای خدنگ سنگ مجنونش ست بر سر دیوانه دنگ سنگ آینه شد بدست بخار رنگ سنگ کاری نمی کند چو زنی بر پنگ سنگ دارد ز سختی دلت ای شوخ تنگ سنگ شد لقمه درشت بکام ننگ سنگ </p>	<p> آمد بقصد عسیر بدیده دیگر چنگ سنگ عاشق ز خون دیده چمن کرد خاک را یعنی همیشه ریخ ز پروردگار خیش در حیرت ست ظالم از اندوه ناتوان از تاب حریفان شود هر سیه درو سختی کشاں هر اسیر گیرند از جفا از نرمی طبیعت ماموم آب شد حرص است آنکه رهبرین احت بود خلق </p>
---	---

رونق ز سنگ این او شد مگر تنی
 آید ز شوخ بر من شیدا درنگ سنگ

<p> رخسار یار دار و عجب پایدار رنگ زین پیشتر نداشت به عالم وقار رنگ در باغ و هر گرچه بود بی شمار رنگ اکنون نظر فریب بود صد هزار رنگ </p>	<p> رنگ بقا نداشت بلوغ و بهار رنگ رنگ خنای دوست که شد ماه شرف رنگ لب تو و کفش مردم قاده است رنگی ز حسن شاید برنگ جلوه کرد </p>
---	---

رنگ نشاط ریخته آمد نگار من رنگ سرشک گریه محیط جهان شد	دارم بدست خود برای تبار رنگ کی یافتی بروی زمین هستبار رنگ
رنگ تو رونق است پرواز هر قدر آید ز باد به بر رخ آن گلزار رنگ	
اردیف لام	
کی رسد در خوشنمایان بخار گل بسکه میوزد ز رشک دیده خونبار گل نور چشم عندلیبان است در گلزار گل میتورفتم سوی گلشن از پی تسکین دل برگ این گلشن به پشت پرده پوش خفته شد باغبان در بلبلاں لاف محبت میزند عندلیبان را بمرگ گل نشاند در چمن	بار خشن نسبت ندارد دیده ام بیار گل شعله می آید بچشم ماورین گلزار گل باغبان بصیر فیه می آری تو در بازار گل در نظر آمد مرا هیسات مثل خار گل شاخ از دوش افکند از شرم همچون بار گل لیکن از دم سردی او میماید خار گل باغبان آرد اگر در پیش آن دلدار گل
عالمی در سیر گلشن بخودست و سینه چاک بس بود رونق مرا آن چهره گلزار گل	
رفتی تو در هجرت مرا آمد چه سامان بفل هر ناله گلشن در بر و هراشک نینان در بفل	

بخت بکلاه انگ و نماد نشان ز رخاک کی مقال میشود با دیده باس زار گل

دارم دل خوش شسته ز آرزوی بان و بخل	چون ابرو دار و چشم من یک شعله پنهان و بخل
اندیشه میدارم که آیسش ز سوز دل رسد	گیرد اگر از روی مهرم گاه جانان و بخل
ریزم سرشکی هر کجا باغی نماید دل کشا	گر دیده ام از یاد روی او گلستان و بخل
در باغ دنیا گفتمی آنرا گل بیخا حریف	وصل بتان را اگر نبودی در دیوان و بخل
می آید آن آشوب جان از بهر قیل و شاقلا	در دست تیغ خونفشان گرفته دامان و بخل
هر چند دار و بوا بهوس تقلید افغان چون حسن	باشد برنگ خار و خوش خاکیش پنهان و بخل
بر دل خور و صد نیشتر آتش زنداند جگر	کی میرسد آن فتنه گر بهیات آسان و بخل

روقی بین آن ما هر دو دیگر نماید جنگ

از هر نگاهی چشم او شمشیر عیان و بخل

عبث افتاد مرا فکر هوا دار و بخل	جگر مقطره اشکی شده از زاری دل
نم اشکی نه پسندید بخود یاری دل	آفرین باد برین وضع سبکباری دل
خوبتر آنکه دل بوالهوسان گذاری	در گفت جای خانیست ز بسیار و بخل
صبر و هوش و خود و عیش بتا راجم دادم	چه ستم تا نکشیدم ز جفاکاری دل
شده خاکستر آئینه و وصلش دریافت	از گمان بود و فزون این چه پرکاری دل
بر سر حرف میارید من شیدارا	دوستان بسته ام احرام پرستاری دل

انگ الماس تراشید بمباری دل	بانی دهر چو تعمیر فلک را میگرد
رونی بمیر و پارا خبری نیست از آن جای حم ست عزیزان بگرفتاری دل	
وز کاکل تو شیشه شب قدر در نعل دار و نهرا را آئینه را صدر در نعل تا شد ز گرد راه کسی صدر در نعل عامه تراست همه قدر در نعل	از کس تست ساغری بدر در نعل ضبط نفس بجاست کز اشعار ابدار بر تخت خسروی نشود باز چشم من زاهد طافیش که چون گنبد فلک
رونی ز فیض صدق و صفایم بشق یا چون گوهرت اشک مرا قدر در نعل	
پرمی زخون دیده نمودم سبوی گل گردید محو چشم من از بس بروی گل بالیده شد ز دایه اشکم نموی گل	در باغ از فراق تو چندان گریستم مدهنگاه من چو خیابان معطر است از یاده عارضش چو گلشن گریستم
رونی خایه آن می لعل است در سرم خوردم بیخ گرچه شراب از سبوی گل	
تأدتی براه گنجدیم دام دل	وحشی غزال شوخ نشد رام ماهنوز

رویف میم

صیاد و دوش گفت که آزاد می کنم ناخن بدل چو تیشه فرما می شود از گوشه نگاه توان کرد کار ما یا رب بکوی یار رساند مگر نسیم بهیات نارسانی بخت است هفتش کس نیست تا بوخت مجنون شود اینس	سر را پای او زده فریاد می کنیم شیرینی لب تو چو مایا می کنیم سر در کف انتظار تو جلا می کنیم مشت عبا بر خویش که بر باد می کنیم عمریت ناله در ره صیاد می کنیم ویرانه عدم ز خود آباد می کنیم
--	---

روقی هوای بوسه یار است موج زنا
دل را بیا و لعل لبش شاد می کنیم

نگارم شمع محفل بود شب جایکه من بودم خوشاییداری نخی که یابد یار پریش نشاطی داشتم در بزمستان عشق انمی بخت و هم هستیم در جلوه گاه و الکند از جانان جذبه پنهانی دارد انگردد حسن جانان جلوه گر در عرصه کجا	سرپا رقص سبل بود شب جایکه من بودم بکف دامن قاتل بود شب جایکه من بودم سرود از حلق سبل بود شب جایکه من بودم دو عالم فردا بل بود شب جایکه من بودم مرا زلفش حایل بود شب جایکه من بودم تا شاگاه او دل بود شب جایکه من بودم
--	--

ز بخت آب میشد آرزو اندر دم رونق
سخن بسیار مشکل بود شب جانیکه من دم

<p>ز فکر نیستی و هر دار و چشم تر شبنم خیال راحت و آسایشی واری اگر شبنم چو وصل یا رخواهی گریه مستانه سر کن بہنجشی من شب تا سحر از در و گریاں بود اگر در مسکن صلی خود پای قناعت داشت چو رخواهی سرت دارد دلی ز ابد میان کن مرو آتش مزاج من بسیر گلستان هرگز قدم فمیده باید زد و درین گداب حیرانی بشمار گریه کن اگر عفو جرم خویش خواست</p>	<p>ہم تن قطره اشکیست مانند گهر شبنم ز بچ ہستی ہو ہو منہ خود در گذر شبنم کہ باخو رشید پیوند و نظر کنی بر شبنم چو روی مہر را دیدم نیامد در نظر شبنم بایں بی اعتبار یہا نگشتی در بدر شبنم کہ می یابد ز تاثیرش بحیث کل مقرر شبنم چمن مجر شود گل شعلہ میگردد و شرر شبنم کہ در دریای قنوت بہت صفا فانی شبنم کہ کار رحمت ایزد نماید در نظر شبنم</p>
--	--

کسی واقف نشد از گریه مستانه رونق
ز جوش در و دل میرخت اشکی تا سحر شبنم

اصل بیاض میں اس کے بعد یہ شعر لکھ رکھا تھا دیا گیا ہے۔
بجز غلطی شدن در فوج شہرت کی ہو گئی ہے کہ از اقا دیگہا میٹو داید لہر شبنم

<p>ز دربانان آن درگاه صدمت بجانم عروج نشه وصلش تماشا کردنی دارد نگاهی نیست هرگز سوی حال خسته ام در خصوصیت گر باشد مراد بر زخم چشما</p>	<p>اجازت گرد و هدم تا که سیرستان دارم که از دیدار او چون شیشه می سرکان دارم نماید خنده سرشار چون پیش فغان دارم تغافل هر قدر افزون کند خاطر نشان دارم</p>
<p>حریفم معنی کیست رونق جو تو در دور کزین بحر غزل در شطرح امتحان دارم</p>	
<p>ترا سرتا پیا چون خوب دیدم بدینی همچو من کمال بالفت سراپا خوبی و داری عتابی چو محفون سوز عشقی در کنیت هنر اغیر ذلت نیست قدری رقبسم دی و دچار گداز شد</p>	<p>سراپا صورت م غوب دیدم شب باگریه یعقوب دیدم همین وضع ترا معیوب دیدم بچشم خویش بس مجذوب دیدم بطبع دهر این اسلوب دیدم چو منعم خواست بن منضوب دیدم</p>
<p>شدم رونق بعشق یار کامل که ریخ و محنت ایوب دیدم</p>	
<p>عجب سوزی ز جوش ناله دارم</p>	<p>مراد دل نیست یک تنه دارم</p>

<p>ز داغ دل بحبار لاله دارم تپش چون شعله جواله دارم سرسک سرده چون ژاله دارم برای زیور او مالہ دارم محبت از می دو سالہ دارم</p>	<p>ندارم رغبت سیر گلستان بیاد آتش روی ببرد م بدور سرد مهر بیای گردون ز سبک گوهر اشک روانی برنگ ز گس مخمور مستش</p>
<p>ز در و آه خود رونق نظر کن رخ اورا در بین مالہ دارم</p>	
<p>ز داغهای جگر لاله زار گریه کنم اگر بجز آتش آن نیسو ار گریه کنم بسان شیشه آتش شرار گریه کنم برنگ شیشه خالی خار گریه کنم بجای قطره خونین چنار گریه کنم ز چشمه های دو چشم آبنار گریه کنم</p>	<p>بگلشنی که چو طایوس زار گریه کنم گره شود چو تابش اشک در مژده ام بمعشقه ریش ز بسکه لب ریزم ز شوق ز گس مخمور ساقی کلفام عجب مادر گرازیاد آن کف رنگین بیاد چادر ز تار آن گلستان رو</p>
<p>چو شیشه از پی آن روی سادہ میگیرم</p>	<p>نه بر دور می و جام بادہ میگیرم</p>

نہ بچو ابرکبہ استاد نہ میگرم بشوق دیدن آں ماہ رو چو آئینہ بدر و بجز تو چون سیل آنچنان زارم بجوم مردم این شہوار دم دل تنگ بدر و جاں کنی خود نہ آن قدر زالم	بساں چشمہ بجاک او فادہ میگرم سری زانوی حسرت نہادہ میگرم کہ سہ بدامن صحرا خفا دہ میگرم اکبہ و دشت روم دگشا دہ میگرم شکت شیشہ سے راز یادہ میگرم
---	---

بشق سادہ رخی بکلا شدم رونق

نہ بہر مسند زرین و سادہ میگرم

یار دلدار قدیہ دارم چشم مخمور تو برد آرام بچہ صورت نکشم نالہ زار آن گل روی من ز اہ چاند سنگ آئینہ شود از خویش زلف دل بستہ بہر مو گوید	طرفہ عیار قدیہ دارم کتبہ بیمار قدیہ دارم کہ دل آزار قدیہ دارم کہ ازان عار قدیہ دارم من جبار قدیہ دارم کاین گرفتار قدیہ دارم
--	--

کاکل اور گجاں شد رونق

طرفہ زنا رقصی دارم

زلف گوید کہ نگاری دارم	شانہ لافد شب تاری دارم
چہرہ دم زد کہ باری دارم	کاکل آشفٹ کہ تاری دارم
بی دماغانہ چور ہنس گیرم	گویدم دور کہ کاری دارم
بار بارم بدل آید ہو سے	خلوتش خالی و باری دارم
عکس آن سنبل و زکس چو فتہ	گوید آئینہ باری دارم
خار خارم زندا یں فوک مرہ	بسکہ در دل تو خاری دارم

رونی تازہ بدل عشقم داد
ہوس تازہ نگاری دارم*

ز چاک سینہ صبح بہار خندہ زخم	ز نہر ہر مرہ بر جو سیا خندہ زخم
باین حیات شک یاکرم جو کاست	ز ہستی حدش بر شرار خندہ زخم
سیاہ نیم و از تیرگی طالع خوش	بظلمت شب و گیسوی ریخندہ زخم
بریش واعظ گمرہ ز چاک پیرہن	بسان فرہ زہر تار تار خندہ زخم

سلسلہ یہ تمیوز غریب تذکرہ صبح وطن سے نقل کی گئی ہیں اصل نسخہ میں مروج
نہیں تیس ۱۲

<p>رسیدی گرد آغوش آن یارب چه میکردم*</p> <p>چو هر سجدۀ خاک شفا باشد بر سر کردم</p> <p>بجای گریه بار خنده می آرد بخ زردم</p> <p>بیاد آن قد و بالاد و بالامی شود دردم</p>	<p>نبوی وصلش ای قاصد چو از خود میرود هم</p> <p>غیر از خاکساری از عدم نبوده آوردم</p> <p>چو شاخ زعفران از گل طالع حیرتی دارم</p> <p>ز راه بخودی گرسومی سرو تن گداز افتد</p>
---	--

<p>حرفی اگر رشکوه دلدار سر کنم</p> <p>آن بلبلیم که گریه کن ناله سر کنم</p>	<p>از بی ثباتی دل مضطرب سر کنم</p> <p>گلشن تمام غرقه بخون جگر کنم</p>
--	---

رونیق بدل قفا چه آتش که دمدم

از اشکباری مژده کار شرر کنم

<p>چون سوی ابروش نظر کردم</p> <p>رو نمایش را از قطره اشک</p>	<p>سینه خویش را سپر کردم</p> <p>جیب و دامن پر از گهر کردم</p>
--	---

ردیف نون

یہہ اور اس کے بعد غزل تذکرہ معدن الجواہر و اصف سے نقل کی گئی ہے ۱۲

یہہ شعر گلزار اعظم میں ملا ۱۳

چشمه آب بقا دار و زنجرت بر حین
از سجود آستانش بکشد افرو حین
از سجود و خاک رها شود بر ترحیم
تا شد از فواره مرکان من احر حین
جان دل مثل سراپای تنم کیم حین

سوده ام تا بر زاب ساقی کوثر حین
میکند بذل ضیای و نور بر خورشید و
خام شدن از غم باشد مایه تحصیل اوج
شد گل خورشید غرق بحر زجالت اشق
اینقدر محو و کسب یارب که شد

شای ملک سخن آگاه رار و نوق دهد
می نهد بر در گره او هر سخن پرور حین

از رگ جوهر سراپا سیل خون آید برون
جامهای لاله از زجالت نگو آید برون
مصحف نخت دل از برنگون آید برون
از سر عشرت صدای ارغنون آید برون
مثل چشم آهوا ز رگس جنون آید برون
در رهبت از نقش پا صد پهنون آید برون

عکس او از خانه آینه چون آید برون
اگر کنم وصف یهستی چشمش در حین
در امید جلوه ریش ز سیل گریه ام
میکند رقص خیال او بدل گر ناله ام
اگر باین سستی نگاهی سوی گلزار انگنی
اگر سری داری بک خاکسردی بالیقین

بکده فنی بر می از آگاه ر و نوق در سخن
هر کسی از عهد نظم تو چون آید برون

پُر از گوهر شد از فیض غم دل امین گان
 نیندازی ز پافت و گداز از نظر هرگز
 و دهر بسیار را پانزمرستان صدمه آفت
 تماشا کردنی دار و حریفان این سن بازی
 زمانی چشم بنداز ویدن دنیا متاشا کن

ز چشم خوفش گم گشته رنگین گلشن مرگان
 ندوزد غیر تار اشک کس پیر این مرگان
 کند با خاک یکسان اشک لغزیدن مرگان
 که اشکم ترکازی میکند برگردن مرگان
 سیه پوشست عالم از برای شیون مرگان

چه پرسی رونق از ناپائداریهای امکان
 که گردوز و در بهم از بهم پیوستن مرگان

ناکی بفسر دور و دما و اگر گریستن
 شود عبا ریسنه به تنها گریستن
 ربعلی چو گوهر است مرا با گریستن
 بر حال خویش گریه غنیمت توان شمرد
 گر گریه و داغ دل بردار زیننه حزن
 نظاره محو عارض گلگون یار شد
 از چشم یار سرمه برون بخت وقت خوا
 ناکی ز چشم یاوری گریه میرسد

لازم بود به دیده شیدا گریستن
 طالع و سحر از رفته بصر اگر گریستن
 هستی من چو اشک بود تا گریستن
 تا چند غنایب بگل با گریستن
 خواهم ز غمزه اش به تنها گریستن
 جایز بود به زکس شیدا گریستن
 حالی زفت در دل بشها گریستن
 همچون سحاب از بهمه اعضا گریستن

از ساز و مدح و ستودن

آهیم نمود و واضح و رسوا گریستن
دارد محبت بدل ما گریستن

تا چند را ز عشق نهان در دلم بود
ز گریه بار منت و احسان گرفته ایم

رونی بچشم در دلم را گرفته است
یا ناواک نگاهت یا گریستن

شد مر دمک دیده آهویه بیابان
آید بنظر سبیل گیسو به بیابان
یکسو شده از شمس زدم رویه بیابان
از درد دل زار کشم هو به بیابان
جان میداد ز خنجر ابرو به بیابان
گر دید روان از اثرش جو به بیابان
این پیش کشان ناله کند او به بیابان
دل میکشدم الفت این بو به بیابان

چون یافت وطن این دل بدخوبه بیابان
زنهار نه بسنی کل شتوبه بیابان
ویرانه نشین رانه قد کار به عالم
کوفتن شود خاک اگر در غم بهجان
تا دیده اغیار نه ببیند رخ عاشق
از گریه زارم خبری نیست کسی را
با گریه عاشق چه کند گریه زاهد
گل کرد بجزه اثر گریه محزون

رونی چو سخن بر کشد از جودت صبا
یا هو هوا سوز و آهویه بیابان

رویف با سوز

<p> چکد جای سرشک از چشم من آئینه آئینه شدی آئینه مہتاب زنگ آلود پرست میرسل ز صفوت لہای بار بخت ما مگر آراست روی شاد فیض اجابت را نذار میل سوی طلسم ز رفت روئید سپاہی زادہ غارتگر صبرست کز حیرت </p>	<p> بجائی ل بود شاید مرا در سینه آئینه بکف چون داشتی جانان من و شینہ آئینہ بود در خرقة در ویش جای پنیہ آئینہ نماید نگ دلہا را شب آدینہ آئینہ پنوشہ خلعتی خرخرقة پشینہ آئینہ براندامش شود ہیہات چار آئینہ آئینہ </p>
--	--

زر عنائی پدید گر اینقدر زنگ تبار و قی

شود از زردی رخسار با گنجینہ آئینہ

<p> دارم بدل ز ہجر شش فصل بہار عقدہ مژگان یار افکنہ در جان زار عقدہ از بستگی کارم جانے رسد بہر دم حرفی اگر گویم کہ لایق عقاب است خرسندی است ما را در نار وانی کا از تیغ ابدارش امید و اشدی بود وقت شہادت خویش منصور را حتی آ </p>	<p> واماندہ ہفتایم یکدل ہزار عقدہ ہی ہی چہاں کشایم از نوک خار عقدہ سرمایہ حیاتم شد چون شرار عقدہ جانان ز کشتہ خویش در دل میا عقدہ دیوانہ را چو گوہر باشد بکار عقدہ یکان تیرش افکنہ آخبر بکار عقدہ حل میشود ز کار ت بگرہ دار عقدہ </p>
---	---

بر کس بقدر حالش از دوست نشا و کلام
آمد فقط بکارم زان گل عذار عقدہ

چون لف حلقہ واری بر عارضی وطن کرد

رونق بکار خود ز دینی خستیا ر عقدہ

از لب رنگین او شد در دلم تجالہ
ریخت آتش در دل من شعلہ جوالہ
رومی او دیدم تنم چون حلقہ شد از پیچ و تاب
گفتگوی واعظ بیہودہ مشنوزینہا
میتوان کردن علاجم را ز برگ لالہ
در سراپایم برگ برق باشد نالہ
از پے ماہ رخس پیدامنووم مالہ
عالی رامی فریب از صداگو سالہ
تا بدست آورد از تار سرشکم مالہ

حاجت بنا و ساغریت رونق زینہا

از نگاہش میکشم ہر دم می دو سالہ

رویف یار

دار و ہوا ی بادہ کشی یار اندکے
سرست ناز میروی از خاک کشکے
پر خون گنبد جام دل زار اندکے
وامان خویش را تو نگہ دار اندکے

✽ اس شعر کے بعد اک اور شعر لکھ کر کاٹ دیا گیا ہے وہ یہ ہے۔

فیض عریانی کی گنج بخش گنگو از شب روزست بر اندام روشن

<p>شوخی کن نسیم بزلّف نگار من پارا نگا دار بیا نسیم ای اصل هر جاست بی نقاب رخ شاد ازل از غرشت بعالم میخانه ما شود</p>	<p>همیده نه قدم شب تارا ندک دارم بخاطر زمره اش خار ندک از چشم دل حجاب تو بردار اندک پست و بلند راه تو هموار اندک</p>
---	--

رونق ز عرض حال شود یار بیدار
بیرند پیش او لب اظهار اندک

<p>بخاک تیره یکساں شد ز آهست گلشن قمری مباد از آتش آه تو سوز و گلشن قمری اگر سرو ترا باشد خار سرگرافی ما اگر از بد و فطرت با قبح نوشی سر داری اثر خالی زلفت از گریه و افتاد سروت ز جوش آتش دل با سمندر میثوی هنرنگ ره عشقت در هر گام جان تازه میخواست به فن عشق بازی راز دل با کس نباید گفت</p>	<p>گر فتنی خونبهای بلبلان گردن ای قمری بصحرای قه خاطر خواه سر کن شیون قمری برنگ شیشه می آری تو در پیراهن قمری چرا ساغر نمایان شد ترا بر گردن قمری ز بهر آب در پا حلقه های آه ای قمری اگر هم طرح در فریاد گردی با من ای قمری نمی باید شد از خنجر کشیدن این ای قمری دریسه میشود از سایه پیدار هنر ای قمری</p>
---	---

بسر و آتش خوی فتاده کار رونق را

که مثل سرو تو صد را کشد در و امن نغمی

مستانه خرامی چو بصر چمن آئی	پیمانه شکن گریه بر انجمن آئی
کی دست دهد اینک در آغوش من آئی	جاں در تنم آید اگر ای سیم تن آئی
کو حوصله و طاقت گفتار و دماغ	گر بر سر لطف و کرم ای دل شکن آئی
زنگ برنج شیرین تو پر و از نمایم	فرما چو در خشر بنشین کفن آئی
صد قافله مشک بگرد تو در آید	آه بر بد گر خط و ختن آئی
صد دیده ز گس بقدرم تو سفید است	در باغ زمانی برنج یاسمن آئی

رونی بفرافت همه شب دیده نه بند

ای کاش بخوابش برنج پرفتن آئی

تا تو زلف دلکش خود را ز رافشان کردی	در شب تاری می عجب روشن چراغان کردی
مثل آمینه تخیل را چه از زان کرده	با کمال ساوگی یک شهر حیران کردی
والهانت را بجان دادن شده و تمام	تا بجاف خون عاشق زیب ماں کردی
پرده از رخ چون کشاد قمری رت حق جلوه داد	استکار از نقابت را ز پنهان کرده
عشق چون کامل شود خالی نگردد از اثر	عذیب زار گل را چشم گریان کردی
هر سحر روشن کنی در دم چراغ آفتاب	آه آتش بار شمع و لغو زان کرده

بهرشخون دل عاشق چه سماں کرده
شهره در زشتی چرانا نام نکو یاں کرده

زنگ بستی از مسی پان لب خود را بنابر
هر که بیند رونقت از عشق باز آید دلش

شعر را قدری نباشد اندرین عصر نکول
خویش را رونق بنادانی غمخوار کرده

ید بیضا رنجلت میگذارد پیش رود
چهار آسار برون از تربیت من آرزو د
که دستی غرق صبا بود در آب و صندل
چو شانه چاکهای سینه ام شد مومو د
که در خون دل خود میبرد بر جان فرو د
در مشکس کاکل یارم پیارید ز بخیر
اگر امشب بچشم جلوه سپید گشت تصویر
بقراک سبز لفت طپیدن است خجسته
که از زلف رسامی یار در دل خورد و هم

بکف ساغر چو انداز دست من بسود
بیا دتیغ خوزیرش بر آرد هر دم
بطاق ز گس متش غازی چون تو آید
کپی گلچینی باغ جمال عنبرین موه
صفای دست رنگینش مگر شرمند میداد
شدم مجنون عشقش عاقلان سازید بیک
برنگ آئینه بر زحیرت شد سزایام
دل بر آتش غیرت چو مرغ نیم بریان شد
خدر کن آسمان از ناوک آه جگر سوزم

که صرف خاک گردیدست اینجا خانه باد

ز پرواز غبار کوچه جانان نقیسم شد

بودار رنگ و چین از نقش شکم داغها در دل
نیم چشم بفرش خاک شد مانی و پندار

چوپر و پرن کند کوہ فلک رایتش آہم
دل دیوانہ ام رونق عجب کردند فرہاد

دل بگوئے یار تنہا میروی
طافتم طاق ست امروز از فرافق
بعد ازیں شاید بصرہ امیروی
بیخودی از نشہ بردوش غیر
دی شنیدستم کہ فردا میروی
گرم جوشیہا بی دل داری یا
خانہ ات ویراں چہ رسوائی
یوفا از پہلو ما میروی

تا نظر افکندہ ام سومی کے
جان کند آسودہ آہ نیم شب
خوش نمی آید مرا روی کے
زین سیم آید مرا بوی کے

اینقدر رونق چہ از نری سرشک
الحذر از گرمی خوسے کے

ضمیمہ غزلیات کہ بعد نسخہ اس اوراق دستیاب شد

یہ اور اسکے بعد کی غزل تذکرہ معدن الجواہر سے نقل لگی ہے ۱۲

	گرددن اسیر از کرده مارا و چه شهباز کرده مارا	از آلف با سینه چون همباز ای محبت تو در هوای وفا	
	روئی از طبع آیین غزل بصد نقد جانباز کرده مارا		

اگر چه جسم ناتوانم آه شده عار جنون
 چون شود آشفته گیم زیب دست یکنار جنون
 غیر خود دیگر نمی یابم حسریدار جنون
 ناز مادیوان گنجان دارند از سرداریم
 چون بزللف یار می ماند بدوش جان کشم
 شورش دیوانه گردد بیش در فصل بهار
 زلف پیاپیانش نکه دارد دل دیوانه را
 گر مراد دیوانه شود آس پری گوید بنار
 باغ حسن گلرخان را داد و ریش آب تابا

لیک میگردد بلند از ناله ام کار جنون
 نیست جز موی سرم در دست یکنار جنون
 از دم سردم چهار گرم است بازار جنون
 سایه دیوار با غم شده سرد ار جنون
 از سر زنجیر ای دلبستگان بار جنون
 دور حسن گلرخان شد روز بازار جنون
 کیست جز زنجیر ای آشفته گان یار جنون
 از سر جان میتوان برداشت از ار جنون
 رنگهای تازه از من یافت گلزار جنون

قصاید

قصیدہ منقبت حضرت ابامحسین علی جد و علیہ الصلوٰۃ والسلام مومن بہ ہنر منقبت

عزیز گشتہ پیش تباں ازاں گوہر	کہ شد مشابہ اشک ستم کشاں گوہر
بحیر تم کہ چنیں شہرہ چیت نیاں را	رساند دیدہ من تا با آسماں گوہر
دل چو مایل عشق بت گہر پوش است	ز چشم خویش نیارم بروں چساں گوہر

✽ محکوم رونق مرحوم کے قصاید کی بہت تلاش تھی۔ باوجود جستجو کے کہیں نہیں ملے تھے۔
 مگر اراغلمین اس قصیدہ کے چند منتخب اشعار دیکھنے میں آئے تھے۔ میں مولوی
 عبدالواجد صاحب واجد فرزند مولوی عبدالعلی صاحب مرحوم کے تخلص و تراش کا
 نہایت ممنون ہوں کہ اذکی غایت سے سالم و کامل دو قصیدے دستیاب ہو گئے۔
 قصیدہ ہذا والد مرحوم کی ایک پرانی بیاض میں پایا گیا جس میں انہوں نے بزمانہ طالبی^{الطالی}
 مختلف اساتذہ کے اشعار جمع کئے تھے اور دوسرا قصیدہ صاحب موصوف کے
 کتب خانہ کی ایک قلمی کتاب کے آخر پر لکھا ہوا نظر پڑا جو اتفاق سے طیفانی رموز

<p>چو آب تاب سر شکم بہ میذارش بیل گریہ من بقیہ ارشد کہ کند ز ہر مال بود زندگی زرداران بخاندان خلف نامور دہد شرف دہد بتنگد لاں جادرون جان منعم حصول ال بدنیاست عقدہ خاطر گداز صحبت منعم ہمیشہ دار و عار ز آبرو نہ پسندم خویش ننگ سوال ہمیشہ اہل ہنر در سپاس احسانند زود آہ صفای سر شک من گم شد مدام کاریتیاں زغیب گیر نظم</p>	<p>بخویش تیغ کشد از صف نہاں گوہر ز رشتہ با خط زہار را عیاں گوہر بقالب صف آمد ب رنگ جان گوہر فرو و منزلت و قدر بحر و کان گوہر کہ یافت در تہ دریا از آن مکان گوہر ز کار بستہ خویش ست سر گراں گوہر جد افتادہ ز دریا بر اسے آن گوہر بغوریں کہ زند قفل بردہاں گوہر کہ شد پیش صف سر بر آستان گوہر کہ بے جلا شود از کثرت دغاں گوہر کہ یاقہ ز صف طرفہ سائبان گوہر</p>
--	---

بقیہ صفحہ ۱۰۴

کی لپٹ سبج گئی تھی افسوس ہے کہ اس کتب خانہ کو حسین فارسی کتب کا بنیاد
نایاب ذخیرہ جمع تھا اور جس میں مدراس کے اہل کمال کی نادر الوجود تصانیف موجود
ہیں سیلاب کے ہاتوں ناقابل تلافی نقصان پہنچا ۱۲ جامع دیواں

ز رخنه بهر یس یافت زیاں گوهر
 که کرد ظلمت شب فلس ماهیان گوهر
 که نزدی بخصارت جاوداں گوهر
 که در خزانه اوست میهن گوهر
 ز آب خویش خبر کردنی زباں گوهر
 ز موج نوبرخ بست طلیح گوهر
 ندیده ام که بود زیب کمکشان گوهر

ز حبت مال دل اغنیا شود نامور
 کمال یافته ناچیز از سیه بختان
 دمام ابل هنر گوشت گیر می باشند
 بمال عاریتی نازش تو نگر حیت
 بخامشی هنر صاف دل عیان گردد
 بابل شرم نکرد و خلل ز عریان
 بغیر فرق گهر پوش آن نزاکت بار

مطلع ثانی

شود چو قبله نمایش ز ابدان گوهر
 بگو شواره او کرد آشیان گوهر
 ز عکس او شده همرنگ ز عرفان گوهر
 بینه بسته چراشوخ رایگان گوهر
 بچشم میل کشد چو سرمه دامن گوهر
 ستایش در دندان او بیان گوهر
 روان نمود ز انجم بار مغفان گوهر

خیال ابروش آرد چو در گمان گوهر
 سزای خویش ندانسته هیچ جازان
 بپیر بچو رفت آن نگار زین پوش
 سرشک باز صفای رخس منور شد
 ز در و حجر بنا گوش یار حیرانست
 بهم رسانده زبانه ز رشته میازد
 لباس گوهر او چون فلک تماشا کرد

ز سینه صافی جانان صدف که سبزه
 اگر بخل خود کرده گهر ریزی
 بجز تمنجیل رخ که گر یا غم
 بفکر مدح که این گهر فروز امشب
 در شام که طبع مرا ضیا بخشید
 بوصف گوهر بحر بنو تم مائل
 امام و قبله گوین سید الشهدا
 بهار گلشن ایمان ضیای دیده دی
 فروغ دیده زهر اسکون جان علی
 حسین صابر مطحوم راضی از نقدیر
 ز گرد کویش اگر تحفه برد همراه
 ز نقد فیض کلامش غنی شود عالم
 اگر ز عارض او پرتو سی فتنه و بحر
 ز روی خشم به نیل اگر گاه کند
 ز جوش مهر بشنم کشاید ار چشمه

رنگی دهنش میدهندشان گوهر
 که جای اشک براید ز شمع دامن گوهر
 که گشت قطره اشکم عجب گراں گوهر
 ز بحر طبع چنین میشود روان گوهر
 رسانده ام زرقم تا بقدر قدان گوهر
 که نقش نقطه شود در شک یکجان گوهر
 ز فیض خاک در شایسته غره شان گوهر
 که شد پیش سخنهایش قطره سان گوهر
 که از محیط رسالت برآمد آں گوهر
 ز خون دل نغم او شد ارغوان گوهر
 عجب مکن که شود بار کاروان گوهر
 که در سخن ز لبش ریخت یکجان گوهر
 شود بچشم سمک خوار و ناتوان گوهر
 شود بسینه دریا شرر فشان گوهر
 ز انفعال نیارند پردگان گوهر

شود ز قطری خویش تر جان گوهر
 بمنمان جهان ست تر ز باں گوهر
 بپر گرفته رسد جزو گلستان گوهر
 که شد به تخت صدف شاه مراں گوهر
 غمی طمع کند از دست مفساں گوهر
 ز تار موج باد بسته ریسماں گوهر
 که کسب نور نمائند باں گوهر

ز روی و عطا اگر جمع مال منگ کند
 شهی که پیر ظهور رواج احکامش
 شمیم خلقتش اگر بگذرد بدریا بار
 بکیرمین نگاهش سعادت اندوخت
 کف عطایش اگر بایل سخا گردود
 بشان خیمه او کن نظر که بهر شرف
 ز مطلع دگر میکنم شروع خطاب

مطلع ثالث

بگو سوار طلب کرد و حور از اں گوهر
 بسنگ لعل بدریا بیکراں گوهر
 ندیده است کسی اینقدر کلاں گوهر
 ز نسبت عرش میشود رواں گوهر
 چو برق میشود از دیدنش تپاں گوهر
 بپرخ برق و بدریا بیکراں گوهر
 بیایش آمد زنجیر از گراں گوهر

بغیض می تواند و ختم چنان گوهر
 بکارخانه عالم کف نوال تورخیت
 نمود و هکس جیس تو چرخ را روشن
 بوصف تو سنت اندیشه را کجاطا
 ز جنتش چو بهایا رقم کنم حرف
 سکون سرعت او دیده سخت حیران
 بهج جوهر تیغ قلم چو یال شد

بخاها دار کند از ابل حرص قطع ابل
 ز لعل آب و ز خورشید تاب بردار
 چنان شرف بود آن روضه مقدس
 برای کسب شرف بر چراغ مشهد
 توئی که گوهر نامت ضیای کونینست
 چه هست گوهر مهر تو در خزانة دل
 چه عرض دارم از احوال خوشین شاه
 ز دست جو زلفک سخت زار و ناله
 کشاد کار ندیدم بد و رایس میرحم
 بر آید از فلک سفله کام کم ظرفاں
 ز اشک خویش بیاد تو دلم امان باشد
 ز مهر خویش به من بخش گوهر ایماں
 ز فیض مدح تو طعم چنان ضیاءندو
 ز شرمین گهر شب چراغ شد روشن
 قصیده با گهر منقبت شود موسوم

شرارت بیخ تو و زبحر سیکه آن گوهر
 بعر خویش ندیدیم استیچان گوهر
 بخاک در گد او نیست هم قراں گوهر
 ز فطشوق شود مثل تابداں گوهر
 گدای کوی تو بخشد بخیر و آن گوهر
 دگطلب چه کنم پیش این و آن گوهر
 که آرزوی دل زار شد هجاں گوهر
 کند بدیدن آن اشک زار و آن گوهر
 چه سنگ بازند آرم چو بر زبان گوهر
 گرفته است بکف گنج شایگان گوهر
 بغیر آب ندارد دنگا هبباں گوهر
 بگردا و نشود گاه همعناں گوهر
 که جای حرف در آمد بداتاں گوهر
 ندیده است چنین چشم ماہراں گوهر
 که تا نار نمایند انس و جاں گوهر

سخن کند بد عائی محقر رونق
همیشه تا شود از پر تو بجای غیب
نثار روضه پر نور تو شود هر دم

گرفته قدر ز تو اسے خدایگان گوهر
بسک لعل و بدر یا کند مکان گوهر
بخوش در بود دل از چشم زایران گوهر

قصیده مسمی به وصف حش عظیم که تهنیت بیله خوانی نواب عظیم جان

عروس طالع ایام جلوه آراشد
پیر طرف که نظر رفت طرفه سر بسزاست
صفا پذیر چنان گشته است روی می
اگر سحاب درین فصل رنگ می بارد
تمام خلق چنان چون افق شفق پوش است
ز رنگ عیش چنان جام دل بود بستر
تمام اهل سخن گرم شعر خوانیها
سه پاس روز پے سیر چون برون فم
در دوزن فکر سخن دیدمش پریشان وضع
باو سوال چو کردم ز وجیه این تشویش

که در حدیقه گیتی گل طرب داشت
چو گلزمین سخن شهر و دشت خضر داشت
که سطح کوه چو آئینه مصفا شد
که پیرین برین اهل زهد حمرا شد
بجاس سرخ باغوش پیرو برنا شد
که جوش خنده عشرت برنگ صبا شد
ز سر دهری دوران اگر چه نفا شد
برگذازد دو چارم یک اهل معنی شد
عجب بطبع من خسته حال پیدا شد
بطره گفت شناسم که عقلت از جا شد

هنوز بخیر اوقاوه بکجه خویش
 بفکر قطعه رباعی غزل قصیده در آ
 چو این نوید گوش و لم رسید بوجد
 بوصف جشن عظیم غزل سرگشتم

ز جشن مکتب نواب شور و غوغا شد
 اگر هوا می سخن در سرش نهیاشد
 و ماغ شاعریم نیز خامه سرش
 که قفل کار فرو بسته راست این داشت

مطلع ثانی

چه شور عیش و آفاق باز پیدا شد
 و میکه خمر و انجم نظر بر حمت داشت
 خیال زینت و ترتیب بزم عالی شال
 چه شاه آنکه عظیم ست نام با جایش
 سکندر ست و فریدون و پیشکارانش
 غرض معاینه بزم خاص دلکش داشت
 هزار مایه فیض عالمی گسترده
 ز وصف فیض و نوالش زبان شود قاصر
 هزار خلعت زرین و جامه طلسم
 بنار خوان پُر از الوان نعمت دورا

که ساز و برگ جهانی از آن میاشد
 سعادت ازلی را چو جوش دریا شد
 بجشن مکتب نواب شاه مارا شد
 کینه چاکر درگاه او چو دارا شد
 دوران زمانه که جمشید جام پیرا شد
 که شاه کشور ایران باین مقام شد
 که حیرش طمع هم ز مال دنیا شد
 بهیچ حشمت او خامه عجز فرسا شد
 بصبح و شام بدوش کبار برپا شد
 بهر محله و کوچه شربت نظر داشت

ز جامهای گران قیمتی که در این جشن
 محاسب خردست از شمار آن عاجز
 برو ز بسکه خوانی خسرو آفاق
 دمان بیرفک شد حلاوت آلوده
 بصد کمال فصاحت چو خواند بسم الله
 نوای تهنیت از جان قدسیاں برخاست
 بزیر سایه والای عم قجده خوش
 ز فرط روشنی و زیب و زینت محفل
 هزار سر و بلورین نظر سیر بی کرد
 قطار فرش قنادیل هر دو جانب دید
 برنگبازی و آتش فروزی اقسام
 بدست پیرو جوان بود رنگ افشانی
 چو یافتند اجازت برنگ بازیها
 به بزم تهنیتش صف کشند رقاصان
 سماع زهره جیباں ز بسکه رفقه چرخ

عطای مردم سرکار فیض پیرا شد
 ویر عقل در اظهار آن بانها شد
 بناسه تا که تقسیم طفل و برنا شد
 بهای گوهر انجم نغم حشر قها شد
 صدای نوبت و تقارن تاثیر یافت
 ندای حسن و آیین بزم اعلی شد
 رسد بجز طبعی که بس مهتا شد
 گهر فروز حرم دلم چو هجر جاشد
 پیش تخت شاهی هر که گام پیما شد
 کمال حرم در آن بار که مویشی شد
 چه عیشها که بخت ر بزم والا شد
 درون خیمه که در صحن خانه برپا شد
 برنگ مغنه رنگین بدن برپا شد
 که ام نوشته دولت جلوس فرما شد
 هزار و لوله در خاطر میجا شد

ز جوش رقص که تا بهفته شود عشرت و اشت
 او اگر شمه رقاصگان خوش پیکر
 یکی بنا ز او داد دل ربودی از محفل
 بهر مقام میسر بخاص و عام طرب
 بعضی حال کنم مطلع و گراناش

بطبع پیرو جوان لذت میباش
 خلاج فاضله در برچه قدر افزاش
 یکی بنمونه شیرین حلاوت آراشد
 زبان و عطر و گل و قهوه توده بهر جاش
 کمال قدر حضورش چو آشکارا شد

مطلع ثالث

شهادت میکه نوال تو گنج پیرا شد
 چو یافت طالع دوران قران بهبودی
 بهر شناس ترجم اساس و نیک قیاس
 بهر کمال دهی داد قدر داینها
 ترا چه هست خدا داد طبع موزونی
 بعید نیست ز تو قدر شعری رتبه
 بسج شهره این فیض و قدر و اینها
 بساط بوس حضورت چو گشت از خوبی
 بفرغ نظم نموده است گرچه عمری صرف

کف عطای تو دیدم که رشک ریاش
 ز رحمت ازلی چون تو کار فرما شد
 سپاس لطف تو افرو ز حصه و اطاش
 علی الخصوص سخن را که از تو هر جاش
 که بے تامل و دقت بنظم و انشاش
 که مستحق درگوش زهره میباش
 بر آستان تو رونق ز بهر مجرا شد
 نحوست زحل از طالعش مختاش
 ز دست جور فلک جمله محو و منی شد

ز چند سال گرفتار بمعاشیه است
 ز عهد شاه شهادت پناه استحقاق
 قد اقمش متحقق ز چار پشت و یک
 بفضیص صحبت جد گوشته چون ممتاز
 چو به صله نشاند در گهت سخن بنج
 بصدا بکم از آرزوی خوش رقم
 باو تادی شهنزاده سرفراز مکن
 بغاری سخن نظم و نثر دادم بهر
 ز قدر و رتبه و آداب صحبت امرا
 شد این مراد تور و نوبی قبول درگاهش
 همیشه تا چمن و هر از سحاب کرم
 نجمه ماند و گیتی شود ثنا خوانست
 که باو ظل تو پاینده بر مفرق خلق
 شد این قصیده مسمی بوصف حسن عظیم

مختصر نظیر است با اجا شد
 درین ریاست فیاض الدش را شد
 بکم نصیبی دور از حضور والا شد
 همیشه محشر ز کار و بار او نی شد
 بر آستانه تو عرض بنده بر جا شد
 ز عوایسرم این خیال پیدا شد
 که در ضمیر من خسته این تننا شد
 گهر شناس خریدار عهده کالا شد
 مرا سلیقه رفیض حضور اعلی شد
 کف دعای تو در ز آرزو باشد
 بباغبانی و سنت که بل مطرا شد
 دعای بنده درگاه این موهومی شد
 توئی که آهمن روی از کف مطلقا شد
 زار شور و شغب ان سطح غبرا شد

تمت بالخیر

